إِنْ أَحْسَنتُمْ أَحْسَنتُمْ لِأَنفُسِكُمْ قف وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا ط

اگر اچھے کام کروگے اپنے ہی لئے اچھائی کروگے اور اگر برائی کروگے تو بھی اپنے ہی حق میں

(یعنی خود ہی سزا بھگتو گے)

(۱۷ : ۷)

توشہ آخرت

(حصّہ دوم)

مشتمل بہ مختصر معلومات مضامین قرآن حکیم

مرتبہ

محمد عبد الحمید صدیقی (ایڈووکیٹ)

۱۵۰ - او - ۲ / پی ای سی ایچ ایس

خالد بن ولید روڈ

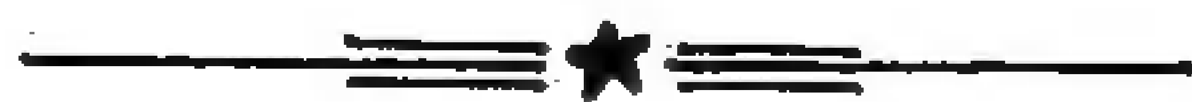
کراچی ۲۹

مناجات

اے خالق ہر بلند وپستی
شش چیز عطا بکن زہستی
ایمان وامان وتندرستی
علم وعمل وفراخ دستی

یارب تو چناں بکن کہ پریشاں نشوم
محتاج برادران وخویشاں نشوم
بے منت مخلوق مرا روزی دہ
تا از در تو بر در ایشاں نروم

اے خالق ذوالجلال اے بار خدائے
تا چند روم در بہ در و جابہ بجائے
یا خانہ امید مرا در بر بند
یا قفل مہمات مرا در بکشائے



فہرست مضامین توشۂ آخرت

★ ★ ★

گذارش

جو حضرات اپنی عدیم الفرصتی کی وجہ سے اس کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ نہ کرسکیں ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ کم از کم مندرجہ ذیل حوالہ جات ضرور مطالعہ فرمائیں۔

(۱) حرفِ آغاز صفحات ۹ لغایت ۱۲، صفحات ۲۰ لغایت ۳۱، صفحہ ۳۶، ۴۱-۴۲-۔

(۲) اصل کتاب:- صفحہ ۷ شمار ۱۰ معہ تفسیر،
صفحہ ۱۴، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۱ تفسیر ۲، صفحہ ۲۳ تا ۲۷- صفحہ ۲۹، ۳۴، ۳۷، صفحات ۴۰ تا ۴۴- صفحات ۵۴ تا ۵۷- صفحہ ۶۱، ۶۳ شمار ۱۰، صفحہ ۶۷- ۸۰- ۸۵ لغایت ۹۵، ۱۰۳، ۱۰۷، ۱۱۳ تا ۱۱۶- صفحہ ۱۲۱- ۱۲۶- ۱۲۷- ۱۳۰- ۱۵۳ تا ۱۵۵، صفحہ ۱۶۳- ۱۶۶- صفحات ۱۹۵ تا ۲۰۰، ۲۰۵ تا ۲۱۰- صفحہ ۲۱۶- ۲۳۴- ۲۳۵- ۲۳۹- ۲۴۱ لغایت ۲۴۴، صفحہ ۲۷۴- ۲۷۷- ۲۷۸ لغایت ۲۸۹ صفحہ ۲۹۸- ۳۰۴:-

غلط نامہ

مرتب کو بہت افسوس ہے کہ کتاب ہذا کی کتابت صحیح ہونے کی بابت امکانی احتیاط اور کوشش مدِ نظر رکھنے کے باوجود غلطیوں کی تعداد زیادہ ہے۔ براہِ مہربانی مطالعہ کے قبل صحت فرمالیں۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	شمار [۳] تیسری سطر	رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ	آیت نمبر (۳۶) رہ گیا ہے
″	——★——	وَالْاَرْضِ	کے بعد ص کا نشان رہ گیا ہے
″	شمار (۳) سطر ۵	الْحَکِیْمُ	آیت نمبر (۳۷) رہ گیا ہے
۶	شمارہ ۵	س ۱، ۲۲	س ۱، ۲۱
″	″	یُسْئَلُوْنَ	یُسْئَلُوْنَ
″	شمار ۱۰	وَالْمَغْرِبِ	وَالْمَغْرِبِ
۱۳	شمار ۱۰ سطر ۵	وَالصّٰلِحِیْنَ	وَالصّٰلِحِیْنَ
۱۶	سطر ۱۱	آیت کے جزو تَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ کا ترجمہ چھپنے سے رہ گیا ہے۔	[ترجمہ] برکت سے بھرا ہوا ہے اللہ سارے جہانوں کا پروردگار
۱۹	شمار ۲۸	خَلَقَ	خَلَقَ
۲۲	شمار ۳ سطر ۱	تَبٰرَکَ	تَبٰرَکَ
۳۲	سطر ۸	توفیق	توفیق
۴۱	شمار (۱) تفسیر ۲ سطر ۲	آداب	ادب
۴۲	فصل ۸ شمار ۱	مَوْعِظَةٌ مِّنْ	مَوْعِظَةٌ مِّنْ
۵۴	سطر ۴	حتّٰی	حتّٰی
″	سطر ۶	بِرِیْحٍ	بِرِیْحٍ
۷۶	سطر ۵	یُبْصِرُوْنَ	یُبْصِرُوْنَ
۸۰	سطر ۳	تراھُمْ	تَرٰھُمْ
۸۲	باب ۱۵ سطر ۲	جسے	جیسے
۱۳۲	سطر ۱۱	موت اور روح کا منظر	موت اور قبضِ روح کا منظر
″	سطر ۱۷	وَالْتَفَتِ	وَالْتَفَّتِ
۱۴۰	پہلی سطر	اِلٰی اَھْلِھِمْ	اِلٰی اَھْلِھِمْ
۱۴۳	سطر ۲	اوراہ گیروں	اور راہ گیروں
۲۰۶	سطر ۴	مَثَلُ الَّذِی	مِثْلُ الَّذِی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرف آغاز

گو نالہ نارسا ہو نہ ہو آہ میں اثر
میں نے تو در گذر نہ کی جو مجھ سے ہو سکا

(۱)

بعد حمد خالق کائنات۔ مُلک الملک۔ ذی الجلال والاکرام

اور

نعت سرور کائنات۔ فخر موجودات۔ رحمۃ للعٰلمین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حرف آغاز اینکہ غیر منقسم ہندوستان کی عدالتوں میں بعض معاملات متخاصمین کے ذاتی۔ شخصی قانون کے مطابق فیصل ہوا کرتے تھے۔ مثلاً مقدمات بابت وراثت۔ وصیت۔ وقف نکاح طلاق وغیرہ۔ اصول شرع محمدی کی انگریزی کتابوں میں شرع محمدی کے چار ماخذ تحریر تھے۔ اول قرآن حکیم دوم حدیث شریف سوم اجماع۔ چہارم قیاس۔ چونکہ مسائل کے متعلق قرآن شریف کی آیات کا حوالہ تحریر نہیں ہوتا تھا اس لئے ایک زمانہ ہوا جب میں نے یہ کتابیں پڑھی تھیں مجھ کو براہ راست قرآن حکیم سے ہی معلومات حاصل کرنے کا شوق ہوا۔ لیکن اس کی تکمیل ممکن نہیں ہوئی۔ زمانہ گذرتا گیا۔ عمر بڑھتی نہیں گھٹتی گئی۔ بقول شاعر

کرتے ہیں خوشی لوگ مری سالگرہ کی
یاں ایک گرہ اور گئی اپنی گرہ کی

عرصہ دراز تک وکالت بھی کی۔ محکمہ جات جوڈیشل۔ ریونیو اور انتظامیہ میں ملازمت بھی تا آنکہ ۱۹۵۲ء میں ملازمت سے پنشن یاب ہو کر دوبارہ پیشہ وکالت اختیار کیا لیکن جو شوق

ابتدا میں پیدا ہوا تھا اس کی خلش بھی اپنی جگہ بڑھتی رہی۔ اسی دوران بارہا ایسے مواقع بھی پیش آئے کہ کسی جلسہ میں تقریر کرنے یا احباب کی نشست کے دوران قرآن حکیم کی آیات کریمہ کے حوالہ سے استدلال کرنے کی ضرورت ہوئی بہت عرصہ ہوا جبکہ غیر مسلم احباب کے اصرار کی بنا پر تھیوسیفکل لاج کے ایک جلسہ میں تقریر کرنے کے لئے میں آمادہ ہوا۔ موضوع تھا اسلام میں نجات کا تصور۔ چنانچہ کئی روز تک تلاوت قرآن مجید میں مصروف رہ کر میں نے چند آیات کریمہ اپنی یادداشت کے لئے ایک کاغذ پر لکھ لیں۔ قرآن شریف کے احکام اور مضامین سے براہ راست واقفیت کی کمی مجھکو برابر ملال کی حد تک محسوس ہوتی رہی۔ اور عرصہ تک مجھکو کسی ایسی کتاب کی تلاش رہی جسمیں قرآن حکیم کے ہر موضوع کے متعلق جملہ آیات کریمہ یک جا کی گئی ہوں لیکن مجھ کو کوئی ایسی کتاب دستیاب نہیں ہوئی۔ اور یہ کمی بھی میرے ابتدائی خیال کو تقویت پہونچاتی رہی بالآخر ۱۹۵۲ء سے بعض موضوعات کے متعلق آیات قرآن حکیم کو یک جا کرنے کا سلسلہ میں نے شروع کیا لیکن ہر تلاوت قرآن حکیم کے دوران موضوعات کا اضافہ ہوتا گیا کئی سال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ قرآن حکیم کی مسلسل تلاوت اور مختلف تفاسیر کے مطالعہ سے میری معلومات میں جو اضافہ ہوتا گیا اس کی بنا پر مجھ کو یہ خیال بھی ہوتا رہا کہ جو معلومات مجھ کو اب اپنی آخری عمر میں حاصل ہو رہی ہیں وہ میرے ایسے ناواقف دیگر اصحاب کو اور بالخصوص نئی نسل کو بھی بغیر کسی تلاش اور دقت کے حاصل ہونا ممکن ہو۔ ان امور کے علاوہ بکثرت ایسے مواقع بھی پیش آتے رہے جن سے مجھ کو یہ اندازہ ہوتا رہا کہ ہماری موجودہ نسل میں نبقات یا بکثرت ایسے اشخاص بھی پائے جاتے ہیں جو قرآن حکیم کے مضامین سے کماحقہٗ واقف نہیں ہیں۔ غیر تعلیم یافتہ یا کم تعلیم یافتہ اشخاص سے قطع نظر مجھ کو بعض اعلیٰ تعلیم یافتہ اصحاب سے گفتگو کے دوران یہ اندازہ ہوا کہ ان کو اپنی دینی مذہبی کتاب "کلام الہٰی" سے بڑی حد تک ناواقفیت ہے ان کو بجز عبادات کے تعلق میں سرسری معلومات کے گہری واقفیت نہیں ہے۔ کئی مثالیں ایسی پیش آئیں کہ جب معاشرتی۔ اخلاقی وغیرہ امور کے متعلق میں نے آیات قرآن حکیم تلاوت کیں تو فرمایا کہ اچھا قرآن میں یہ بھی ہے۔ بہت خوب۔ ہمکو تو یہ باتیں نہیں معلوم

تھیں۔ خلاصہ یہ کہ امور مذکور نیز پے در پے دیگر محرکات کی بنا پر جن کی تفصیل طویل ہے اور جن کا ان سطور میں ذکر غیر ضروری ہی ہے میں نے ۱۹۶۵ء میں یہ ارادہ کیا کہ کوئی ایسی کتاب یا کتابیں مرتب کیجائیں جن میں قرآن حکیم کے ہر موضوع کے تحت جملہ آیات قرآن حکیم یکجا کی گئی ہوں۔ مختلف صورتیں اختیار کرنے اور کافی تعداد میں کاغذ کے دستے اور مشقی کاپیاں سیاہ کرنے کے بعد جب طبیعت مطمئن اور یکسو نہ ہوئی تو پھر میں نے اس طور پر ابتداء کی کہ اولاً سورۂ فاتحہ سے سورۃ الناس تک ہر آیت کے اجزا (نکات) Ingredient تحریر کئے۔ دوسرے دور میں ہر جزو کو عنوان قرار دیکر اس کے تحت پارہ سورۃ۔ اور آیت کے نمبر تحریر کئے۔ اس طرح کم و بیش چودہ سو عنوان مرتب ہوئے۔ تیسرے دور میں پہلے عبادات کے متعلق ایک مجموعہ کتابی شکل میں مرتب کیا اس کا نام توشۂ آخرت رکھا۔ اس کتاب میں ہر عنوان کے تحت جملہ آیات قرآن حکیم (متن) تحریر کر کے ان کا ترجمہ اور مختلف کتب تفاسیر سے اخذ کر کے مختصر تفسیر بھی لکھی۔ لیکن اس مجموعہ کے طباعت کی نوبت نہیں آئی۔ اس کے بعد دنیاوی معاملات کے متعلق اُسی طور پر دوسرا مجموعہ مرتب کرنے میں مصروف ہوا اور کم و بیش دو ڈھائی سو عنوانات تحریر کئے تھے کہ ایک روز میری رفیقہ حیات نے کہا آپ لکھ لکھ کر جمع کرتے جاتے ہیں اس سے کیا فائدہ ان کو طبع کیوں نہیں کراتے پھر ماشاءاللہ میرے فرزندان نیک اطوار اور دختران نیک اختر کا بھی طباعت کی بابت اصرار ہوا۔ اور رائے یہ ہوئی کہ زمانہ حال کے حالات کے لحاظ سے پہلے دنیاوی معاملات کے متعلق مختصر کتاب طبع کرائی جائے چنانچہ اس طرح یہ پیش نظر مجموعہ کتابی شکل میں طبع ہو کر قارئین کرام کے ملاحظہ کیلئے پیش ہے۔ اور ان سے استدعا ہے کہ ان کی نظر میں یہ کتاب کسی حد تک بھی افادیت کی حامل ہو تو وہ ازراہ کرم خود میرے۔ میرے والدین۔ میرے بھائی بہنوں۔ میری رفیقہ حیات اور میری اولاد در اولاد نسلاً بعد نسلٍ کی مغفرت کیلئے دعا کریں۔ بشرط حیات اور بحالی صحت انشاءاللہ تعالیٰ مزید عنوانات کی اسی طور پر تکمیل کا سلسلہ جاری رہے گا۔ خواہ میرے حین حیات طباعت کی نوبت آئے یا نہ آئے۔ وما توفیقی

اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ ؕ۔ آخر میں قارئین کرام سے گذارش ہے کہ اگر اس کتاب میں کوئی غلطی، ترتیب کی خامی یا کوئی مختلف فیہ بات یا مسئلہ نظر میں آئے تو اس کو مرتب کی کم علمی، ناواقفیت یا سہو پر محمول فرماکر درگذر فرمائیں۔ نیز براہ مہربانی مرتب کو مطلع فرماکر ممنون فرمائیں۔

---

(۲)

اس کتاب میں مشتمل موضوعات کے لحاظ سے ۹۹۔ ابواب ہیں لیکن ہر باب کے تحت جملہ آیات قرآن حکیم بخوف ضخامت تحریر نہیں کی گئی ہیں۔ البتہ عبادات کے تعلق میں جو کتاب حصہ اول مرتب کی گئی ہے اس کے ابواب میں جملہ آیات متعلقہ تحریر کی گئی ہیں۔ اس کی طباعت کی کب نوبت آئے گی اس کا خدائے قدوس علیم ہے۔

اس کتاب میں قرآن حکیم کی آیات کا ترجمہ تمام تر باستثنا چند مقامات کے تفسیر ماجدی سے نقل کیا گیا ہے اور تفسیر بھی زیادہ تر اسی سے ماخوذ ہے۔ اس تفسیر ماجدی سے میں نے بہت استفادہ کیا ہے۔ مولٰنا عبدالماجد صاحب دریا آبادی کی ذات گرامی بہت قابل قدر اور لائق تحسین ہے میری دعا ہے کہ باری تعالٰے موصوف کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور وہ تا دیر تفسیر نگاری اور دینی علوم کی خدمت میں مصروف کار رہیں۔

تفسیر ماجدی کے علاوہ جن دیگر تراجم اور تفاسیر سے میں نے استفادہ کیا ہے ان کی فہرست حسب ذیل ہے۔

(۱) تفہیم القرآن ۴ جلد (۲) ترجمان القرآن ۲ جلد مکمل تیسری جلد نامکمل (۳) ترجمہ و تفسیر شاہ عبدالقادر صاحبؒ (۴) ترجمہ و تفسیر مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ۔ (۵) ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ حواشی مولوی شبیر احمد صاحب عثمانیؒ۔ (۶) ترجمہ و تفسیر شمس العلما مولوی نذیر احمد صاحبؒ (۷) ترجمہ مولوی احمد رضا خاں صاحبؒ حواشی مولوی سید نعیم الدین صاحبؒ (۸) فتح العزیز سیپارہ عم (۹) قاموس القرآن مولفہ زین العابدین صاحب سجاد میرٹھی۔

(۳)

(۱) قرآت :۔ اصل میں یہ لفظ فعلان کے وزن پر مصدر ہے۔ بمعنی ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا۔ قرآن کریم

کا نام بھی قرآن اسی لئے ٹھہرا کہ اُسے ٹھہر ٹھہر کے پڑھا جاتا ہے اور اس کا نزول تدریجاً ہوا ہے۔

... نیز قرآن کے معنی جمع کرنا اور ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ملانا بھی ہیں۔ چونکہ اس مقدس کتاب میں تمام ضروری علوم جمع ہیں نیز تمام آسمانی کتابوں کے اصول ثابتہ اس میں محفوظ کر دیئے گئے ہیں اس لئے اس کا نام قرآن ہوا۔ (قاموس)

(۲) الف:۔ قرآن حکیم کا طرز بیان تحریری نہیں بلکہ تقریری ہے .... قرآن مجید ابتداءً لکھے ہوئے رسالوں کی شکل میں شائع نہیں کیا گیا تھا بلکہ دعوت اسلامی کے سلسلہ میں حسب موقع و ضرورت ایک تقریر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی جاتی تھی اور آپ اسے ایک خطبے کی شکل میں لوگوں کو سناتے تھے۔

(ب) قرآن مجید کی ہر صورت کا ...... ایک خاص پس منظر ہوتا تھا کچھ مخصوص حالات اس کا تقاضہ کرتے تھے اور کچھ ضرورتیں ہوتی تھیں جنھیں پورا کرنے کے لئے وہ اترتی تھیں۔ اپنے اس پس منظر اور اپنی اُس شان نزول کے ساتھ قرآن کی سورتوں کا تعلق اتنا گہرا ہے کہ اگر اس سے الگ کر کے مجرد الفاظ کا ترجمہ آدمی کے سامنے رکھ دیا جائے تو بہت سی باتوں کو وہ قطعاً نہیں سمجھے گا۔ اور بعض باتوں کو الٹا سمجھ جائیگا....

(ج) قرآن اگرچہ عربی مبین میں نازل ہوا ہے لیکن اس کے ساتھ وہ اپنی ایک مخصوص اصطلاحی زبان بھی رکھتا ہے۔ اس نے بکثرت الفاظ کو ان کے اصل لغوی معنی سے ہٹا کر ایک خاص معنی میں استعمال کیا ہے اور بہت سے الفاظ ایسے ہیں جن کو وہ مختلف مواقع پر مختلف مفہومات میں استعمال کرتا ہے ...... مثلاً لفظ کفر..... جو قرآن کی اصطلاح میں اصل عربی لغت اور ..... فقہا متکلمین کی اصطلاح دونوں سے مختلف معنی رکھتا ہے اور پھر قرآن میں بھی ہر جگہ ایک ہی معنی میں استعمال نہیں ہوا ہے۔

(د) قرآن جزئیات کی کتاب نہیں ہے بلکہ اصول اور کلیات کی کتاب ہے .... وہ ہر شعبہ زندگی کے حدود اربعہ بنا دیتا ہے اور نمایاں طور پر چند گوشوں میں سنگ نشان

کھڑے کردیتا ہے جو اس بات کا تعین کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ان شعبوں کی تشکیل و تعمیر کن خطوط پر ہونی چاہیئے۔ ان ہدایات کے مطابق عملاً اسلامی زندگی کی صورت گری کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تھا انہیں مامور ہی اس لئے کیا گیا تھا کہ دنیا کو اُس انفرادی سیرت و کردار اور اس معاشرے اور ریاست کا نمونہ دکھادیں جو قرآن کے دیئے ہوئے اصولوں کی عملی تعبیر و تفسیر ہو۔ (تفہیم القرآن)

(۳) (الف) قرآن حکیم ایک نہایت درجہ مرتب و منظم کتاب ہے اس لئے اسی نسبت سے دشوار بھی ہے۔ اسے جو آسان فرمایا گیا ہے وہ صرف موعظ اور عبرت پذیری کے اعتبار سے ہے۔ اگر اس کے مطالب کو کوئی گرفت میں لانا چاہے تو اس کے لئے سرسری مطالعہ .... ہرگز کافی نہ ہوگا۔ مدتوں کے مسلسل اور غائر مطالعہ کے بعد کہیں اس سے مناسبت پیدا ہوتی ہے اور دشواریاں مناسبت پیدا ہونے کے بعد ہی حل ہو سکتی ہیں۔ اس لئے قرآن فہمی میں بہت زیادہ عجلت کو دخل دینا ہرگز مناسب نہیں۔

(ب) قرآن مجید ایک زندہ صحیفہ بھی ہے اور ماضی کی کتاب بھی۔ ایک طرف تو اسکی مخاطب عرب کی قوم تھی جو اس کے نزول کے وقت موجود تھی ..... دوسری طرف اس کے مخاطب ...... کُل روئے زمین کے باشندے قیامت تک کیلئے ہیں .....

(ج) قرآن نے نہایت حکیمانہ اسلوب یہ اختیار کیا کہ صراحتیں تمام تر مذاق عرب کے مطابق ہی کی ہیں لیکن ساتھ ہی اشارے ایسے بھی رکھے ہیں کہ بعد کی نسلیں اور ہر دور کے مخاطبین اپنی اپنی فہم و استعداد کے ماتحت اس سے روشنی حاصل کر سکیں ۔۔۔۔ اس میں زبانی شستگی سلاست اردو یا فارسی یا انگریزی ...... ادب کے معیار سے تلاش کرنا شدید کوتاہ فہمی ہے اس کی انشائی خوبیوں سے لطف اٹھانے کے لئے قدیم خطابت عرب سے واقفیت ضروری ہے .... محض زبان دانی کے بھروسے پر قرآن سمجھ لینے کی کوشش ایک سعی لاحاصل ہے۔

(د) استاد کی ضرورت تو چھوٹے سے چھوٹے علم اور سہل سے سہل فن میں بھی تقریباً

ناگزیر ہی ہے۔ پھر قرآن کا علم تو بڑا اہتمام باشان علم ہے۔ اس میں کوئی طالب علم استاد سے بے نیاز کیسے رہ سکتا ہے؟ کوئی زندہ استاد اگر کامل فن نہ ملے تو اس کی قائم مقامی اکابر مفسرین اور محقق شارحین کی کتابیں کرسکتی ہیں۔ (ماجد)

(۴) سب مسلمانوں پر فرض ہے کہ اپنے رب کو پہچانیں اور اس کی صفات اور اس کے احکام کو معلوم کریں اور تحقیق کریں کہ حق تعالیٰ کون سی باتوں سے خوش ہوتا ہے اور کونسی باتوں سے غصہ ہوتا ہے۔ اور اس کی خوشی کے کاموں کو کرنا اور اس کی ناخوشی کے کاموں سے بچنا اسی کا نام بندگی ہے۔ اور جو بندگی نہ کرے وہ بندہ نہیں ..... اس لئے عام خاص جملہ اہلِ اسلام کو لازم ہے کہ اپنے اپنے درجہ کے موافق کلام اللہ کے سمجھنے میں غفلت اور کوتاہی نہ کریں۔ سو قرآن شریف کے اوپر کے درجہ کے مطالب اور خوبیاں تو عالموں کے سمجھنے کی بات ہے مگر جو لوگ کہ علم عربی سے ناواقف ہیں ان کو بھی کم سے کم اتنا ضرور کرنا چاہیئے کہ علمائے دین نے جو سلیس ترجمے ان کی زبان میں عوام کی واقفیت اور ہدایت کے لئے کر دیئے ہیں ان کے ذریعہ سے اپنے معبود حقیقی کے کلام کے سمجھنے میں ہرگز کاہلی نہ کریں اور اس نعمت لازوال سے بالکل محروم نہ رہیں کہ بہت بڑی بدبختی اور کم قسمتی ہے مگر اس میں اتنا اندیشہ ضرور ہے کہ صرف فارسی خواں یا اردو داں جو محاورات عرب سے ناواقف ہے محض سلیس ترجمہ کو دیکھ کر کچھ کا کچھ سمجھ جائے گا کیونکہ پچھلی بات کا پہلی بات سے ملنا یا جدا ہو جانا اکثر مواقع میں بدون بتلائے ناواقف کی سمجھ میں نہیں آتا اور کسی مضمون مجمل اور مبہم میں کچھ کا کچھ سمجھ جانا عوام سے کچھ بعید نہیں۔ یہاں تک کہ بعض آیتوں میں ضمیر کے مرجع میں غلطی کھا کر خرابی میں پڑنے کا اندیشہ ہے۔ نیز یہ امر بھی ضروری ہے کہ کلام الٰہی کے معنیٰ بلا سند معتبر نہیں اور سلف صالحین کے مخالف کسی آیت کے معنی لینے جہل اور گمراہی ہے...... سو ان وجوہ سے لازم ہے کہ استاد سے سیکھنے میں

مسلمان کاہلی اور کوتاہی نہ کریں اور محض اپنی رائے پر اعتماد کر کے ثواب کے بدلہ اللہ کا غصہ نہ کمائیں
واللہ الموفق وھو یھدی السبیل۔ (شیخ الہند)

(۵) الف۔ ہر عہد کا مصنف اپنے عہد کی ذہنی آب وہوا کی پیداوار ہوتا ہے اور اس قاعدے سے صرف وہی دماغ مستثنیٰ ہوتے ہیں جنہیں مجتہدانہ ذوق ونظر کی قدرتی بخشائش نے صف عامہ سے الگ کر دیا ہو۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کی ابتدائی صدیوں سے لے کر قرن اخیرہ تک جسقدر مفسر پیدا ہوئے ان کا طریق تفسیر ایک روبہ تنزل معیار فکر کی مسلسل زنجیر ہے جس کی ہر کڑی پہلی سے پست تر..... واقع ہوئی ہے۔ اس سلسلہ میں جس قدر اوپر کی طرف بڑھتے جاتے ہیں حقیقت زیادہ واضح زیادہ بلند اور اپنی قدرتی شکل میں نمایاں ہوتی جاتی ہے۔ جس قدر نیچے اترتے آتے ہیں حالت برعکس ہوتی جاتی ہے۔ یہ صورت حال فی الحقیقت مسلمانوں کے عام دماغی تنزل کا قدرتی نتیجہ تھی انہوں نے جب دیکھا کہ قرآن کی بلندیوں کا ساتھ نہیں دے سکتے تو کوشش کی کہ قرآن کو اس کی بلندیوں سے اس قدر نیچے اُتار لیں کہ اُن کی پستیوں کا ساتھ دے سکے۔

(ب) قرآن حکیم اپنی وضع اپنے اسلوب اپنے انداز بیان اپنے طریق خطاب اپنے طریق استدلال غرضیکہ اپنی ہر بات میں ہمارے وضعی اور صناعی طریقوں کا پابند نہیں ہے .... وہ اپنی ہر بات میں اپنا بے میل فطری طریقہ رکھتا ہے اور یہی وہ بنیادی امتیاز ہے (جس نے) انبیاء کرام علیہم السلام کے طریق ہدایت کو علم وحکمت کے وضعی طریقوں سے ممتاز کر دیا ہے۔
قرآن جب نازل ہوا تو اس کے مخاطبوں کا پہلا گروہ بھی ایسا ہی تھا تمدن کے وضعی اور صناعی سانچوں میں ابھی اس کا دماغ نہیں ڈھلا تھا فطرت کی سیدھی سادی فکری حالت پر قانع تھا۔ نتیجہ یہ نکلا قرآن اپنی شکل ومعنی میں جیسا واقع ہوا تھا۔ ٹھیک ٹھیک ویسا ہی اس کے دل میں اتر گیا..... صحابہ کرام پہلی مرتبہ قرآن کی کوئی آیت یا سورت سنتے تھے اور سنتے ہی حقیقت پا لیتے تھے۔ لیکن صدر اول کا دور ابھی ختم نہ ہوا تھا کہ روم وایران کے تمدن کی ہوائیں چلنے لگیں اور

پھر یونانی علوم کے تراجم نے علوم و فنون وضعیہ کا دور شروع کر دیا ..... رفتہ رفتہ وہ وقت آگیا کہ قرآن کی ہر بات وضعی اور صناعی طریقوں کے سانچوں میں ڈھالی جانے لگی۔

(ج) سلف کی طبیعتیں وضعی طریقوں میں نہیں ڈھلی تھیں اس لئے وہ قرآن کی سیدھی سادی حقیقت بے ساختہ پہچان لیتے تھے...... قرآن کے اسلوب بیان کی نسبت لوگوں کو جسقدر شکلیں پیش آئیں محض اس لئے کہ وضعیت کا استغراق ہوا اور فطریت کی معرفت باقی نہ رہی ...... ہم چاہتے ہیں قرآن کو بھی ایک ایسی مرتب کتاب کی شکل میں دیکھیں جیسی کتابیں ہم مرتب کرتے ہیں۔

(د) جب کسی کتاب کی نسبت یہ سوال پیدا ہو کہ اس کا مطلب کیاہے تو قدرتی طور پر ان لوگوں کے فہم کو ترجیح دی جائیگی جنھوں نے خود صاحب کتاب سے مطلب سمجھا ہو۔ قرآن بتدریج تیئیس برس کے اندر نازل ہوا۔ وہ جس قدر نازل ہوتا تھا صحابہ کرام سنتے تھے۔ نمازوں میں دہراتے تھے اور جو کچھ پوچھنا ہوتا تھا خود پیغمبر اسلام صلعم سے پوچھ لیتے تھے۔ ان میں بعض افراد خصوصیت کے ساتھ فہم قرآن میں ممتاز ہوئے۔ اور خود پیغمبر اسلام صلعم نے اس کی شہادت دی۔ مذہبی خوش اعتقادی کی بنا پر نہیں بلکہ قدرتی طور پر ان کے فہم کو بعد کے لوگوں کے فہم پر ترجیح ہونی چاہیئے۔

(ہ) قرآن کی صحت فہم کیلئے عربی لغت و ادب کا صحیح ذوق شرط اول ہے لیکن مختلف اسباب سے ..... عربیت کا ذوق سلیم باقی نہیں رہا اور جس زبان میں قرآن نازل ہوا تھا اس کے محاورات و مدلولات سے یک قلم بعد ہو گیا۔

(و) اس میں شک نہیں کہ تاریخ اسلام کا یہ پر فخر واقعہ ہمیشہ یادگار رہیگا۔ کہ علماً حق نے وقت کے سیاسی اثرات کے سامنے کبھی ہتھیار نہیں ڈالے اور کبھی یہ بات گوارا نہ کی کہ اسلام کے عقائد و مسائل اُن سے اثر پذیر ہوں۔

(ز) اشکال و موانع کا بڑا دروازہ تفسیر بالرائے سے کھل گیا جس کے اندیشے سے

صحابہ وسلف کی روحیں لرزتی رہتی تھیں ..... مثلاً جب باب عقائد میں ردوکد شروع ہوئی تو مختلف مذاہب کلامیہ پیدا ہو گئے۔ ہر مذہب کے مناظر نے یہ چاہا کہ اپنے مذہب پر نصوص قرآنیہ کو ڈھالے۔ وہ اس کی جستجو میں نہ تھے کہ قرآن کیا کہتا ہے بلکہ ساری کاوش اس کی تھی کہ کسی طرح اُسے اپنے مذہب کا موید دکھلا دیں۔ اس طرح کی تفسیر بالرائے تھی۔

(ح) کامل ستائیس برس سے قرآن میرے شب و روز فکر و نظر کا موضوع رہا ہے

(ترجمان القرآن جلد ۱)

(ط) ..... وہ لوگ جو ابتدا میں اسلام لائے ..... ان کا قرآن کریم کے مطالب سے شغف اور اس راہ میں ان کی طلب صادق کا اندازہ علامہ سیوطی مصنف الاتقان فی علوم القرآن کے اس قول سے لگایا جا سکتا ہے کہ "اصحاب رسول کا یہ شیوہ تھا کہ ان میں کوئی شخص بھی ایسا نہ تھا جو دس آیات سیکھ لے لیکن اس کی روح تک پہونچنے کی کوشش نہ کرے اور ان میں دیئے ہوئے احکام کو بجا نہ لائے"۔ قدیم تواریخ میں کئی جگہ یہ بات بالاتفاق لکھی گئی ہے، کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سورہ بقرآٹھ سال میں پڑھی۔ مسند امام احمد بن حنبل میں منقول ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ "جس شخص نے سورۂ بقر اور سورہ آل عمران پڑھ لیں وہ ہم میں بڑا آدمی بن گیا"۔ اور یہ سب کچھ کیوں تھا محض اس لئے کہ قرن اولیٰ کے مسلمان اعتقادی اور زبانی طور پر نہیں بلکہ عملی اور فکری طور پر اس بات کا ایمان اور ایقان رکھتے تھے کہ قرآن کریم ہدایات اور رہنمائی کا سرچشمہ ہے اور تمام قانونی و دستوری اصول و ضوابط اس میں موجود ہیں اور یہ کہ اس کی صحیح صحیح تعلیم ہی انھیں اس قابل بنا سکتی ہے کہ وہ دنیا میں حکمرانی اور اصلاح و ترقی کے فرائض سے عہدہ برآ ہو سکیں۔

(ی) مسلمانوں کی ساری مصیبتیں صرف اسی غفلت کا نتیجہ ہیں کہ انھوں نے اپنی ایسی تعلیم گاہ کو چھوڑ دیا اور سمجھنے لگے کہ صرف روزہ نماز کے مسائل کے لئے اس کی طرف نظر اٹھانے کی ضرورت ہے ورنہ اپنے تعلیمی سیاسی تمدنی اعمال سے اسے کیا سروکار

لیکن جس قدر قرآن سے دور ہوتے چلے جائیں گے اتنا ہی تمام دنیا ان سے دور ہوتی چلی جائیگی۔ آج خود مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ زبانی دعوے تو بہت ہیں مگر عملاً قرآن سے اپنے اعمال کو بالکل نکال دیا ہے اسی وقت کی پیش گوئی قرآن نے پہلے سے کردی تھی وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا هٰذا القرآن مهجورًا۔

(ش) تم دوڑتے ہو تاکہ غیروں کے ٹمٹماتے ہوئے چراغوں سے اپنا چراغ روشن کرلیں پوچھتا ہوں کہ تمہاری وہ شمع کیا ہوئی جس کی روشنی سے تمہارے گھر کا کونہ کونہ منور تھا؟ اسی شمع کو کیوں روشن نہیں کرتے؟ کیسی بدبختی ہے کہ جن کے پاس کافوری شمعیں ہیں وہ کسی کے جھونپڑے کے دیئے کو نظر حسرت سے دیکھیں۔ اسلام آخری دین الہٰی تھا جس نے نہ صرف احکام شریعت ہی میں بلکہ حیات قومی کی ہر شاخ میں ہمیں سب سے آخری اور سب سے بہتر اصول دیئے اور دنیا خواہ کتنی ہی بدل جائے لیکن آزمایا جا سکتا ہے کہ ان اصول کی صداقت کو بدلنے کی ضرورت نہیں۔

(ترجمان القرآن جلد سوم)

(۶) دوسری انتہا پسند ریاستوں کی طرح جن میں سارے اختیاراتِ قانون سازی حکمراں ہی کو حاصل ہوتے ہیں خلیفۂ اسلام سرچشمہ قانون نہیں ہوتا بلکہ وہ صرف احکام شریعت کے نفاذ کرنے والا ہوتا ہے۔ سرچشمہ قوانین خلافت راشدہ کے زمانے میں تین تھے۔ اول قرآن دوم احادیث نبوی۔ سوم اجماع (حضور کے صحابہ کی متفقہ رائے) ..... خلافت راشدہ کے ابتدائی دور میں اس مقصد کے لئے ماہرین پر مشتمل ایک مجلس قائم تھی جب کبھی مشکل مسئلہ پر خلیفہ قانون سازی کی ضرورت محسوس کرتا وہ اس مجلس کا ایک اجتماع طلب کرتا اور پھر متعین غور و خوض کے بعد نیا قانون وجود میں آتا۔ خلیفہ اور کونسل سب سے پہلے مندرجہ بالا تمام ماخذہائے قانون سے استفادہ کرتے اور پھر کسی قطعی فیصلے پر پہونچتے ..... لیکن غیر معمولی قومی اہمیت کے مسائل کے لئے مہاجرین و انصار کی ایک بڑی اسمبلی (اجتماع) طلب کی جاتی تھی۔ چنانچہ عراق و شام کی فتح کے

موقع پر سب صحابہ رسول نے اصرار کیا کہ مفتوحہ زمینیں شرکارِ جنگ میں تقسیم کر دی جائیں اور انہیں ذاتی ملکیت تصور کیا جائے۔ اس موقع پر بہت بڑا اجتماع بلایا گیا جسمیں تمام پرانے مہاجرین و انصار کے علاوہ اوس اور خزرج میں سے پانچ پانچ قائدین بھی شامل تھے ۔۔۔۔

اجلاس کئی دن تک جاری رہا۔ لوگوں نے بلا جھجک اظہارِ خیال کیا۔ حضرت عمرؓ نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "میں نے آپ کو یہاں جمع ہونے کی اس لئے تکلیف دی ہے تاکہ ریاست کے معاملہ میں جو بوجھ مجھ پر پڑ گیا ہے اس میں آپ ہاتھ بٹا سکیں۔ کیونکہ میں آپ لوگوں میں سے ایک ہوں اور میں نہیں چاہتا کہ آپ میری خواہشات کی پیروی کریں۔ بالآخر کافی غور و خوض کے بعد حضرت عمرؓ قرآن کی ایک آیت کا حوالہ دیکر لوگوں کو مطمئن کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ کہ زمینوں میں مستقبل کی نسلوں کا بھی حصہ ہے۔ اس طرح آخری فیصلہ ہو گیا کہ مفتوحہ زمینیں مجاہدین میں تقسیم نہ کی جائیں بلکہ مفتوحہ عوام کے قبضہ میں رہنے دیا جائے ہاں ان زمینوں سے جو آمدنی ہو انھیں بیت المال میں داخل کر کے سالانہ وظائف کی صورت میں مجاہدین میں تقسیم کر دیا جائے۔ چونکہ واضعان قانون کے ہاتھ شریعت کے بنیادی قوانین سے بندھے ہوئے تھے اس لئے وہ خود بھی اپنے آپ کو قانون سے بالاتر نہیں رکھ سکتے تھے نہ وہ کوئی ایسا قانون پاس کر سکتے تھے جو کسی خاص طبقہ کی طرفداری میں ہو نہ وہ یہ کر سکتے تھے کہ کسی صورت میں قانون کے اطلاق کو توڑا جا سکے۔ وہ آیت جس کا حوالہ حضرت عمرؓ نے دیا تھا۔ سورۂ حشر کی دسویں آیت ہے۔ سلسلہ کلام کا آغاز چھٹی آیت سے ہوتا ہے۔

(ماخوذ:۔ کتاب اسلامی ریاست مولفہ ڈاکٹر امیر حسن صاحب صدیقی)

نوٹ:۔ اقتباس مندرجہ بالا سے متعدد سبق آموز امور ظاہر ہوتے ہیں منجملہ ان سے اول تو یہ کہ قرآن حکیم کی سند سامنے آنے کے بعد صحابہ رسول نے اپنے اصرار کو ترک کر دیا اور کسی موشگافی کو دخل نہیں دیا۔ دوم یہ کہ حضرت عمرؓ نے بلا قرآن حکیم سے سند حاصل

کئے نہ تو اپنی ذاتی رائے پر عمل کیا اور نہ اپنی ذاتی رائے سے کسی کو متاثر کرنے کی کوشش کی۔

(۷) وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ (۱۱) وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ (۱۲) سورۃ ۸۶

ترجمہ:۔ قسم ہے بارش والے آسمان کی۔ اور پھٹ جانیوالی زمین کی۔

تفسیر:۔ مفسر تھانوی نے لکھا ہے کہ جس طرح بارش آسمان سے آتی ہے اور عمدہ زمین کو فیضیاب کرتی ہے۔ اسی طرح قرآن مجید بھی آسمان ہی سے اترا ہے اور جس سینہ میں قبول کی قابلیت ہوگی اُسے مالا مال کردے گا۔ (ماجد)

نوٹ:۔ باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست

در باغ لالہ روید و در شور بوم وخس

---

(۴)

تخلیق ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام اور مراتب مابعد

(۱) پ ۱۴ س ۱۵۔ آیت ۲۶۔ ۲۷

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ج (۲۶)

اور بالیقین ہم نے انسان کو بس دار گارے کی کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ (۲۷)

اور جن کو ہم اس کے قبل گرم آگ سے پیدا کر چکے تھے۔

تفسیر (الف) انسان اول کا پتلا اسی خشک مٹی سے بنایا جو چٹکی مارنے سے کھن کھن آواز دیتی ہے اور پھر اُسی ابوالبشر سے ساری نسل انسانی نکالی ہے۔

(ب) گرم آگ یعنی ایسی آگ سے جو اجزائے دخانیہ کثیفہ سے خالی ہے اور اس لئے غایت لطافت سے مثل ہوا کے غیر مرئی ہے۔

(ج) جنات بھی بالکل انسانوں جیسے بے بس مخلوق ہیں ...... فرق صرف مادہ کا ہے۔ انسان کی ترکیب مٹی سے ہوئی اور ان کی آگ یا ہوائی آگ سے (ماجد)

(د) ...... خیال یہ ہوتا ہے کہ اول سنتے ہوئے گارے سے آدم کا پتلا تیار کیا پھر جب خشک ہو کر اور پک کر کھن کھن بجنے لگا تب مختلف تطورات کے بعد اس درجہ پر پہونچا کہ انسانی روح پھونکی جائے۔

(ک) ..... نار السموم :- تیز ہوا جو آگ کی طرح جلانے والی ہو جسے لُو کہتے ہیں۔

(و) ..... بہر حال آدمیوں کا باپ ایسے مادہ سے پیدا کیا گیا جس میں عنصر ترابی غالب تھا اور جنوں کا باپ اُس مادہ سے پیدا ہوا جس میں ناری عنصر غالب تھا۔ ابلیس بھی اسی قسم میں تھا۔ (عثمانی)

نوٹ ۱:- ایک مقولہ ہے کہ مٹی سرد خاموش۔ اور آگ گرم پُرجوش۔ چنانچہ جبکہ انسان ایسی شئے سے بنا ہے جس کی صفت سرد خاموش ہے تو اُس کو اپنے دنیاوی معاملات میں بھی اپنی خلقت پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ " وَنَسِيَ خَلْقَهُ ط " اور اپنی خلقت کو بھول گیا (۳۶ : ۷۸) یعنی انسان کو اپنی خلقت نہیں بھولنا چاہیئے کہ کیسی حقیر چیز سے اُسے پیدا کیا گیا۔

نوٹ ۲:- مولنا سعدیؒ نے فرمایا ہے کہ

زخاک آفریدت خداوند پاک
پس اے بندہ افتادگی کن چو خاک

نوٹ ۳:- انسان کو حد اعتدال تک فروتنی۔ عاجزی کی خو اختیار کرنا چاہیئے۔ اور بمصداق " نہد شاخ پر میوہ سر بر زمیں " بڑائی اسی میں ہے کہ ادب سے سر جھکا رہے۔ اور اس کا مصداق نہ ہو کہ " جو ظرف کہ خالی ہے صدا دیتا ہے اکثر "

(۲) الف پ ۱۴ س ۱۵۔ آیت ۲۸ تا ۳۱۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ
حَمَإٍ مَّسْنُونٍ (۲۸) فَإِذَا سَوَّيْتُهُۥ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُۥ
سٰجِدِينَ (۲۹) فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ (۳۰) إِلَّآ إِبْلِيسَ ط
أَبَىٰٓ أَن يَكُونَ مَعَ السّٰجِدِينَ (۳۱)

ترجمہ:- اور (یاد کرو وہ وقت) جب آپ کے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں پیدا کرنیوالا ہوں بشر کسدار گارے کی کھنکھناتی ہوئی مٹی سے۔ سو جب میں اُسے پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونک دوں تو تم اُس کے آگے سجدہ میں گر پڑنا چنانچہ سارے کے سارے فرشتوں نے سجدہ کیا (ہاں) مگر ابلیس نے (نہ کیا) اس نے انکار کیا اس سے کہ وہ سجدہ کرنے والوں میں شامل ہو۔

پ ۱۴ س ۱۵۔ آیت ۳۲ تا ۳۵۔

(ب) قَالَ يٰٓإِبْلِيسُ مَا لَكَ أَلَّا تَكُونَ مَعَ السّٰجِدِينَ (۳۲)

(اللہ نے) کہا اے ابلیس تیرے لئے کیا باعث ہے اس کا کہ تو سجدہ کرنیوالوں میں شامل

قَالَ لَمْ أَكُن لِّأَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُۥ مِن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ (۳۳)

نہیں بولا میں وہ نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے کسدار گارے کی کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا ہے۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ (۳۴) وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ

(اللہ نے فرمایا) تو تو نکل اس (آسمان) سے بیشک تو مردود ہو گیا۔ اور بیشک تیرے اوپر

إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ (۳۵)

روز قیامت تک لعنت رہے گی۔

تفسیر:- الف - یہ ابلیس بعد کو شیطان کے لقب سے مشہور ہو گیا۔

(ب) (ابلیس کے انکار کی وجہ زعم خود) یعنی ایسے حقیر و ذلیل مادہ سے بنی ہوئی مخلوق کو اور میں سجدہ کروں جو نورانی مادہ آتش سے بنا ہوا ہوں! آتشی کہیں خاکی کے آگے نورانی کہیں

ظلمانی کے آگے جھک سکتا ہے؟

(ج) لعنت کے معنیٰ رحمت سے مہجوری کے ہیں۔

(د) لعنت :۔۔۔۔۔۔ ضد و نافرمانی کی بنا پر (ماجد)

(ھ)۔۔۔۔ جب حضرت آدم کا خلیفہ ہونا مسلم ہو چکا تو فرشتوں۔۔۔ اور جنات کو حکم ہوا کہ حضرت آدم کی طرف سجدہ کریں ۔۔۔۔ جیسا سلاطین اپنا ولیعہد مقرر کرتے ہیں پھر ارکان دولت کو نذریں پیش کرنے کا حکم کرتے ہیں تاکہ کسی کو سرتابی کی گنجائش نہ رہے ۔۔۔۔۔ ابلیس اصل سے جنات میں تھا اور ملائکہ کے ساتھ اختلاط رکھتا تھا۔۔۔۔ جنات چند ہزار سال سے زمین میں متصرف تھے اور آسمان پر بھی جاتے تھے ۔۔۔۔ جب جنات کا فساد اور خوں ریزی (زمین میں) بڑھی تو ملائکہ نے بحکم الٰہی بعض کو قتل اور بعض کو جنگل پہاڑ اور جزائر میں منتشر کر دیا۔۔۔۔ ابلیس فرشتوں کی سفارش سے بچ گیا اور ان ہی میں رہنے لگا۔ اور اس طمع میں ۔۔۔۔ کہ زمین میں متصرف بنایا جاؤں عبادت میں کوشش کرتا رہا ۔۔۔۔ جب حکم الٰہی حضرت آدم کی نسبت خلافت کا ظاہر ہوا تو ابلیس مایوس ہوا۔۔۔۔ جوش حسد میں سب کچھ کیا اور ملعون ہوا۔ (عثمانی)

نوٹ ۱ :۔ یہ سب بدیہی امثال تکبر۔ حسد۔ اور ان کے نتائج کے ہیں۔

تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد
تکبر بود مایۂ مدبری (سعدیؒ)
تکبر بود اصلِ بدگوہری

لغت :۔ مُدبِر معنی بدبخت ۔ بدگوہر بمعنی بدذات

نوٹ ۲ :۔ غور کیا جائے تو تکبر کے خاص اسباب تین ہی ہو سکتے ہیں اول نسب۔ دوم دولت۔ سوم حکومت۔

اگر کسی شخص کو اپنے نسب پر غرور ہے تو اس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ :۔

اگر گوئی کہ عالی خاندانم
نظر بر خاندانِ مصطفیٰ ﷺ کن

اور اگر غرور۔ دولت۔ کوٹھی۔ موٹر۔ زیور۔ قیمتی لباس وغیرہ کی بنا پر ہے تو معلوم ہونا چاہیئے کہ:۔

قاروں ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت
نوشیرواں نہ مرد کہ نام نکو گذاشت

حکومت پر مغرور شخص کو بے خبر نہ رہنا چاہیئے کہ (الف) "اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ" (۶ : ۵۷) تفسیر: "یعنی اختیار و حکومت تو تمام تر اللہ کی ہے" (ب) اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ (۷ : ۵۴) ترجمہ:۔ یاد رکھو اسی کیلئے خاص ہے آفرینش (بھی) اور حکومت (بھی)"۔ ظاہر ہے کہ بندہ خاکی عاجز و ناتواں کیا حکومت کر سکتا ہے اور کیا اپنا حکم چلا سکتا ہے جبکہ اس عالم میں کوئی دوسرا اس سے حکومت لینے اور اس کا حکم منسوخ کرنے کیلئے بھی موجود ہو سکتا ہو۔ دنیاوی معاملات میں ہر حاکم دوسرے اعلیٰ حاکم کا ماتحت ہوتا ہے۔ صحیح معنی میں حکم کا اطلاق تو اس وقت ہو سکتا ہے جبکہ اس کو منسوخ کرنے والی دوسری کوئی طاقت موجود نہ ہو۔ اب رہا ظلم و استبداد تو اول تو ہر فرعونِ را موسیٰ ـــــ دوسرے

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

تکبر کے مذکورہ بالا تین خاص اسباب کے علاوہ اور بھی متعدد اسباب ہو سکتے ہیں لیکن ان سب کا احاطہ کرنا ان سطور کے اغراض کے لئے نہ تو ضروری ہے اور نہ مناسب۔ البتہ اشارۃً ان سب کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ امراض جسمانی۔ آفات آسمانی اور حادثات اتفاقی ہر متکبر کا سر نیچا کرنے کے لئے کافی ہوتے ہیں۔ مثلاً ہاتھ ٹوٹ گیا۔ پیر کٹ گیا۔ گلا بیٹھ گیا۔ چہرے پر جھریاں پڑ گئیں۔ کوئی داغ آ گیا۔ حافظ نے ساتھ چھوڑ دیا۔ یاد داشت خراب ہو گئی۔ دماغ مختل ہو گیا۔

کسی کے غم نے کسی کام کا نہ رکھا۔ اور اگر ان میں سے کوئی بھی حادثہ واقعہ پیش نہ آیا تو بھی آخرکار ایک نہ ایک دن قلب کی حرکت تو بند ہونا ہی ہے پھر سب غرور مٹی میں مل جائے گا۔

"قزاق اجل کا لوٹے ہے دن رات بجا کر نقارہ"

کل پاؤں ایک کاسہ سر پر جو آگیا
یک سر کہ استخوان شکستہ سے چور تھا
کہنے لگا کہ دیکھ کے چل راہ بیخبر
میں بھی کبھی کسی کا سر پر غرور تھا

نوٹ ۳:۔ علم فضل۔ زہد۔ تقویٰ عقل و دانش۔ ان صفات عالیہ کو میں غرور کے اسباب میں شمار نہیں کرتا ہوں۔ اس لئے کہ میرے یقین کے مطابق جو اصحاب ان صفات سے واقعی متصف ہوں گے ان کی خو۔ بو۔ میں ہرگز غرور کا شائبہ بھی نہیں ہو گا۔

نوٹ ۴:۔ حسد بھی بدترین خصلت ہے۔ حاسد ہمیشہ حسد ہی کی آگ میں جلتا رہتا ہے۔ باری تعالیٰ نے حاسد کے حسد کی شر سے محفوظ رہنے کیلئے سورۃ الفلق پ۱۱۳ میں خدا برتر و اعلیٰ کی پناہ حاصل کرنے کے لئے فرمایا ہے "وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ"۔ تفسیر ماجدی میں تحریر ہے کہ دنیوی مخالفتوں اور عداوتوں کی تہہ میں عموماً اور اکثر حسد ہی کام کرتا ہے۔ حسد کی کارفرمائیوں سے پناہ چاہنا دنیوی تکالیف کے اسباب سے ایک بہت بڑے سبب سے پناہ چاہ لینا ہے۔

(۴) پ۱ س ۲۔ آیت ۳۵۔

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ (۳۵)

ترجمہ:۔ اور ہم نے کہا اے آدم تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو سہو اور اس میں جہاں سے چاہو خوب کھاؤ اور اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ تم گنہگاروں میں سے

ہو جاؤ گے۔

تفسیر:۔ زوجک۔ مراد حضرت حوا ہیں۔ اس وقت تک پیدا ہو چکی تھیں (ماجد)

(۴) پ ۱۶۔ س ۲۰۔ منزل ۴:۔

فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى (۱۱۷)

فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى (۱۲۰) فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى (۱۲۱) ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى (۱۲۲)

ترجمہ:۔ پھر ہم نے کہا کہ اے آدم یقیناً یہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے (یعنی ابلیس) سو کہیں یہ تم دونوں کو جنت سے نکلوا نہ دے پھر تم مصیبت میں پڑ جاؤ (۱۱۷) پھر شیطان نے انھیں وسوسہ دلایا کہا کہ اے آدم میں تمہیں بتلا نہ دوں ہمیشگی کا درخت اور بادشاہی جسمیں کبھی ضعف نہ آئے (۱۲۰) سو دونوں نے اس (درخت) سے کھا لیا سو ان پر ان کے پردے کے مقامات ظاہر ہو گئے اور دونوں لگے اپنے اوپر جنت کے پتے چپکانے اور آدم سے اپنے پروردگار کا قصور ہو گیا سو وہ غلطی میں پڑ گئے (۱۲۱) پھر انھیں ان کے پروردگار نے مقبول بنا لیا چنانچہ ان کی توبہ قبول کر لی اور راہ ہدایت دکھا دی (۱۲۲)

تفسیر:۔ (الف) شیطان کا دام فریب یہی تھا اس نے حضرت آدم سے قسم کھا کر کہا کہ میں آپ کو ایسے درخت کا پتہ بتلائے دیتا ہوں جس کے پھل پتی میں یہ تاثیر ہے کہ آپ غیر فانی ہو جائیں گے ...... اس کا تو آپ تصور ہی نہیں فرما سکتے تھے کہ جھوٹی قسم کھا کر کوئی اللہ کے نام کی بے وقعتی بھی کر سکتا ہے ..... اور اس کے مشورے کو رضائے حق ہی کی راہ کا

ایک مشورہ سمجھئے (ماجد)

نوٹ ۱:۔ کسی شخص کے مشورے کے مطابق عمل کرنے کے سلسلہ میں اس اندیشہ کو فی الذہن رکھنا مناسب ہو سکتا ہے کہ مشورہ دینے والا اپنے خود کے اغراض کے تحت دھوکہ تو نہیں دے رہا ہے اور کہ وہ ناصح مشفق کا کردار کیوں ادا کر رہا ہے۔

نوٹ ۲:۔ دھوکہ دینے والے کے یہ پیش نظر رہنا چاہئے کہ بمصداق "چاہ کن را چاہ درپیش" خود کے کھودے ہوئے کنویں میں خود ہی گر بھی سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر کسی کو دھوکہ دے کر عارضی کامیابی حاصل بھی ہو گئی تو نتیجتہً وہ اس کے حق میں بہتر نہیں ہو گی اور ایک نہ ایک روز وہ مواخذہ دار ضرور ہو گا۔ کسی برے عمل کا نتیجہ کبھی اچھا نہیں ہوا کرتا ہے۔ شیطان اپنے برے اعمال تکبر اور وسوسہ اندازی کی بنا پر ملعون اور مردود ہوا۔

(۵) پ ۱۶ س ۲۰۔ منزل ۴۔

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَى (۱۲۳) وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى (۱۲۴)

ترجمہ:۔ (اللہ نے) کہا تم سب (اب) جنت سے اترو ایک کے دشمن ایک ہو کر پھر اگر تم کو میری طرف سے کوئی ہدایت پہونچے تو جو کوئی میری ہدایت کی پیروی کریگا وہ نہ بھٹکے گا اور نہ محروم رہے گا اور جو کوئی میری نصیحت سے اعراض رکھے گا سو اس کے لیے تنگی کا جینا ہو گا اور قیامت کے دن ہم اُسے اندھا اٹھائیں گے۔

تفسیر....(الف) آخرت کی طرف سے بے خبر اور بے فکر اور عالم حکومت الٰہیہ سے منکر قناعت و توکل کے مفہوم سے ناآشنا ہونے کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انسان ساری عمر مال کی طلب میں۔ جاہ کی حرص میں "ترقی" کی فکر و ہوس میں نقصان اور کمی کے غم و اندیشہ میں گھُل

گھُٹ کر گذارے۔ اور اس لئے آیت میں تنگی کا تعلق قلب سے ہے۔ بڑے بڑے دولتمندوں خوشحالوں کی خودکشی کرلینے کی خبریں جو آئے دن اخباروں میں چھپتی رہتی ہیں سب اسی تنگی قلب کے شواہد ہیں..... (ماجد)

(ب)..... جو آدمی اللہ کی یاد سے غافل ہو کر دنیا کی فانی زندگی ہی کو قبلہ مقصود سمجھ بیٹھا ہے اس کی گذران مکدر اور تنگ کر دی جاتی ہے۔ گو دیکھنے میں اس کے پاس بہت کچھ مال و دولت اور سامان عیش و عشرت نظر آئیں گے مگر اس کا دل قناعت و توکل سے خالی ہونے کی بنا پر ہر وقت دنیا کی مزید حرص۔ ترقی کی فکر اور کمی کے اندیشہ میں بے آرام رہتا ہے..... یورپ کے اکثر متنعمین کو دیکھ لیجئے..... بڑے بڑے کروڑپتی دنیا کے مخمصوں سے تنگ آکر موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگتے ہیں..... نصوص اور تجربہ اس پر شاہد ہیں کہ اس دنیا میں قلبی سکون اور حقیقی اطمینان کسی کو بدون یاد الٰہی کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ (عثمانی)

(ج) جسمانی بے بصری عکس ہو گی اس کی روحانی بے بصری کی جو دنیا میں اس نے اپنے اوپر طاری رکھی تھی۔ (ماجد)

(۴) پ ۴۔ س ۴۔ آیت ۱۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ج وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا (۱)

ترجمہ:۔ اے لوگو اپنے پروردگار سے تقویٰ اختیار کرو جس نے تم (سب) کو ایک ہی جان سے پیدا کیا۔ اور اُسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا۔ اور ان دونوں سے بہ کثرت مرد اور عورتیں پھیلا دیئے۔ اور اللہ سے تقویٰ اختیار کرو جس کے واسطہ سے ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور قرابتوں کے باب میں بھی (تقویٰ اختیار کرو) بیشک اللہ تمہارے اوپر نگراں ہے۔

تفسیر :- (الف) نفسٍ واحدۃ :- یعنی ابوالبشر حضرت آدم سے ..... خطاب ساری نوع انسانی سے ہے ..... اتقوا ربکم - پروردگار سے ڈرنا اس کے احکام کی مخالفت سے ڈرنا ہے۔

(ب) جوڑا پیدا کیا - یعنی حضرت حوا۔ حضرت حوا کی تفصیلی کیفیت سے قرآن مجید یکسر ساکت ہے۔

(ج) دونوں جنسیں اسی ایک جوڑے یعنی حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ سے دنیا میں چلی ہیں۔

(ماجد)

(۷) پ ۲ س ۲ - آیت ۲۱۳ -

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۣ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ
وَمُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ
فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْ
بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ
مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (۲۱۳)

ترجمہ :- لوگ ایک ہی امت تھے پھر اللہ نے انبیا بھیجے خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے اور ان کے ساتھ کتب حق نازل کیں کہ وہ لوگوں کے درمیان اس باب میں فیصلہ کرے جس میں وہ اختلاف رکھتے تھے اور کسی نے اس میں اختلاف نہیں کیا مگر انہی نے جنہیں وہ ملی تھی اپنی ضد کے باعث بعد اس کے کہ انہیں کھلی ہوئی نشانیاں پہنچ چکی تھیں پھر اللہ نے اپنے فضل سے انھیں جو ایمان والے تھے وہ امر حق بتادیا جس کے بارے میں وہ اختلاف کر رہے تھے۔ اور اللہ جسے چاہتا ہے راہ راست بتا دیتا ہے۔

19011

تفسیر :- (الف) ..... قرآن مجید نے ..... صاف اعلان کر دیا کہ نسل انسانی آغاز

فطرت میں دینی حیثیت سے ایک اور واحد تھی۔ اس میں مذہب و ادیان کے تفرقے کچھ بھی نہ تھے ..... صدیوں کی الٹ پھیر۔ قیل وقال کے بعد اب آخری فیصلہ بڑے بڑے ماہرین اثریات ..... کا یہی ہے کہ انسان کا دین اولیں دین توحید تھا ..... (ماجد)

(۸) پ ۶ - س ۴ - آیت ۱۶۵ :-

رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (۱۶۵)

ترجمہ:۔ اور پیمبروں کو (ہم نے بھیجا) خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے (بناکر) تاکہ لوگوں کو پیمبروں کے (آنے کے) بعد اللہ کے سامنے عذر باقی نہ رہ جائے اور اللہ تو ہے ہی بڑا زبردست بڑا حکمت والا۔

(۹) پ ۶ - س ۴ - آیت ۱۶۳ :-

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ ۚ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ۚ (۱۶۳)

ترجمہ:۔ یقیناً ہم نے آپ پر وحی بھیجی ہے جیسی کہ ہم نے نوحؑ اور ان کے بعد کے نبیوں کی طرف وحی بھیجی تھی اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ اور عیسیٰؑ اور ایوبؑ اور یونسؑ اور ہارونؑ اور سلیمانؑ پر وحی بھیجی تھی، اور ہم نے داؤدؑ کو ایک صحیفہ دیا تھا۔

۱:- رُسُل بلا تخصیص :-

(۱۰) (الف) پ ۶ - س ۴ - آیت ۱۶۴ :-

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ

عَلَيْكَ ط وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيمًا (۱۶۴)

ترجمہ :۔ اور (دوسرے) پیمبروں پر کہ ان کا حال ہم پیشتر آپ سے بیان کر چکے ہیں (ہم نے وحی بھیجی تھی) اور (ایسے) پیمبروں پر (بھی) کہ ان کا حال ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا۔ و۔ اللہ نے موسیٰؑ سے خاص طور پر کلام فرمایا۔

پ ۱۴۔ س ۱۶۔ آیت ۳۶۔

(ب) وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ج فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ ط فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ (۳۶)

ترجمہ :۔ اور یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک پیامبر بھیجا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور شیطان کی راہ سے بچو سو ان میں سے وہ بھی ہوئے جنہیں اللہ نے ہدایت دی اور وہ بھی جن پر گمراہی ثابت ہو کر رہی تو زمین پر چلو پھرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا (برا) انجام ہوا۔

تفسیر (الف) ۔ توحید اور دین حق کی تعلیم کوئی نئی تعلیم نہیں شروع سے چلی آرہی ہے۔

(ب) (یہ ہدایت ہے کہ) تاریخ و علم الآثار سے مدد لے کر دیکھو کہ وہ سرکش و خود فراموش قوموں کا کیا انجام بیان کر رہی ہیں۔ (ماجد)

(ج) ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان والوں کے لئے بھی زمانہ قدیم میں کچھ رسول مبعوث ہوئے ہیں۔ خواہ ہند ہی میں پیدا ہوئے اور رہے ہوں یا کسی اور ملک میں رہتے ہوں اور یہاں ان کے نائب تبلیغ کے لئے آئے ہوں۔ (تھانوی)

(ج) پ ۱۵۔ س ۱۷۔ آیت ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔

(ا) وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا (۱۵)

اور ہم کبھی سزا نہیں دیتے جب تک کسی رسول کو ہم بھیج نہیں لیتے۔

(ii) وَإِذَآ أَرَدۡنَآ أَن نُّهۡلِكَ قَرۡيَةً أَمَرۡنَا مُتۡرَفِيهَا فَفَسَقُواْ

اور جب ہم ارادہ کر لیتے ہیں کہ کسی بستی کو ہلاک کریں گے تو اس (بستی) کے

فِيهَا فَحَقَّ عَلَيۡهَا ٱلۡقَوۡلُ فَدَمَّرۡنَٰهَا تَدۡمِيرًا (۱۶)

خوشحال لوگوں کو حکم دیتے ہیں پھر وہ لوگ وہاں شرارت مچاتے ہیں تو ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے پھر اس (بستی) کو تباہ و غارت کر ڈالتے ہیں۔

(iii) وَكَمۡ أَهۡلَكۡنَا مِنَ ٱلۡقُرُونِ مِنۢ بَعۡدِ نُوحٍۢ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ

اور ہم نے کتنی ہی امتوں کو نوحؑ کے بعد سے ہلاک کر ڈالا۔ اور آپ کا پروردگار

بِذُنُوبِ عِبَادِهِۦ خَبِيرَۢا بَصِيرًا (۱۷)

ہی اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے والے دیکھنے بھالنے والے کی حیثیت سے کافی ہے۔

تفسیر (الف):۔ یہاں یہ عام قاعدہ بیان کر دیا گیا کہ تبلیغ دین۔ رسول یا اس کے کسی نائب کے ذریعہ سے ہو جانا ضروری ہے۔ بغیر اس کے کسی قوم پر عذاب نہیں آتا۔

(ب) یہاں اس عام ضابطہ کا بیان ہے کہ جب کسی قوم کی شدت کفر و طغیان کی بنا پر حکمت الٰہی کو اس کا فنا کر دینا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے تو پہلے کسی رسول کے ذریعہ سے اُسے ایمان و اطاعت احکام کا حکم پہنچایا جاتا ہے اور جب وہ برابر حکم عدولی کرتے رہتے ہیں تو ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے اور بستی تہس نہس کر ڈالی جاتی ہے۔

(ج) یہ کسی بستی کی ہلاکت بطریق عذاب اس کی مسلسل نافرمانیوں کا نتیجہ ہوتی ہے خود بخود نہیں واقع ہو جاتی۔

(د) ..... خواص کی حیثیت لیڈر۔ پیشوا یا مقتدا کی ہوتی ہے اس لئے ان کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا گیا۔

(ہ) آیت کے اندر بڑی عبرت کا مضمون بیان ہوا ہے۔ آج دنیا میں کثرت سے ایسے لوگ ہیں کہ اپنے کو مختلف منصوبوں میں کامیاب پا کر اپنے کو برسر حق اور مقبول سمجھنے لگتے ہیں اور

بجائے اس کے کہ ضمیر کی خلش محسوس کریں اپنی ہر کامیابی کے ساتھ اور زیادہ غافل مطمئن اور بے فکر ہوجاتے ہیں۔ کوئی رشوت لے لے کر اپنی حرص پوری کر رہا ہے کوئی سود لے لے کر اپنا خزانہ جمع کر رہا ہے اور چونکہ دولت کھٹا کھٹ چلی آرہی ہے اپنے حال پر اور زیادہ نازاں ہوتا جاتا ہے اور اپنے عمل پر احتساب و نظر ثانی کی ضرورت ہی سرے سے نہیں سمجھتا۔ آیت میں بتایا ہے کہ یہ فوری کامیابی مطلق صورت میں ہرگز خوش ہونیوالی چیز نہیں۔ دیکھنا تو یہ چاہیے کہ غایت عمل کیا ہے اور مقصود سعی کیا ہے اگر دنیا ہے تو انجام تمام تر خراب ہی ہونا ہے۔

(ماجد)

(۱۱) پ ۳۰۔ س ۹۸۔

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنفَكِّينَ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ (۱) رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مُّطَهَّرَةً (۲) فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (۳)

ترجمہ:۔ جو لوگ کافر تھے اہل کتاب اور مشرکین میں سے وہ باز آنے والے نہ تھے جب تک کہ ان کے پاس ایک واضح دلیل نہ آتی۔ (یعنی) اللہ کا ایک رسول جو انھیں پاک صحیفہ پڑھ کر سنائے جن میں درست مضامین درج ہوں۔

تفسیر (الف) اَلْبَيِّنَةُ۔ مراد قرآن اور رسول کریم سے ہے۔

(ب) ظہور اسلام سے قبل دنیا اتنی شدید جہالتوں اور ضلالتوں اور ایسے گہرے کفر میں مبتلا تھی کہ بغیر اس کے کہ ایک مصلح اعظم آئے اور اپنے ہمراہ ایک مکمل نظام نامہ لائے کوئی توقع اصلاح کی نہ تھی چنانچہ مشیت الٰہی نے اپنی حجت کو واضح طور پر پورا کرنے کے لئے رسولؐ کو قرآن کے ساتھ مبعوث فرمایا...... رسول اللہ کو صراحت کے ساتھ ایک دلیل واضح قرار دیا ہے۔ (ماجد)

(ج) کُتُبٌ قَيِّمَةٌ:...... یعنی قرآن کی ہر سورت گویا ایک مستقل کتاب ہے..... جو عمدہ کتابیں پہلے آچکی ہیں ان سب کے ضروری خلاصے اس کتاب میں درج کر دیئے گئے

ہیں ..... اس کے علوم بالکل صحیح درست اور مضامین نہایت مضبوط و معتدل ہیں۔
(عثمانی)

(۱۲) پ ۱۸۔ س ۲۵۔ آیت ۱:۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۙ (۱)

ترجمہ:۔ بڑی عالی ذات ہے وہ جس نے یہ فیصلہ (کی کتاب) اپنے بندۂ (خاص) پر اتاری تاکہ وہ (بندہ) سارے دنیا جہان والوں کیلئے ڈرانے والا ہو۔

تفسیر:۔ الف۔ الفرقان سے مراد قرآن حکیم

ب۔ عبدہٖ۔ مراد رسول اللہ صلعم

ج۔ للعٰلمین۔ عالمین کے لفظ نے واضح کردیا کہ اسلام ایک عالمگیر دین ہے کوئی نسلی۔ قومی: یا وطنی مذہب نہیں۔ قرآن کی مخاطب ساری دنیا ہے کوئی مخصوص قوم نہیں۔ (ماجد)

(۱۳) پ ۲۲۔ س ۳۴۔ آیت ۲۸۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (۲۸)

ترجمہ:۔ اور ہم نے تو آپ کو سارے ہی انسانوں کیلئے (پیمبر بناکر) بھیجا ہے بطور خوشخبری سنانیوالے اور ڈرانیوالے کے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

تفسیر:۔ (الف) اتنی صراحت کے ساتھ اپنے پیام ہدایت کی عالمگیری کا دعویٰ دنیا کے کسی دین نے بھی نہیں کیا ہے۔ یہ خصوصیت آسمانی کتابوں میں صرف قرآن کی ہے۔ قرآن ہی اعلان کے ساتھ کہتا ہے کہ پیام محمدیؐ ہر ملک۔ ہر قوم۔ ہر طبقہ انسانیت اور ہر زمانہ کی ہدایت کے لئے ہے۔

(ب) اسلام کے دو دعوے ایسے ہیں جن میں دنیا کا کوئی دوسرا دین اس کا شریک نہیں۔ دونوں دعوے اسلام کے امتیازات خصوصی میں سے ہیں۔ ایک یہ کہ بار بار تصریح و وضاحت کے ساتھ کہنا کہ میری تعلیم ساری دنیا کے لئے ہے ... دوسرے پیمبر اسلام کو سلسلہ انبیا کا خاتم قرار دینا (ماجد)

(۵)

خلقت۔ فطرت۔ انسانی اور تنبیہ

(۱) پ ۳۰۔ س ۹۰۔ آیت ۴۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ (۴)

ہم نے انسان کو بڑی مشقت کے لئے پیدا کیا ہے۔

تفسیر:۔ جس کا مقتضیٰ یہ تھا کہ اس میں احساس عجز و درماندگی اور زیادہ ہوتا رہتا ..... مراد یہ ہے ..... کہ اُسے ساری عمر دقتوں کا اور کسی نہ کسی اعتبار سے مصیبتوں کا سامنا رہے ..... اس سے طبیعت میں قدرتاً شکستگی پیدا ہونی چاہیئے اور خودی و خودبینی کو تو پاس نہ پھٹکنا چاہیئے ..... مومن کو تو ہر شے میں حکمت الٰہی کی جھلک نظر آجاتی ہے اور اور وہ ربوبیت مطلقہ پر اعتماد و اطمینان رکھ لیتا ہے۔ لیکن کافر کو دماغی الجھن اور قلبی ادھیڑبن سے کسی حال میں مفر نہیں اور نہ اس کی حرص و ہوس کی آگ کبھی بھی بجھتی ہے

(ماجد)

کاسہ چشم حریصاں پر نشد
تا صدف قانع نشد پر در نشد — سعدی رح

(۲) پ ۳۰۔ س ۹۱۔

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا (۷) فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا (۸)
قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا (۹) وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا (۱۰)

ترجمہ:۔ (قسم ہے) اور جان کی اور اس کی جس نے اسے درست بنایا پھر اس کی بدکرداری اور اس کی پرہیزگاری (دونوں) کا اُسے القاء کیا کہ وہ یقیناً بامراد ہوگیا جس نے اپنی جان کو پاک کرلیا اور وہ یقیناً نامراد ہوا جس نے اس کو دبا دیا۔

تفسیر:۔...... انسان کی جب مادی وجسمانی ترکیب مکمل ہولی تو اُسے فطرت اخلاقی عطا ہوئی ..... آیت میں اُسی الہام فطری کی تشریح ہے۔ یعنی انسان کی طبیعت میں یہ القاکردیا گیا کہ نجات و فلاح اس کے لئے ہے جس نے نفس کو راہ فجور سے پاک کرکے طریق طاعت وتقویٰ اختیار کرلیا۔ اور عتاب دنیا بھی اس کے لئے ہے جس نے اپنے کو فجور سے مغلوب ہوجانے دیا۔ دوسرے لفظوں میں نجات وعتاب دونوں کی کوشش انسان کے اپنے اختیار کی چیز ہے۔ (ماجد)

(۳) پ ۳۰۔ س ۹۰۔ آیت ۸۔ ۹۔ ۱۰:۔

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِ (۸) وَلِسَانًا وَّشَفَتَیْنِ (۹) وَ هَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِ (۱۰)

ترجمہ:۔ کیا ہم نے نہیں بنائیں اس کے لئے دو آنکھیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ۔ اور ہم ہی نے اُسے دونوں راستے بتلا دیئے۔

تفسیر:۔ (الف) ان ساری نعمتوں کا مقتضا کیا یہ نہ تھا کہ وہ (بندہ) طاعت اور شکرگذاری میں لگ جاتا۔

(ب) آنکھیں انسان کے لئے خارج کے محسوسات ومدرکات کے باب میں سب سے بڑی نعمت ہیں۔ اور زبان اور ہونٹ مافی الضمیر کے اظہار کا ذریعہ ہیں .... اسی لئے یہی تین نعمتیں نام کی صراحت کے ساتھ یہاں بیان ہوئیں۔

(ج) نجدین۔ دوراستے۔ خیروہدایت کا راستہ چلنے کے لئے ہے اور شر و خلاف کا بچنے کے لئے۔ (ماجد)

نوٹ ۱:۔ آنکھیں دو۔ زبان ایک۔ دیکھو سب کچھ بولو سمجھ بوجھ کر۔ عواقبات پر نظر رکھ کر۔

نوٹ ۲:۔ آیت ماقبل (۸:۹۱) میں ارشاد ہوا کہ بدکرداری اور پرہیزگاری کا القا کیا۔ آیت مندرجہ بالا میں ارشاد ہے کہ دو نو راستے بتلا دیئے۔ یعنی خیر و شر کے راستے۔ خیر کا تعلق پرہیزگاری سے۔ اور بدکرداری کا تعلق شر سے۔ اب چونکہ بندہ اپنے افعال پر قادر ہے۔ اس لئے راستہ کا انتخاب اوس کی اپنی مرضی پر محمول ہوا یعنی خیر کا راستہ اختیار کرے خواہ شر کا راستہ۔ اور ہردو کے نتائج بھی واضح ہو گئے۔ یعنی خیر کے راستہ پر چل کر پرہیزگار بن کر اپنی جان کو پاک کر لیا کامیاب ہوا۔ شر کے راستہ پر چل کر بدکردار ہو کر نامراد ہوا۔ خیر کے راستوں کی معلومات کا ذریعہ قرآن حکیم ہے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے "هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ (۱۵:۴۱) ترجمہ۔ یہ سیدھا راستہ ہے مجھ تک (پہونچنے والا) تفسیر۔ وہ سیدھا راستہ ایمان و اطاعت و اعمال صالحہ کا ہے کہ اسی پر چل کر بندہ اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے۔ آیت سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جو کوئی راہ ہدایت پر چلنے کا واقعی قصد کرے اُسے وہ راہ مل ضرور جاتی ہے۔ (ماجد)

لہٰذا لازم ہوا کہ قرآن حکیم کے بغور مطالعہ میں مصروف رہ کر اعمال صالحہ اور منکرات کی معلومات حاصل کیجائے تاکہ دین اور دنیا دونوں کی کامیابی حاصل کرنے کے مستحق ہوں۔

(۴) پ ۲۱۔ س ۳۰۔ آیت ۳۰ منزل ۵

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ

دین (حق) کی طرف اپنا رخ رکھو — اللہ کی اس فطرت کا اتباع کرو جس پر اس

عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ

نے انسان کو پیدا کیا ہے اللہ کی بنائی ہوئی فطرت میں کوئی تبدیلی نہیں یہی ہے سیدھا دین

أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (۳۰)

لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کا بھی) علم نہیں رکھتے۔

تفسیر:۔ (۱) فطرت کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص میں اللہ تعالیٰ نے خِلْقَۃً یہ استعداد رکھی ہے کہ اگر حق کو سنے اور سمجھنا چاہے تو وہ سمجھ میں آجاتا ہے اور اس کے اتباع کا مطلب یہ ہے کہ استعداد اور قابلیت سے کام لے اور اس کے مقتضا پر کہ ادراک حق ہے عمل کرے۔

(۲)...... یہ دین.... عین فطرتِ انسانی کے مطابق ہے اور فطرت بشری میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔ اس لئے اس دین میں بھی کسی قسم کی ترمیم کی خواہش کرنا سراسر بے عقلی اور نادانی ہے۔

(۳)..... یہ دین قدیم خلقی و ازلی ہے اس کے قبول کی صلاحیت بشر میں رکھ دی گئی ہے۔ یہ بدل نہیں سکتا۔

(۴) اکثر الناس لایعلمون :۔ بسبب اپنے اعراض و بے توجہی کے نہ اس لئے کہ خود اس کا فہم کچھ بہت دشوار ہے۔ (ماجد)

(۱) پ ۲۳ س ۳۹- آیت ۲۳- ملاحظہ ہو صفحہ ۲۹ شمارہ ۵ باب ۷-

تفسیر (الف) اس آیت میں اس دعوے کا اثبات ہے کہ قرآن مجید بہترین کلام ہے۔ کوئی دوسرا کلام اس ٹکر کا نہیں۔ نہ باعتبار لفظ و عبارت نہ بلحاظ معنیٰ و مفہوم۔

(ب) اس کلام کا نزول گو بتدریج کہیں ۲۲-۲۳- سال میں ہوا تاہم اس پر اطلاق ایک کتاب ہی کا رہا۔

(ج)..... ہدایت- اجر- برکت- معنویت کے لحاظ سے یہ کلام شروع سے آخر تک یک رنگ اور آپس میں ہم رنگ ہے۔

(د) اس کے اندر احکام و اخبار- مسائل و حکایات بار بار تکرار کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں کہ کسی کو عذر قصور فہم و سمع کا نہ رہے۔

(۲) امام غزالیؒ نے اپنی مشہور کتاب احیاء علوم الدین میں لکھا ہے کہ بہت سے صوفیہ ایسے ہیں جن پر شاعروں کا کلام سن کر وجد طاری ہو جاتا ہے اور قرآن مجید کی

آیتوں سے نہیں ہوتا اور اس کے بعد ان لوگوں کی اس کیفیت کی مختلف توجیہات کی ہیں۔ (ماجد)

(۳) اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا (۷۳: ۱۹)

ترجمہ:۔ یہ قرآن ایک نصیحت ہے سو جس کا جی چاہے اپنے پروردگار کی طرف کا راستہ اختیار کرے۔

تفسیر:۔ یہ قرآن ہدایت نامہ ہے ـــ اس سے فائدہ وہی اٹھائیں گے جو اٹھانا چاہینگے جو فائدہ اٹھانے کا قصد کریں گے ـــ متکلمین نے اس سے یہ استنباط کیا ہے کہ بندہ کسب افعال پر قادر ہے۔ (ماجد)

نوٹ:۔ جو صاحبان اخبار پڑھنے کے عادی ہیں ان کو صبح و شام اخبار کی آمد کا کس قدر انتظار رہتا ہے اگر کسی کا باپ، ماں۔ بھائی بہن۔ بیوی شوہر پردیس میں ہوتا ہے تو اس کے خط کا کس درجہ انتظار ہوتا ہے۔ اور ڈاک آنے پر جب خط ملتا ہے تو کس ذوق وشوق سے پڑھا جاتا ہے۔ طلبہ اور طالبات امتحان کے زمانے میں رات رات بھر پڑھنے میں مصروف رہتے ہیں۔ تفریحات کے شائقین تفریح گاہوں کی طرف کیسے کیسے رواں دواں ہوتے ہیں اسی طرح دیگر دنیاوی مشاغل کی مثالیں پیش نظر رکھتے ہوئے کیا یہ ضروری نہیں ہونا چاہیئے کہ خالق کائنات کا کلام ہم ذوق وشوق سے پڑھیں۔ چوبیس گھنٹہ میں ایک گھنٹہ بھی اگر ہم اس ذات اقدس کا کلام پڑھیں جس کے ہاتھ میں ہماری جان اور ہمارا رزق ہے اور اس سے مستفید و مستفیض ہونیکی سعی کریں تو کیا بڑی بات ہوگی اور کیا مشکل پیش آئے گی۔ جبکہ ہر دو عالم۔ فانی و باقی کے فوائد اس میں مضمر ہیں۔

(۴) اکثر و بیشتر عدیم الفرصتی۔ وقت نہ ملنے کا عذر سننے میں آتا ہے لیکن جو توجہ کرے جس کو اس کی اہمیت کا احساس ہو جس کے دل میں طلب صادق کا جذبہ ہو اور جس کو یہ مستحضر رہے کہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۚ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ (۶: ۱۰۳) اُسے نگاہیں نہیں گھیر سکتیں اور وہ نگاہوں کو گھیرے ہوئے ہے اور وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۭ وَاللّٰهُ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (۵۷ : ۴) اور وہ تمہارے ساتھ ہے خواہ تم کہیں بھی ہو اور وہ خوب دیکھتا رہتا ہے جو کچھ بھی تم کرتے رہتے ہو۔ نیز یہ کہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (۵۰ : ۱۶) ہم تو اس کی رگ گردن سے بھی بڑھ کر اس کے قریب ہیں۔ تو کیا اس کے لئے عدیم الفرصتی کا عذر باقی رہنا چاہیئے۔ اور کیا اس کو یہ محسوس نہ ہونا چاہیئے کہ

انچہ ما کردیم بر خود ہیچ نا بینا نہ کرد

اندرون خانہ گم کردیم صاحب خانہ را

(۴) عدیم الفرصتی اور وقت کی کمی کا عذر تو بڑی حد تک "غفلت" اور دنیاوی دل فریبی پر ہی مبنی ہو سکتا ہے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا (۸۷ : ۱۶) اصل یہ ہے کہ تم مقدم دنیوی زندگی کو رکھتے ہو۔ وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی (۸۷ : ۱۷) حالانکہ آخرت بدرجہا بہتر اور پائیدار ہے۔ یہاں..... غفلت کا اصل راز بتا دیا..... یعنی اسی ناسوتی مادی زندگی کو سب کچھ سمجھے ہوئے ہو! (ماجد)

قرآن حکیم کی کم و بیش ایکسو آیات میں دنیا اور دنیاوی زندگی کے متعلق طرح طرح اور مختلف و موثر پیرایہ میں ذکر ہے منجملہ ان کے ایک اور آیت کریمہ میں ارشاد ربانی ہے کہ "قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ ج وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی قف وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا (۴ : ۷۷) ترجمہ آپ کہدیجئے کہ دنیا کا سامان (بہت ہی) تھوڑا ہے اور آخرت اس کے لئے کہیں بہتر ہے جو تقویٰ اختیار کرے اور تم پر دھاگے کے برابر بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔

تفسیر :..... ارشاد ہوا کہ اس دنیا میں رکھا ہی کیا ہوا ہے جو کچھ ہے وہ بھی بالکل فانی و بے ثبات طلب و تمنا کے قابل شئے تو آخرت ہے اور اس کی لذتوں اور نعمتوں کے حصول کا ذریعہ تقویٰ اور احکام الٰہی کی تعمیل ہے..... (ماجد)

ظاہر ہے کہ احکام الٰہی کی تعمیل اسی وقت ہو سکتی ہے جبکہ احکام الٰہی کی بابت قرار واقعی طور پر صحیح معلومات بھی حاصل ہو۔ یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ قرآن حکیم کی تلاوت

یا معنی کیجائے اور تفاسیر کی مدد سے مطالب سمجھنے کی کوشش بھی جاری رکھی جائے اور یہ سلسلہ ایک دو ماہ۔ سال دو سال نہیں بلکہ توفیق الٰہی رفیق ہو تو مسلسل جاری رہنا چاہیئے۔ توفیق الٰہی بھی مومن راست باز کو ہی حاصل ہوتی ہے نہ کہ کسی حیلہ ساز کو۔ اب سوال فرصت کا پیش آتا ہے۔ اور محنت کا۔ لیکن فرصت اور محنت کس کام میں ضروری نہیں ہوتی۔ اور دنیا کا کون کام ایسا ہے جو بلا محنت انجام پاتا ہے۔ دنیاوی تعلیم تعلم۔ پیشہ وکالت۔ ڈاکٹری۔ انجینیری۔ تجارت وغیرہ وغیرہ۔ ان پیشوں کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر لینے کے بعد بھی روز افزوں جدید معلومات سے واقف رہنے کیلئے کتابوں۔ رسالوں کے مطالعہ کی ضرورت رہتی ہے۔ ان حالات میں دنیاوی کاموں میں مشغولیت کے ساتھ ہی ساتھ اعمال کی درستی کے لئے بھی کچھ وقت صرف کیا جائے تو عین موجب سعادت اور حصول فلاح کا ذریعہ کیوں متصور نہیں ہونا چاہیئے۔ جبکہ متکلمین کے استنباط سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ بندہ کسب افعال پر قادر ہے۔ افعال کی دو قسمیں ہیں نیک افعال نیکوکاری۔ برے اعمال۔ بداعمالی۔ جسطرح خورد نوش کی چیزوں کی خاصیت ہے۔ ٹھیک اسی طرح افعال و اعمال کی بھی خاصیت ہے میٹھی چیز کھائی جائے منہ کا ذائقہ میٹھا ہوگا۔ کڑوی چیز کھائی جائے منہ کا ذائقہ کڑوا ہوگا۔ صحت بخش غذا کھائی جائے صحت اچھی ہوگی۔ غیر صحتمند چیزوں کے استعمال سے تندرستی مائل بہ انحطاط ہوگی۔ نیک اعمال اختیار کرنے سے دین و دنیا دونوں میں سرخروئی حاصل ہوگی بداعمالی سے دین و دنیا دونوں خراب ہونگے دین و دنیا دونوں کا خسارہ۔

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے" وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ط ۲: ۲۶۸

اور اللہ تم سے اپنی طرف سے مغفرت کا اور فضل کا وعدہ کرتا ہے۔ تفسیر۔ وعدہ مغفرت کا تعلق آخرت سے ہے اور وعدہ فضل کا دنیا سے ماحصل یہ ہے کہ خدائی احکام پر خدائی قانون کے مطابق چلو گے

تو دنیا اور آخرت دونوں کی فلاح و بہبود یقینی ہے ۔۔۔۔ خدائی راہ صلاح و فلاح کی ہے۔

(۷) (ماجد)

"وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۱۶ : ۱۸)

اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنے لگو تو ان کا احاطہ نہ کر پاؤ گے۔ بیشک اللہ بڑا مغفرت والا ہے بڑا رحمت والا ہے۔

(۱) قرآن مجید کی متعدد سورتوں میں مختلف صورتوں سے باری تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر ہے۔ سورۃ النحل ۱۶ پ ۱۴ میں کیقدر تفصیل سے نعمتوں کی بابت ارشاد ہو کر ارشاد ہے کہ تم نعمتوں کا احاطہ نہ کر پاؤ گے۔

(۲) بنظر غائر دیکھا جائے تو واضح ہوگا کہ ہماری روزانہ زندگی کے معاملات کا ہماری راحت اور آرام کے پروگرام کا خاکہ بھی ارشاد کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح دیگر نعمتیں بہ تعلق غذا۔ لباس۔ سواری۔ بارش۔ بری۔ بحری سفر وغیرہ کی بابت متعدد سورتوں میں بہ تکرار ذکر ہے مثالاً چند آیات کریمہ سطور مابعد میں نقل کیجاتی ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

۳۔ (الف)۔۔۔۔ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا (۱۰) وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا (۱۱)

(۷۸ : ۱۰ - ۱۱) اور ہم ہی نے رات کو پردہ کی چیز بنا دیا۔ اور ہم ہی نے دن کو معاش (کا وقت) بنا دیا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے "هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ط (۱۰ : ۶۷) وہ وہی (اللہ) تو ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی کہ تم اس میں چین پاؤ اور دن کو (بنایا) دکھلانے والا۔

(ب)۔۔۔ وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا (۷۸ : ۹)۔ اور ہم ہی نے تمہاری نیند کو راحت (کا ذریعہ) بنا دیا۔ جائے غور ہے کہ نیند کو راحت کا ذریعہ بنانے کے ساتھ ہی ساتھ وقت بھی مقرر کر دیا۔ مثلاً دن کو قیلولہ۔ رات کو نماز عشاء کے بعد نماز فجر تک سونا۔ ارشاد ہے کہ (۱) اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ (۷ : ۴) یا وہ دوپہر کو آرام میں تھے۔ قَآئِلُوْن۔ قَآئِل۔ قیلولہ کرنے

والے کے معنی میں ہے۔ اور قیلولہ کہتے ہیں دوپہر میں آرام کرنے کو (ii) يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ
ءَامَنُواْ لِيَسْتَـْٔذِنكُمُ ٱلَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَٰنُكُمْ وَٱلَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُواْ ٱلْحُلُمَ مِنكُمْ
ثَلَٰثَ مَرَّٰتٍ ۚ مِّن قَبْلِ صَلَوٰةِ ٱلْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ ٱلظَّهِيرَةِ
وَمِنۢ بَعْدِ صَلَوٰةِ ٱلْعِشَآءِ ۚ ثَلَٰثُ عَوْرَٰتٍ لَّكُمْ ۚ ...... (۲۴ : ۵۸) ترجمہ:۔
اے ایمان والو تمہارے مملوکوں کو اور تم میں جو (لڑکے) جو بلوغ کو نہیں پہونچے ہیں ان کو تم سے تین وقتوں میں اجازت لینا چاہیئے (ایک) نماز صبح سے پہلے (دوسرے) جب دوپہر کو اپنے کپڑے اُتار دیا کرتے ہو اور (تیسرے) بعد نماز عشاء (یہ تین وقت تمہارے پردے کے ہیں)
تفسیر:۔ اللہ! اللہ!! مسلمان کے گھر کی اندرونی راحت کا اہتمام کس درجہ مدنظر ہے۔ کیسے کیسے جزئیات تک کے احکام اس غرض کے لئے صادر ہو رہے ہیں! (ماجد)
(ج) (i) وَخَلَقْنَٰكُمْ أَزْوَٰجًا (۷۸ : ۸) اور ہم ہی نے تم کو جوڑا جوڑا بنا دیا
یعنی مرد کے سکون و راحت کیلئے عورت کو اس کا جوڑا بنایا (عثمانی)
(ii) وَمِنْ ءَايَٰتِهِۦٓ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَٰجًا لِّتَسْكُنُوٓاْ إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ (۳۰ - ۲۱) ترجمہ:۔ اور اسی کی نشانیوں میں ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی بیویاں بنائیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے (یعنی میاں بیوی کے) درمیان محبت و ہمدردی پیدا کر دی۔
تفسیر:۔ یہ آیت۔ آیات احکام میں بہت اہم ہے اور گویا اسلام کے مجلسی و خانگی نظام زندگی کے لئے سنگ بنیاد ہے ..... مردوں کو بتایا گیا ہے کہ تمہاری بیویاں .... تمہاری ہی جیسی خواہشیں۔ جذبات و احساسات رکھنے والی۔ مخلوق بے روح نہیں ہیں۔ ان کی غایت آفرینش یہی ہے کہ وہ تمہارے لئے سرمایۂ راحت و تسکین و باعث سکون خاطر ہوں.. تمہارے ان کے تعلقات کی بنیاد ہی باہمی محبت۔ اخلاص و ہمدردی پر ہونا چاہیئے..... اسلام میں عورت مرد کی کنیز نہیں بلکہ اس کی صاحبہ۔ انیس۔ رفیق و مصاحب ہے .... (ماجد)

(۴ ۸) وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ إِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (۷: ۳۱)

اور کھاؤ اور پیو لیکن اسراف سے کام نہ لو بیشک وہ (اللہ) مسرفوں کو پسند نہیں کرتا۔ **تفسیر:**- اسراف نام ہے صرف کرنے میں حد اعتدال سے تجاوز کرنے کا.... اندازہ معتبر اندازہ شرعی ہے اور اس کے بعد اندازہ عقلی نہ کہ اندازہ نفسانی یا جذباتی .... کھانے پینے میں حدود سے تجاوز نہ کرو .... امام رازیؒ .... مطعومات و مشروبات میں اصل حلت ہی ہے۔ صرف حرمت کے لئے کسی مستقل دلیل کی ضرورت ہے۔

(۱۱) قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ

آپ کہئے اللہ کی زینت کو جو اُس نے اپنے بندوں کیلئے بنائی ہے کس نے حرام کر دیا

مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ

ہے اور کھانے کی پاکیزہ چیزوں کو ؟ آپ کہدیجئے یہ اشیا ایمان والوں کے لئے دنیا کی زندگی

الْقِيٰمَةِ ۭ

ہی میں (اور) قیامت کے دن تو خالص (انہی کے لئے) - (۷: ۳۲)

تفسیر... زینۃ اللہ .... لباس فاخرہ مراد ہونا سب کے نزدیک مسلم ہے .... امام رازیؒ نے .... سواری۔ زیور وغیرہ سارے مرغوبات داخل کئے ہیں۔ اکثر نے سامان آرائش بھی .... محققین نے .... اس آیت سے یہ بھی نکالا ہے کہ ذائقہ دار کھانے بجائے خود ہرگز قابل ترک نہیں چنانچہ رسول اللہ صلعم نے محض لذت کی بنا پر کسی بھی لذیذ غذا سے نہیں روکا ہے البتہ ان کے شوق کی زیادتی اور لت کو جو شغل آخرت سے روک دینے والی ہوتی ہے۔ منع کیا ہے ..... یہ ساری نعمتیں اہل ایمان کا حصہ دنیا میں بھی ہیں۔ اور آخرت میں تو خاص الخاص انہی کیلئے ہونگی بغیر کسی غیر مومن کی شرکت کے .... کافروں کو بھی یہ نعمتیں اگر دنیا میں مل رہی ہیں تو محض تبعاً .....

(ماجد)

(۵) پ ۱۴ س ۱۶۔

الف آیت ۵:۔ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ۔

اور چوپائے بھی اس نے بنائے اور ان میں تمہارے لئے گرم لباس بھی ہے اور (اور بھی) فائدے ہیں۔ اور ان میں سے تم کھاتے بھی ہو۔

(ب) آیت ۶:۔ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ:۔ اور ان کی وجہ سے تمہاری رونق بھی ہے جبکہ (اُن کو) شام کے وقت لوٹاتے ہو اور جبکہ (انہیں) صبح کے وقت (چرنے) چھوڑ دیتے ہو۔

(ج) آیت ۷۔ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

اور وہ تمہارے بوجھ بھی ایسے شہر کو لے جاتے ہیں جہاں تم بغیر نفس کی سخت مشقت کے نہیں پہونچ سکتے۔ تمہارا پروردگار بیشک بڑا شفقت والا ہے بڑا رحمت والا ہے۔

(د) آیت ۸۔ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ اور (اسی نے پیدا کئے) گھوڑے اور خچر اور گدھے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور زینت کیلئے بھی اور وہ پیدا کرتا رہتا ہے ایسی چیزیں جن کی تم کو خبر نہیں۔

(ہ) آیت ۹۔ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ اور اللہ ہی پر ہے راستہ (کا دکھانا) اور بعض اس میں ٹیڑھے بھی ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب ہی کو راہ یاب کر دیتا۔

تفسیر:۔..... مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے طالبان حق کو راہ راست دکھا ہی دیتا ہے..... بعض ایسے راستہ جو دین حق کے خلاف ہیں اور حق تعالیٰ تک نہیں پہونچاتے اور ان پر چلنے سے بچنے کا حکم ہے۔ مراد اس سے کفر و ضلالت کے مختلف طریقے ہیں..... مشیت

تکوینی میں ہدایت عام اور عالمگیر و اضطراری نہیں رکھی گئی۔ بلکہ صرف انہی افراد کیلئے رکھی گئی ہے جو اپنے ارادہ سے حق کی تلاش کریں۔

(و) هُوَ الَّذِیٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّکُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ۔ آیت ۱۰۔ وہ (اللہ) وہی ہے جس نے تمہارے لیے آسمان سے پانی برسایا جس سے تمہیں پینے کو ملتا ہے اور اسی سے سبزہ زار پیدا ہوتے ہیں جن میں تم مویشی چراتے ہو۔

(ز) آیت ۱۱۔ یُنْۢبِتُ لَکُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّیْتُوْنَ وَالنَّخِیْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ۔ اور اسی سے تمہارے لئے کھیتی اگاتے ہیں نیز زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل بیشک اس میں (بڑی) نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو سوچتے رہتے ہیں۔

(ح) آیت ۱۲۔ وَسَخَّرَ لَکُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ
اور اُسی نے تمہارے (فائدہ کے) لئے (اپنا) مسخر کیا ہے رات کو اور دن کو اور سورج کو اور چاند کو اور ستارے بھی اسی کے حکم سے مسخر (قدرت) ہیں۔ بیشک اس میں ان لوگوں کیلئے (بڑی) نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے رہتے ہیں۔

(ط) آیت ۱۳۔ وَمَا ذَرَاَ لَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّذَّکَّرُوْنَ۔ اور (ان چیزوں کو بھی مسخر بنایا) جنہیں زمین پر تمہارے لئے پھیلایا۔ ان کے اقسام مختلف ہیں۔ بیشک اس میں بھی نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو نصیحت حاصل کرتے رہتے ہیں۔

(ی) آیت ۱۴۔ وَهُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْکُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا ج وَتَرَی الْفُلْکَ

مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔ اور وہ وہی (اللہ) ہے جس نے سمندر کو مسخر کر رکھا ہے تاکہ تم اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ اور تاکہ تم اس میں سے زیور نکالو جسے تم پہنتے ہو۔ اور تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ اس میں پانی چیرتی ہوئی چلی جاتی ہیں تاکہ تم اللہ کے فضل سے تلاش کرتے رہو۔ اور تاکہ تم (اس کا) شکر ادا کرتے رہو۔

(ن) اب یہ سب پڑھ کر کس کی جلد ہوگی جو کانپ نہ اٹھے گی کس کا دل ہوگا جو اللہ کے ذکر کے لئے نرم نہ ہو جائے گا۔ کس کی آنکھ ہوگی جس سے آنسو رواں نہ ہوں گے اور کس کی پیشانی ہوگی جو سجدہ ریز نہ ہوگی۔ سبحان ربی الاعلیٰ سبحان ربی الاعلیٰ۔ سبحان ربی الاعلیٰ۔ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۔ حقیقت یہ ہے کہ۔

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار
ہر ورقِ دفتریست معرفتِ کردگار

(ل) چند آیات مندرجہ بالا کے آخر میں اس طور پر توجہ دلائی گئی ہے کہ۔ لِقوم یتفکرون (جو سوچتے رہتے ہیں) لِقومٍ یعقلون (جو عقل سے کام لیتے رہتے ہیں) لِقوم یذکرون (جو نصیحت حاصل کرتے رہتے ہیں) چنانچہ ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ کائنات کی ہر چیز موجودات کی ہر جنس کی بابت سوچے غور کرے کہ اس کا خالق اس کا موجد کون ہے عقل سے کام لے کہ پھر ہماری ذمہ داری کیا ہے۔ نصیحت حاصل کرے کہ اسی میں ہماری صلاح و فلاح ہے اور اس ہدایت پر عمل کرے کہ لعلکم تشکرون۔ یعنی اس کا شکر ادا کرے۔ اور شکر بھی کیسا۔ شکر نعمتہائے تو چند آنکہ نعمت ہائے تو۔

شکر سے مراد نعمت کی قدر۔ نعمتوں کے حقوق کی ادائیگی۔ اور وہ یہ ہے کہ منعم کے احکام کی تعمیل کی جائے۔ احکام کی بابت معلومات کا ذریعہ۔ تلاوت قرآن مجید اور اس میں تفکر و تدبر۔ روزانہ کی زندگی اور معاملات میں اس کے بتلائے ہوئے طریقہ پر عمل۔ اس کے بتلائے ہوئے

راستے پر گامزن ہونا۔

(۴) فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ سو تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے خود ہی جن و انس سے یہ سوال فرمایا ہے۔ دراصل یہ سوال تنبیہ کے طور پر پوچھا گیا ہے کہ تم دونوں اللہ تعالیٰ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ترمذی مستدرک حاکم میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے ایک دن صحابہ کرام کے روبرو یہ سورت پڑھی تو صحابہ سن کر چپکے بیٹھے رہے۔ اس پر آنحضرت نے فرمایا کہ بہ نسبت تم لوگوں کے جن اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے زیادہ قدر دان ہیں کیونکہ جنات کے روبرو میں نے ایک رات یہ سورت پڑھی تھی۔ تو انھوں نے ہر دفعہ آیت فبای آلاء ربکما تکذبٰن کے بعد کہا تھا "ولاشیٔ من نعمک ربنا نکذب فلک الحمد (اے رب ہمارے ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے تجھے حمد) سورہ الرحمٰن میں یہ آیت اکتیس بار آئی ہے بار بار نعمتوں کا ذکر فرما کر یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اپنے رب کی کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے یہ ہدایت وارشاد کا بہترین اسلوب ہے تاکہ سامع کے نفس کو تنبیہ ہو اور اسے اپنے جرم اور ناسپاسی کا حال معلوم ہو جائے کہ اس نے کس قدر نعمتوں کو جھٹلایا ہے اور اُسے شرم آئے اور وہ ادائے شکر وطاعت کی طرف مائل ہو اور یہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں اس پر ہیں (ماخوذ از حواشی نعیم۔ معجز نما متوسط قرآن شریف مترجم)

(۸)

نافرمان۔ناقدردان۔ناشکرے کی بابت تہدید

۱۔ وَلِکُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْاؕ وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ (۶: ۱۳۲) اور ہر ایک کیلئے درجے ہیں جیسے اس نے عمل کئے اور جو کچھ یہ کرتے رہتے ہیں آپ کا پروردگار اس سے بے خبر نہیں۔ تفسیر:۔ ہر ایک کیلئے الگ الگ درجے ہیں جزا و سزا کے۔

(۲) وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَاۗءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ
(۶: ۱۳۳) اور آپ کا پروردگار غنی ہے صاحب رحمت ہے۔ وہ چاہے تو تم (سب) کو اٹھالے اور تمہارے بعد جس کو چاہے تمہاری جگہ لا بسائے جس طرح تم کو پیدا کر دیا ایک دوسری قوم کی نسل سے۔ تفسیر۔ یذھبکم۔ یعنی تمہیں ہلاک کر دے اذھاب یہاں ہلاک کے معنی میں ہے (ماجد)

(۳) وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا (۶: ۱۶۴) اور جو شخص کچھ بھی حاصل کرتا ہے وہ اسی پر رہتا ہے تفسیر۔ جو کچھ بھی حاصل کرتا ہے۔ بطور گناہ یا ثواب کے۔

(۴) ..... قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ (۲: ۱۲۴) ارشاد ہوا میرا وعدہ نافرمانوں کو نہیں پہنچتا۔ تفسیر مرشد تھانوی نے آیت سے استنباط کیا ہے کہ اختیاری بدعملی کے ساتھ فضل الہٰی و انعام خداوندی جمع نہیں ہوتے (ماجد)

(۵) مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۡ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ (۴: ۷۹) تجھے جو کچھ بھی سکھ پیش آتا ہے وہ بس اللہ ہی کی طرف سے ہے اور جو دکھ پہونچتا ہے وہ تیرے اپنے ہی سبب سے ہے۔ تفسیر۔ یعنی اے بندہ تیری ہی بداعمالی کے سبب سے اور یہ اقتضائے عدل الہٰی (ماجد)

(۶) وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (۵۹: ۱۹) اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔ سو اللہ نے خود ان کی جانوں کو ان سے بھلا دیا۔ یہی لوگ تو نافرمان ہیں۔ تفسیر۔۔ الفاسقون۔۔۔ یعنی فسق میں کامل۔ طاعت الہٰی سے بالکل ہی خارج ....
نسوا اللہ۔ یعنی حق تعالیٰ اور اس کے احکام و ہدایت کی طرف سے عمداً اعراض برتنے لگے۔
انفسھم۔ یعنی حق تعالیٰ نے ان کی عقل ایسی مار دی کہ یہ نہ اپنے نفع کو پہچانتے ہیں اور نہ

اس کے حاصل کرنے کا فکر کرتے ہیں۔ (ماجد)

(۹)

(حرفِ آخر)

بہ حرفے میتواں گفتن تمنائے جہاں را
من از ذوق حضوری طول دادم داستاں را

حرف آغاز بطور دیباچہ۔ تمہید۔ یا تعارف مختصر لکھنے کا خیال تھا لیکن شروع کرنے کے بعد ہی سے یہ جذبہ طاری رہا کہ قرآن حکیم کے مضامین کی بابت جس جس طریقہ اور جس جس حیلہ سے بھی ممکن ہو زیادہ سے زیادہ واقفیت بہم پہو نچانے کی صورت اختیار کی جائے۔ چنانچہ بلا ارادہ سلسلہ تحریر طویل ہوتا گیا چونکہ پیش نظر مقصد ہی یہ ہے کہ جن برادران ملت کو قرآن مجید کے مضامین سے کما حقہٗ واقفیت حاصل کرنے کا موقع نہیں ملا ہے یا اس کے حصول کا ان کو موقع حاصل نہیں ہے ان کے لئے سرسری معلومات فراہم کرنے میں کسی موقع پر بھی کوتاہی نہ کی جائے اس لئے بھی اختصار مدنظر نہیں رکھا گیا علاوہ ازیں ایک خلش یہ بھی رہی کہ گو اس سوال کا جواب تو مجھ سے ممکن نہیں ہے کہ قرآن شریف میں کیا کیا ہے۔ البتہ تاکہ اس استعجاب میں کسی حد تک اضافہ ہو کہ قرآن مجید میں یہ بھی ہے۔

ہر مزید آیت کریمہ نقل کرنے کے دوران برابر یہ شعر میرے ذہن میں تازہ ہوتا رہا کہ ؎

خیر کن اے فلاں وغنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

اس شعر کے پہلے لفظ خیر کو تو اپنی طرف منسوب کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا اس لئے کہ میری بساط۔ میرا مبلغ علم اور میرے اعمال ہی کیا ہیں جو لفظ خیر کا مصداق

ہوں البتہ "غنیمت شمار عمر" کا ٹکڑا مجھ سے متعلق اور میرے فی الذہن رہا ہے۔ خیر کا اطلاق تو ان کے لئے ہے جو یہ کہہ گئے ہیں۔

دفتر تمام گشت و بہ پایاں رسید عمر
ماہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

میں اپنی عمر کے اس دور سے گذر رہا ہوں جبکہ بلا مبالغہ کسی لمحہ کا اعتبار نہیں اور اسی لئے روز افزوں جذبہ یہ ہے کہ میرے آخری لمحات حیات بھی قرآن مجید کی خدمت اور برادران ملت کے لئے زیادہ سے زیادہ مضامین قرآن حکیم کی بابت واقفیت باہم پہنچانے میں صرف ہوں۔ آخر میں حضرت نوح علیہ السلام کے الفاظ میں اس سلسلہ کو ختم کرتا ہوں۔

فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ (۱۰-۷۲)

طالب مغفرت

محمد عبدالحمید صدیقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حصّہ دوم

باب پہلا

حمد باری تعالیٰ عزاسمہٗ

(۱) سورۃ الفاتحہ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱ الرَّحْمٰنِ

(ساری) تعریف اللہ کے لئے ہے (وہ) سارے جہان کا مربی (وہ) رحمٰن

الرَّحِیْمِ ۝۲ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝۳

(وہ) رحیم (وہ) مالک روز جزا کا

تفسیر:۔ حمد۔ اس سورۃ فاتحہ کی ابتدا حمد کے اعتراف سے ہوئی ہے ..... حمد کے ساتھ خوف ودہشت کا تصور جمع نہیں ہوسکتا۔ جوذات محمود ہوگی وہ خوفناک نہیں ہوسکتی ..... حمد سے اس سورت کی ابتدا کیوں کیگئی؟ اس لئے کہ معرفت الٰہی کی راہ میں انسان کا پہلا تاثر یہی ہے ..... ایک طالب صادق اس راہ میں قدم اُٹھاتا ہے، اور کائنات خلقت کے مظاہر و آثار کا مطالعہ کرتا ہے ...... وہ دیکھتا ہے کہ خود اس کا وجود اور اس کے وجود سے باہر کی ہر چیز ایک صانع حکیم اور مدبر قدیر کی کارفرمائیوں کی جلوہ گاہ ہے اور اس کی ربوبیت اور رحمت کا ہاتھ ایک ایک ذرہ خلقت میں صاف نظر آرہا ہے ..... وہ بے اختیار پکار اٹھے گا کہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" (آزاد)

اَللّٰہ (۱) نزول قرآن سے پہلے عربی میں اللہ کا لفظ خدا کے لئے بطور اسم ذات کے مستعمل تھا۔ (آزاد)

(۲) اللہ خدا کے لئے اسم ذات ہے کسی اور ہستی پر اس کا اطلاق ہو ہی نہیں سکتا فارسی کے خدا یا انگریزی کے گاڈ کی طرح اسم نکرہ نہیں کہ معبود واحد کے علاوہ دوسروں کے لئے بھی بولا جاسکے ..... اس کا ترجمہ کسی دوسری زبان میں ممکن نہیں (ماجد)

رب :۔ مصدر ہے تربیت کے معنیٰ ہیں ۔۔۔ اور تربیت کے معنی ہیں کسی شے کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف نشو ونما دیتے رہنا تا آنکہ وہ حد کمال تک پہونچ جائے ..... میحیوں کے "آسمانی باپ" سے کہیں زیادہ شفقت کہیں زیادہ قدرت کہیں زیادہ حکمت لفظ رب سے عیاں ہے (ماجد)

عالمین :۔ مخلوقات کی الگ الگ جنس ایک ایک عالم کہلاتا ہے۔ مثلاً عالم ملائکہ۔ عالم انسان عالم پرند۔ عالم حیوانات۔ عالم جن (تھانوی)

الرَّحمٰن الرَّحیم :۔ یہ دونوں اسم رحمت ہیں لیکن رحمت کے دو مختلف پہلوؤں کو نمایاں کرتے ہیں ..... الرحمٰن کے معنی یہ ہوئے کہ وہ ذات جس میں رحمت ہے اور الرحیم کے معنی یہ ہوئے کہ وہ ذات جس میں نہ صرف رحمت ہے بلکہ جس سے ہمیشہ رحمت کا ظہور ہوتا رہتا ہے اور ہر آن و ہر لحہ تمام کائنات خلقت اس سے فیضیاب ہو رہی ہے ...... رحمت کو دو الگ الگ اسموں سے اس لئے تعبیر کیا گیا کہ قرآن خدا کے تصور کا جو نقشہ ذہن نشین کرنا چاہتا ہے اس میں سب سے زیادہ نمایاں اور چھائی ہوئی صفت رحمت ہی کی صفت ہے بلکہ کہنا چاہیئے کہ تمام تر رحمت ہی ہے۔ پس ضروری تھا کہ خصوصیت کے ساتھ اس کی صفتی اور فعلی دونوں حیثیتیں واضح کر دی جائیں (آزاد)

لین پول LANE POLE ۔ انگریز اسی لئے اپنے ہم قوموں کو سنا کر کہتا ہے کہ ...... لوگ یہ بات برابر بھول جاتے ہیں کہ قرآن کے اندر وصف رحمت پر کتنا زور دیا گیا ہے (ماجد)

مٰلِکِ ...... مالک وہ ہوتا ہے جسے پورے اختیارات حاصل ہوں ..... کوئی اس سے باز پرس کرنے والا اور کوئی اس پر حاکم نہیں۔ حدیث مسلم میں آچکا ہے کہ۔ لا مالک الا اللہ عز وجل ...... اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی مالک نہیں۔ محققین کا قول بھی ایسا ہی ہے کہ بجز اللہ کے اور کسی کو مالک کہنا یا پکارنا جائز نہیں (ماجد)

دین :۔ ربوبیت اور رحمت کے بعد جس صفت کا ذکر کیا گیا ہے وہ عدالت ہے۔ اور اس کے لئے " ملک یوم الدین۔ کی تعبیر اختیار کی گئی ہے..... دین کے معنی بدلہ اور مکافات کے ہیں خواہ اچھائی کا ہو یا برائی کا ..... پس مالک یوم الدین کے معنی ہوئے " وہ جو جزا کے دن کا حکمراں ہے یعنی روز قیامت کا ..... کائنات ہستی کا عالمگیر قانون یہ ہے کہ ہر حالت کوئی نہ کوئی اثر رکھتی ہے اور ہر چیز کا کوئی نہ کوئی خاصہ ہے جس طرح اللہ نے اجسام و مواد میں خواص و نتائج رکھے ہیں اسی طرح اعمال میں بھی خواص و نتائج ہیں اور جس طرح جسم انسانی کے قدرتی انفعالات ہیں اسی طرح روح انسانی کے لئے قدرتی انفعالات ہیں جسمانی موثرات جسم پر مرتب ہوتے ہیں معنوی موثرات سے روح متاثر ہوتی ہے۔ اعمال کے یہی قدرتی خواص و نتائج ہیں جنھیں جزاء سزا سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اچھے عمل کا نتیجہ اچھائی اور یہ ثواب ہے۔ برے اعمال کا نتیجہ برائی ہے اور یہ عذاب ہے ..... انسان کے لئے جزا و سزا خود انسان ہی کی کمائی ہے ..... اگر اچھے کام کر کے اچھی کمائی کر لی ہے تو اس کے لئے اچھائی ہے۔ اگر کسی نے برائی کر کے برائی کمائی ہے تو اس کے لئے برائی ہے ..... سورہ فاتحہ ..... ربوبیت رحمت اور عدالت کی شبیہ ہے۔ انہی تین صفتوں کے تفکر سے ہم تصور الٰہی کی معرفت حاصل کر سکتے ہیں (آزاد)

(۲) پ ۷ س ۶ آیت ۱۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
الانعام۔ منزل ۲
ہر تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا
وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۥ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ①

اور تاریکیوں اور روشنی کو بنایا، اس پر بھی جو کافر ہیں وہ اپنے پروردگار کے برابر (دوسروں کو) ٹھہرا لیتے ہیں۔

تفسیر :۔ پروردگار کے برابر دوسروں کو ٹھہرانا جیسے عیسائی قوم میں مسیح کو، روح القدس کو،

مریم صدیقہ کو۔ اور مشرک قومیں اپنے اپنے دیوی دیوتاؤں کو..... ظلمت کو صیغہ جمع اور نور کو صیغہ واحد میں اشارہ اس طرف ہے کہ گمراہیاں ایک نہیں بہت سی ہوسکتی ہیں۔ اور راہ حق صرف ایک ہی ہے (ماجد)

(۳) پ۲۵ س ۴۵ آیت ۳۶ منزل ۶ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ

خوبیاں (سب کی سب) اللہ ہی کیلئے ہیں (جو) آسمانوں کا پروردگار ہے، زمین

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَلَهُ الْكِبْرِیَآءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ

کا پروردگار سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ بس اسی کے لئے آسمانوں اور زمین میں بڑائی ہے

الْحَكِیْمُ

اور وہی زبردست ہے، حکمت والا ہے۔

نوٹ:۔ اس عنوان کے تحت مزید آیت قرآنی حسب ذیل ہیں :۔

پ۱۴ س ۱۶ ۔ آیت ۷۵ ۔ پ۱۵ س ۱۷ ۔ ۱۱۱ ۔ پ۱۵ س ۱۸ ۔ ۱ ۔ پ۲۰ س ۲۷ ۔ پ۳۰ س ۲۸ ۔ ۷۰ ۔ پ۲۱ س ۳۰ ۔ ۱۸ ۔ پ۲۲ س ۳۴ ۔ ۱ ۔ پ۲۲ س ۳۵ ۔ پ۲۳ س ۳۷ ۔ ۱۸۲ ۔ پ۲۴ س ۴۰ ۔ ۶۵ ۔ پ۲۸ س ۶۴ ۔ ۱ ۔

باب دوسرا

توحید خالق کائنات (وحدت الٰہی)

۱ ۔ پ۲ س ۲ ۔ آیت ۱۶۳ ۔ البقرۃ ۔ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ

اور تمہارا خدا ایک خدا ہے ۔ بجز اس کے کوئی خدا نہیں، بے انتہا

الرَّحِیْمُ

رحم و کرم کرنے والا، بار بار رحم کرنے والا۔

تفسیر:۔ خطاب ساری نوع انسانی سے ہے ...... مشرکین ...... اور بھی بہت سے

چھوٹے چھوٹے خدا یا دیوتا تسلیم کرتے ہیں ..... قرآن نے آکر اس عقیدہ پر بھی ضرب کاری لگائی..... اعلان کیا کہ ...... کسی دوسرے خدا یا دیوتا کا وجود ہی سرے سے نہیں (ماجد)

۲۔ پ۷ س۶۔ آیت ۳ الانعام: وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ۭ يَعْلَمُ

اور وہی ایک اللہ آسمانوں میں ہے اور زمین میں (بھی) وہ تمہارے

سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ③

پوشیدہ (حال) کو بھی جانتا ہے اور ظاہر (حال) کو بھی، اور جو کچھ تم کرتے رہتے ہو اسے بھی وہ جانتا ہے۔

تفسیر:۔ یعنی اس کا علم محیط و کامل تمہارے ظاہر و باطن سب کو شامل ہے۔

۳۔ پ۱۶ س۲۰۔ آیت ۱۴۔ طٰہٰ: اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَ

بیشک میں ہی اللہ ہوں کوئی معبود نہیں میرے سوا میری ہی عبادت کیا کرو

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ⑭

اور میری ہی یاد کی نماز پڑھا کرو۔

تفسیر:۔ حضرت موسیٰؑ سے باری تعالیٰ کا خطاب، نماز کی غایت ..... یاد الٰہی کو دل میں تازہ رکھنا ہے۔ (ماجد)

۴۔ پ۱۷ س۲۱۔ آیت ۲۲۔ الانبیاء: لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ

اگر ان دونوں (جگہوں) میں علاوہ اللہ کے کوئی معبود ہوتا تو یہ دونوں درہم برہم

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ㉒

ہوگئے ہوتے۔ اللہ مالک عرش، پاک ہے ان امور سے جو یہ لوگ بیان کر رہے ہیں۔

تفسیر:۔ فیھما سے مراد آسمان اور زمین ہیں (ماجد)

یہ دلیل قاطع ہے توحید صانع عالم پر ...... اس کو برہان تمانع کا لقب دیا گیا ہے (ماجد)

۵ - پ۱۷ س ۲۱ - آیت ۲۳ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ﴿۲۳﴾

اور جو کچھ بھی کرے اس سے باز پرس نہیں کی جا سکتی، اور اوروں سے باز پرس کیجا سکتی ہے۔

تفسیر:۔ اس میں مشرک قوموں کا رد آ گیا جو خدا کو بھی محدود الاختیار ...... مانتے ہیں یونان کے مشرک فلاسفہ کا یہی مذہب ہوا ہے .... — ہندوستان میں عقیدہ "کرم" کے ماننے والوں کا بھی یہی خیال ہے۔ (ماجد)

۶ - پ۲۰ س ۲۸ - القصص آیت ۸۸ - وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَا اِلٰهَ

اور اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارئیے، کوئی معبود نہیں

اِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۚ لَهُ الْحُكْمُ وَ

اس کے سوا ہر شے فنا ہونیوالی ہے بجز اس کی ذات کے حکومت اُسی (ایک اللہ) کی ہے

اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾

اور اسی کی طرف تم (سب) لوٹائے جاؤ گے۔

تفسیر:۔ ۱؎ اس میں رد آ گیا ساری مشرک قوموں کا جنہوں نے صانع مطلق کے ساتھ روح یا مادہ یا کسی اور چیز کو بھی ازلی و ابدی تسلیم کیا ہے۔ ماجد

۲؎ وجھہٗ سے مراد ذات باری ہے۔ ماجد

۷ - پ۲۴ س ۴۰ - المؤمن آیت ۱-۳ - حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۲﴾

یہ کتاب اتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے۔ علم والا ہے

غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۭ

گناہ کا بخشنے والا ہے اور توبہ کا قبول کرنے والا ہے سخت سزا دینے والا ہے۔ قدرت والا ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۳﴾

اس کے سوا کوئی خدا نہیں اسی کے پاس سب کو جانا ہے۔

۸۔ پ۲۵ س ۴۳۔ وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَآءِ إِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ إِلٰهٌ ط
آیت ۸۴
اور وہ وہی ذات ہے جو آسمان میں بھی خدا ہے اور زمین میں بھی
وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ۸۴
خدا ہے اور وہی حکیم کل ہے علیم کل ہے۔

تفسیر۔ بہت سی مشرک قوموں میں ...... عقیدے یہ رہے ہیں کہ فلاں فلاں دیوتا زمین کے ہیں فلاں فلاں آسمان پر رہتے ہیں فلاں فلاں فضائے آسمانی کے ہیں یہاں اس عقیدے کی تردید ہو رہی ہے...... امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ آیت ان لوگوں کی قطعی تردید کر رہی ہے جو حق تعالیٰ کا مستقر آسمان کو سمجھے ہوئے ہیں اس کا تعلق آسمان سے بھی بس وہی ہے جو زمین سے ہے (ماجد)

۹۔ پ۲۵ س ۴۴۔ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ط رَبُّكُمْ وَرَبُّ
آیت ۸
کوئی خدا اس کے سوا نہیں وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے پروردگار
اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِينَ (۸)
تمہارا بھی اور پروردگار تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی ہے۔

تفسیر۔ ...... زندگی کے کوئی الگ دیوتا اور موت کے کوئی الگ دیوتا یعنی ...... وہ کوئی نو پیدا معبود نہیں۔ دنیا جب سے قائم ہے بس وہی ایک اور اکیلا پروردگار رہا ہے (ماجد)

۱۰۔ پ۲۹ س ۷۳۔ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ
آیت ۹
وہ پروردگار ہے مشرق و مغرب کا کوئی معبود اس کے سوا نہیں! اسی
فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا (۹)
کو (اپنا) چارہ ساز بنائے رکھیے۔

تفسیر۔ اس آیت پر پہونچ کر ذرا ملک کی اس فضا کا نقشہ ذہن کے سامنے لے آئیے

جسمیں توحید کی یہ آواز اول اول بلند ہوئی تھی ...... ایک فرد ...... تن تنہا کھڑے ہوکر صدا یہ بلند کررہا ہے کہ جن دیویوں دیوتاؤں کی پرستش تم پشتہا پشت سے کرتے آرہے ہو سب کو چھوڑ چھاڑ کر صرف ایک کو مانو۔ اپنے قیشن کو بدلو اپنے دین کو بدلو شرابیں چھوڑو۔ بیحیائیاں چھوڑو۔ عریانیاں چھوڑو۔ قماربازیاں چھوڑو۔ خونخواریاں چھوڑو سودی کاروبار چھوڑو غرض دین کے ساتھ اپنی دنیا بھی بدل ڈالو۔ خیال تو کیجئے کہ اس داعی کو کس دل وجگر کس ہمت اور عزم کا ہونا چاہیئے۔

نوٹ ۲:۔ رب المشرق والمغرب ــــ ان الفاظ سے شرک کے ان تمام پہلوؤں کی بھی تردید نکل آئی جو مشرک جاہلی قوموں نے آفتاب وماہتاب طلوع وغروب۔ دن اور رات اور مختلف سمتوں کے تقدس وغیرہ سے قائم کر رکھے ہیں۔ (ماجد)

۱۱۔ پ ۳۰ س ۱۱۲۔ سورۃ الاخلاص قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲

آپ کہدیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے — اللہ بے نیاز ہے

لَمْ يَلِدْ ۝ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴

نہ اس کے کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے — اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔

تفسیر:۔ ۱۔ احد ۔ ذات۔ صفات سب کے لحاظ سے واحد ویکتا ...... نہ اس کا کوئی اقنوم نہ اس کا کوئی مظہر یا اوتار نہ اس کا کوئی مثل ونمونہ ......

۲۔ الصمد۔ صمد وہ ہے کہ سب اس کے محتاج اور وہ کسی کا بھی محتاج نہیں ......

۳۔ مسیحیوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ خدا صاحب اولاد ہے۔ اور بہت سے مشرکوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کے فلاں فلاں دیوتا خدا زادے ہیں۔ قرآن شرک کی ہر ممکن صورت کی تردید کرتا ہے۔

۴۔ سورۃ الاخلاص شان توحید میں جامع ہے۔ (ماجد)

نوٹ:۔ عنوان ہذا کے تحت کم وبیش ۵۰۔ آیت سودہ میں نقل کیگئی ہیں لیکن منجملہ ان کے صرف گیارہ آیت کو اس حصہ دوم میں شامل کیا گیا ہے۔

باب تیسرا

ذاتِ اقدس حق سبحانہٗ تعالیٰ

۱۔ پ۱ س ۲۔ آیت ۲۱ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ
اے انسانو! عبادت (اختیار) کرو اپنے پروردگار کی جس نے تمہیں پیدا
وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٢١﴾
کیا اور تم سے قبل والوں کو (بھی) عجب نہیں کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

۲۲۔ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً
(وہ) وہی (پروردگار ہے) جس نے تمہارے لئے زمین کو ایک فرش اور آسمان
وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ
کو ایک چھت بنا دیا ہے اور آسمان سے پانی اتارا پھر تمہارے لئے غذا کو پھل پیدا کئے
رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٢﴾
سو تم اللہ کے ہمسر نہ ٹھہراؤ اور تم جانتے (بوجھتے) بھی ہو۔

تفسیر:۔ ۱ قرآن مجید کا مخاطب سارا عالم انسانیت ہے کوئی مخصوص نسل۔ اور کوئی مخصوص قوم نہیں۔

۲۔ تعلیم یہ ملی کہ زمین و آسمان انسان کے لئے خلق ہوئے ہیں۔ انسان زمین و آسمان کے لئے خلق نہیں ہوا ہے۔

۳۔ ارض:۔ ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو انسان کے قدموں کے نیچے ہو۔
سماء:۔ ہر اس بلند چیز کو کہتے ہیں جو انسان کے سر کے اوپر ہو } ماجد
سماء میں اصلی تخیل بلندی کا ہے۔

۲۔ پ ۱ س ۲۔ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا
آیت ۲۸
تم لوگ کس طرح کفر کرسکتے ہو اللہ سے درآنحالیکہ تم بے جان تھے
فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ
سو اس نے تمہیں جاندار بنایا پھر وہی تم کو موت دیگا پھر وہی تم کو زندہ کریگا پھر
تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾
اسی کی طرف تم واپس کئے جاؤ گے۔
۲۹۔ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا
وہ وہی (خدا) ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لئے جو کچھ بھی زمین میں ہے
ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ
سب کا سب پھر اس نے آسمان کی طرف توجہ کی اور انھیں سات آسمان درست کرکے
هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۹﴾
بنا دیئے اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

تفسیری نوٹ ۱۔ بیان توحید کامل کا ہو رہا ہے۔ کہ خلق۔ احیا۔ افنا۔ سب قوتیں باری تعالیٰ ہی کی ہیں ـــــ یہ نہیں جیسا کہ بعض مشرک قوموں کا عقیدہ ہے کہ موجد و خالق برھما جی ہیں ـــــ اور قائم اور باقی رکھنے والے وشنو جی ـــــ اور موت اور ہلاکت لانے والے شیو جی۔ (ماجد)

نوٹ ۲۔ حشر کا عقیدہ اسلام کے بنیادی عقاید میں ہے۔ (ماجد)

〃 ۳۔ انسان کو جزا و سزا، اعمال کی جوابدہی کے لئے براہ راست اللہ ہی کے حضور میں پیش ہونا ہے۔ اس میں رد آگیا مسیحی مشرکوں کے اس عقیدہ کا کہ حشر میں پیشی مسیح کے حضور میں ہوگی۔ (ماجد)

نوٹ ۴۔ خطاب عام نوع انسانی سے ہے ...... اس فرش زمین پر جو کچھ بھی ہے سب انسان

ہی کے لئے ہے نہ یہ کہ انسان کسی اور مخلوق کے لئے ہو...... حدیث نبوی کا یہ ٹکڑا جو مسلمان ہر جمعہ کو خطیب کی زبان سے سنتا ہے کہ (ترجمہ) "دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی ہے اور تم پیدا کئے گئے ہو آخرت کے لئے"...... خلیفۃ اللہ کی بیشک یہی شان ہونا چاہیئے۔ سب کچھ اس کے لئے ہو اور وہ خود خدا کے لئے ہو.... مرتبۂ انسانی کا یہ شرف و احترام اسلام ہی کا قائم کیا ہوا ہے..... ڈارون کے "ترقی یافتہ بندر" غریب کو اس رتبہ و مقام سے کیا واسطہ۔ (ماجد)

۳۔ پ ۱ س ۲۔ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
آیت ۱۰۷
کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ ہی کیلئے سلطنت آسمانوں اور زمین کی ہے
وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿١٠٧﴾
اور اللہ کے سوا کوئی تمہارا یار و مددگار نہیں۔

۴۔ پ ۲ س ۲۔ ...... فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي
۱۵۰
سو تم ان سے نہ ڈرو بلکہ [صرف] مجھ ہی سے ڈرو تاکہ میں اپنا انعام تم
عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٠﴾
پر پورا کروں اور تاکہ تم راہ پر [قائم] رہو۔

۵۔ پ ۲ س ۲۔ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ
آیت ۱۸۶
اور جب آپ سے میرے بندے میرے باب میں دریافت کریں تو میں تو قریب
دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي
ہی ہوں۔ دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے۔ پس لوگوں کو چاہیئے
لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾
کہ میرے احکام قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں عجب نہیں کہ ہدایت پا جائیں۔

تفسیر: نوٹ ۱:- قرب سے ظاہر ہے کہ قرب مادی یا مکانی تو مراد ہو ہی نہیں سکتا۔ قرب معنوی

مراد ہوگا۔ ۔ ۔ حق تعالیٰ کا قرب اپنے بندوں سے رہتا تو ہمیشہ ہی ہے ماہِ رمضان میں اس عموم میں خصوص پیدا ہوجاتا ہے ..... بندوں کی تسکین اور تسلی کا کس قدر سامان اس آیۃ کے اندر موجود ہے ــــ ہمیں اپنے خدا کو ڈھونڈھنے کہیں اور نہیں جانا ہے وہ تو ہم سے قریب ہی ہم سے متصل ہی ہے۔

نوٹ ۲:۔ آیت کے الفاظ سے دعا کی ترغیب و تشویق بھی نکل آئی .....حدیث صحیح میں یہ مضمون آیا ہے کہ جس کے لئے دعا کا دروازہ کھل جاتا ہے یعنی دعا کی توفیق ہوجاتی ہے اس کے لئے رحمت کا بھی دروازہ کھل جاتا ہے۔

نوٹ ۳:۔ فلیستجیبولی ــــ یعنی میری دعوتِ ایمان و طاعت قبول کریں۔ (ماجد) بندوں کی درخواستیں ..... بہت سی نامناسب بھی ہوتی ہیں اس لئے مرتبۂ قبول سے محروم رہتی ہیں (تھانوی)

۶۔ پ ۲ س ۲۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۲۵۳﴾
آیت ۲۵۳

لیکن اللہ وہی کرتا ہے جو ارادہ کرلیتا ہے

تفسیر۔ نوٹ ۱:۔ اللہ وہی کرتا ہے بمقتضائے قدرت کاملہ اور جو کچھ وہ چاہتا ہے وہ بمقتضائے حکمت بالغہ (ماجد)

نوٹ ۲:۔ ارسطو جیسے مشہور فلسفی نے خدا کی قدرت اور قوت کو محدود مانا ہے۔ .... آیت میں اس کی تعلیم ہے کہ چھوٹی بڑی اچھی بری کوئی سی شئے بھی ہو بہرحال مشیت الٰہی سے باہر نہیں ہے۔ (ماجد)

۷۔ پ ۳ س ۳ ..... وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾
آیت ۲۸

اور اللہ تم کو اپنے سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف آنا ہے۔

تفسیر۔ نَفْسَهٗ ۔ مراد یہ سمجھی گئی ہے کہ اللہ اپنے عذاب سے تم کو ڈراتا ہے۔ (ماجد)

۸۔ پ س ۳۔ آیت ۱۰۲۔ آلِ عمران ۔ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱتَّقُوا ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جو اُس کے ڈرنے کا حق ہے

وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ (۱۰۲)

اور جان نہ دینا بجز اس حال کے کہ تم مسلمان ہو۔

تفسیر۔ یعنی جیو تو قانونِ تقویٰ الٰہی کے ماتحت اور مرو تو قانونِ اسلام کے مطیع ۔ زندگی اور موت دونوں کی منزلوں سے مسلمان کو اللہ کے تابع فرمان ہو کر ہی گزرنا ہے

۹۔ پ ۴ س ۴ النساء ۱۴۔ وَمَن يَعْصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُۥ

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس

يُدْخِلْهُ نَارًا خَٰلِدًا فِيهَا وَلَهُۥ عَذَابٌ مُّهِينٌ (۱۴)

کے ضابطوں کے حدود سے باہر نکل جائے گا اسے وہ (دوزخ) آگ میں داخل کریگا اسمیں وہ ہمیشہ ہمیش پڑا رہے گا۔ اور اسے ذلت دینے والا عذاب ہوگا۔

۱۰۔ پ ۵ س ۴ ۶۹ ۔ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ فَأُو۟لَٰٓئِكَ مَعَ ٱلَّذِينَ

اور جو کوئی اللہ اور رسول کی اطاعت کریگا تو ایسے لوگ ان

أَنْعَمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ ٱلنَّبِيِّۦنَ وَٱلصِّدِّيقِينَ وَٱلشُّهَدَآءِ

کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے اپنا خاص انعام کیا ہے یعنی پیغمبر، اولیاء اور

وَٱلصَّٰلِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُو۟لَٰٓئِكَ رَفِيقًا (۶۹)

شہید اور صالحین اور یہ کیسے اچھے رفیق ہیں۔

تفسیر و نوٹ ۱۔ اس اطاعت کا تعلق احکام اور واجبات ضروری سے ہے۔

صدیقین۔ یعنی بات کے کھرے اور معاملہ کے سچے۔ ایسے کہ سچائی اور حق پسندی گویا ان کی فطرت میں رچ گئی اور ان کی طبیعت کا جزبن گئی۔

شہداء۔ شہید وہ ہے جو دین کی محبت میں اپنی جان تک سے دریغ نہ کرے۔

صالحین:۔ وہ افراد امت کہلاتے ہیں جو پورے دیندار متبع شریعت ہوتے ہیں۔

۱۱۔ پ۶ س ۵ آیت ۳۵۔ المائدہ منزل ۲ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْآ
اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کا
اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۳۵
قرب تلاش کرو اور اس کی راہ میں جدوجہد کرو تاکہ (ہر طرح) فلاح پاؤ۔

وَسِيلَةَ:۔ کے معنیٰ قرب کے ہیں..... اور قرب کا بہترین ذریعہ احکام الٰہی کی تعمیل ہے..... جن لوگوں نے وسیلہ کے تحت میں بزرگان دین کی استعانت اور انبیاء و اولیاء سے استغاثہ جائز رکھا ہے انہوں نے...... وسیلہ بمعنی ذریعہ کا مرادف سمجھ لیا ہے...... ایسی شدید و فاش غلطیاں نادر نہیں کثیرالوقوع ہیں..

.... میت یا غائب شخص سے دعا کرانے کے ناجائز ہونے میں کسی عالم کو بھی شک نہیں.... کسی ایک صحابی سے بھی منقول نہیں کہ انہوں نے صاحب قبر سے کچھ طلب کیا ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر..... جب روضہ نبوی میں زیارت کے لئے داخل ہوتے تو صرف اس قدر کہتے کہ السلام علیک یا رسول اللہ۔ السلام علیک یا ابابکر السلام علیک ابا جان، اور اس سے زائد کچھ نہ کہتے نہ کچھ مانگتے نہ سرور عالم سے نہ ان کے مقربین سے...... یہاں بھی صحابہ کرام اللہ تعالیٰ ہی سے دعا کرتے تھے قبلہ رخ ہو کر اور یہ نہیں کرتے تھے کہ دعا کرتے وقت قبر شریف کی طرف منہ کریں..... اور تو اور سلام پڑھتے وقت تک کے لئے آئمہ میں اختلاف ہے کہ منہ کس طرف رکھنا چاہیے؟ امام ابو حنیفہ کا فیصلہ اس موقع کے لئے بھی یہی ہے کہ منہ قبر شریف کی طرف نہ کرے بلکہ ادھر پشت رکھے اور چہرہ قبلہ شریف کی طرف رہے...

(ماجد)

۱۲۔ پ س ۶۔ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ
آیت ۱۲
آپ کہیئے کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے یہ (سب) کس کی ملک ہے؟

كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ

کہہ دیجئے کہ اللہ (ہی) کی ہے اور اس نے اپنے اوپر رحمت لازم کر لی ہے۔

تفسیر: (۱) خدائے اسلام کی صفت ذاتی تو یہی رحیمیت و رحمانیت ہے۔ باقی قہر و غضب جو کچھ ہے اس کا ظہور تو محض عادی مجرموں کی جرم شعاری کی بنا پر ہوگا۔۔۔۔۔ مسیحی مشنریوں نے قرآن کے خدا کو مہیب اور ڈراؤنا بنا کر پیش کیا ہے۔

(۲) نفس سے مراد یہاں ذات و حقیقت ہے نہ کہ جسم۔ (ماجد)

۱۳۔ پ س ۶۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ز وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ج
آیت ۱۰۳
اُسے نگاہیں نہیں گھیر سکتیں ۔۔ اور وہ نگاہوں کو گھیرے ہوئے ہے

وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۱۰۳

اور وہ بڑا باریک بین ہے، بڑا باخبر ہے۔

تفسیر: نوٹ ۱۔ لا ۔۔۔۔ ابصار، یعنی وہ کسی کے بھی حواس ظاہری کی گرفت میں اس دنیا میں نہیں آسکتا۔ درآنحالیکہ اس کی گرفت علمی میں سب ہی ہیں۔۔۔۔ آیت سے مقصود حق تعالیٰ کی تنزیہ حدوث سے ہے۔

۲۔ یہ شبہ کیا گیا ہے کہ جب انسانی آنکھیں حق تعالیٰ کی دید کر ہی نہیں سکتیں تو پھر جنت میں اس کی رویت مومنین کو کیسے ہوگی۔ نیز معراج میں رسول اللہ صلعم کو کیسے ہوئی مفسرین و محققین نے ۔۔۔۔ مفصل اور شافی جوابات دیئے ہیں۔ لیکن اس کم فہم کے نزدیک ایک مختصر اور سیدھی سی بات یہ ہے کہ یہاں ذکر تو اس مادی و ناسوتی دنیا کے قویٰ کا ہے۔ جنت میں تو قویٰ دوسرے ہوں گے۔ عالم ناسوت میں نفی دیدار سے جنت کے دیدار کو تعلق ہی کیا ۔۔۔۔ واقعہ معراج تو خود ہی عالم آخرت کا ہے جس کا تجربہ و مشاہدہ بطور معجزہ

کے رسول کو اسی دنیا میں کرایا گیا۔ (ماجد)

۱۴۔ پ ۸ س ۷۔ ...... وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ .....
آیت ۲۹

اور اسے (یعنی اللہ کو) پکارا کرو دین کو اسی کے واسطے خالص کر کے ......

تفسیر:۔ یعنی اس کی عبادت میں ہرگز کسی اور کی شرکت یا آمیزش نہ ہونے پائے۔ ماجد

۱۵۔ پ ۸ س ۷ آیت ۵۴۔ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
الاعراف

بیشک تمہارا پروردگار وہی اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کر دیا

فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ

چھ دنوں میں پھر قائم ہو گیا عرش پر ڈھانپ دیتا ہے رات سے دن کو وہ جلدی سے اُسے

يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ

آلیتی ہے اور سورج اور چاند ستاروں کو (اسی نے پیدا کیا) سب اس کے حکم کے تابع

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۵۴

یاد رکھو اسی کیلئے خاص ہے آفرینش (بھی) اور حکومت بھی۔

تفسیر:۔ (۱) سِتَّةِ اَيَّامٍ ..... سے مراد چھ مختلف زمانوں میں۔

(۲) حث:۔ کے عام معنی جلدی و تیزی کے ہیں دوسرے معنی لازمی۔

۱۶۔ ۵۵۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۵۵

اپنے پروردگار سے دعا کرو عاجزی کے ساتھ اور چپکے چپکے بیشک وہ حد سے نکل

جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

۱۷۔ ۵۶۔ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا

اور ملک میں اس کی درستی کے بعد فساد نہ مچاؤ اور اللہ کو پکارتے رہو ڈر کے ساتھ (بھی)

وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۵۶

اور آرزو کے ساتھ بھی بیشک اللہ کی رحمت نیکوکاروں کے بہت نزدیک ہے۔

۱۸۔ ۵۷۔ وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا ۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ

وہ وہی (خدا ہے) جو ہواؤں کو قبل اپنی رحمت (یعنی بارش) کے خوشخبری کے لئے

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ

بھیجتا ہے چنانچہ جب وہ (ہوائیں) بھاری بادل کو اٹھا لیتی ہیں تو ہم اُسے خشک بستی کیطرف

فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى

ہانک لے جاتے ہیں پھر ہم اس کے ذریعہ سے پانی نازل کرتے ہیں پھر ہم اس کے ذریعہ سے ہر طرح کے پھل

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۵۷

نکالتے ہیں اسی طرح ہم مردوں کو نکال کھڑا کرینگے۔ شاید کہ تم (اس سے) نصیحت حاصل کرو۔

۱۹۔ پ ۹ س ۷۔ ۱۸۰۔ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ص

اور اللہ ہی کیلئے اچھے اچھے (مخصوص) نام ہیں سو انہی سے اُسے پکارو۔

تفسیر۔ اللہ کے اسمار حسنیٰ اس کے صفات کمال کے حامل ہیں اور وہ مخصوص نام ہیں جن کا اسمار الہٰی

ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ ماجد

۲۰۔ پ ۹ س ۷۔ آیت ۲۰۵۔ الاعراف۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ

اور اپنے پروردگار کو اپنے دل میں یاد کیا کر، عاجزی اور خوف کیساتھ

الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ (۲۰۵)

نہ کہ چلانے کی آواز سے صبح اور شام کو اور اہل غفلت میں نہ شامل ہو جانا۔

۲۱۔ پ ۱۰ س ۹۔ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ ۶۷
آیت ۶۷

انھوں نے اللہ کو بھلا دیا سو اس نے انہیں بھلا دیا۔

تفسیر۔ اللہ کا بھلانا یہ ہے کہ اُس نے اپنی رحمت خاصہ ان پر سے ہٹالی ...... ماجد

۲۲۔ پ ۱۱ س ۱۰۔ آیت ۵۔ یونس۔ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ

وہ (اللہ) وہی ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو روشن

مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ
اور اس کے لئے منزلیں مقرر کردیں تاکہ تم برسوں کا شمار اور حساب جان لیا کرو۔ اللہ
اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (۵)
نے یہ (چیزیں) بے مقصد نہیں پیدا کی ہیں وہ نشانیاں کھول کر بیان کرتا ہے ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں۔

تفسیر: ضیا وہ روشنی ہے جو اپنی ذاتی مستقل حیثیت رکھتی ہو۔ نور وہ روشنی ہے جو ضیا سے مستعار ہو اس کا انعکاس ہو۔ قرآن مجید نے دو لفظ الگ الگ لاکر جدید سائنس کے اس بیان پر مہر تصدیق لگا دی کہ چاند بذات خود بے نور ہے اس میں چمک دمک جو کچھ ہے وہ سورج کے عکس سے ہے۔ (ماجد)

۲۳۔ پ ۱۱ س ۱۰ آیت ۶۷ - یونس۔ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ
وہ وہی (اللہ) تو ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی کہ اس میں چین
مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ (۶۷)
پاؤ اور دن کو (بنایا) دکھلانے والا ان (سب) میں ان لوگوں کے لئے جو (غور و تدبر کیساتھ) سنتے ہیں دلائل موجود ہیں۔

۲۴۔ پ ۱۴ س ۱۵ آیت ۴۹-۵۰ الحجر۔ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (۴۹)
میرے بندوں کو خبر کر دیجئے کہ میں یقیناً بڑا مغفرت والا ہوں۔
وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ (۵۰)
بڑا رحمت والا ہوں اور یہ کہ میرا عذاب بھی بڑا دردناک عذاب ہے۔

۲۵۔ پ ۱۴ س ۱۶ - آیت ۱۲۸۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (۱۲۸)
بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ (رہتا) ہے جو تقویٰ اختیار کئے رہتے ہیں اور جو لوگ کہ حسن سلوک کرتے رہتے ہیں۔

تفسیر:- محسنون ـ یہ وہ لوگ ہیں جو خلق کے ساتھ بہترین سلوک سے پیش آتے رہتے ہیں (صوفیہ) کی زبان میں حضرت حق کے ساتھ معاملہ صدق اور خلق کے ساتھ معاملہ خلق بس یہی طریقت کی معراج ہے۔

۲۶۔ پ ۱۷ س ۲۱۔ آیت ۳۳۔ الانبیاء ـ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

اور وہ وہی تو ہے جس نے رات کو اور دن کو اور سورج کو اور چاند

كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ (۳۳)

کو پیدا کر دیا ہے سب (اپنے اپنے) دائرہ میں تیر رہے ہیں۔

۲۷۔ پ ۲۰ س ۲۸ آیت ۸۸۔ القصص ...... كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ط

ہر شے کو فنا ہونیوالی ہے بجز اس کی ذات کے

۲۸۔ پارہ ۲۳ سورۃ ۳۶ آیت ۳۶ سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا

پاک ذات ہے وہ جس نے تمام مقابل قسموں کو پیدا کیا نباتات

تُنْبِتُ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ۳۶

زمین کے قبیل سے بھی اور ان شخصوں میں سے بھی اور اُن چیزوں میں بھی جنکو (عام لوگ) نہیں جانتے۔

تفسیر:- جدید سائنس کا یہ مشہور مسئلہ ہے کہ نر و مادہ کا وجود کائنات کی ہر صنف موجود میں پایا جاتا ہے یہاں تک کہ حیوانات سے گزر کر نباتات بلکہ جمادات میں بھی۔

۲۹۔ پارہ ۲۶ سورۃ ۵۰۔ آیت ۱۶ ...... وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ۱۶

اور ہم تو اس کی رگ گردن سے بھی بڑھ کر اس کے قریب ہیں۔

۳۰۔ پ ۲۷ س ۵۵۔ آیت ۲۶ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (۲۶) وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ

زمین پر جو بھی ہیں سب فنا ہونے والے ہیں اور صرف آپ کے پروردگار

ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (۲۷)

کی ذات عظمت و احسان والی باقی رہ جانیوالی ہے۔

۳۱۔ پ۲۷ س ۵۶۔ فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ۸۳ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ
۸۳

سو جس وقت روح حلق کو آپہونچتی ہے اور تم اس وقت تکا کرتے ہو

۸۴۔ ۸۵ ۔ تَنْظُرُوْنَ ۸۴ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ۸۵

اور ہم تم سے بھی زیادہ قریب اس شخص کے ہوتے ہیں البتہ تم نہیں سمجھتے۔

۳۲۔ پ۲۸ س ۵۸۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط
آیت ۷

کیا آپ نے اس پر نظر نہیں کی کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے جو کچھ

مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ـــ کوئی سرگوشی تین (آدمیوں) میں

هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ

ایسی نہیں ہوتی جس میں چوتھا وہ نہ ہو اور نہ پانچ (آدمیوں) میں جس میں چھٹا وہ، نہ ہو اور

مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ج ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط

نہ ہی اس سے کم اور نہ زیادہ۔ مگر یہ کہ وہ ان کے ساتھ ہی ہوتا ہے خواہ وہ کہیں ہوں پھر وہ ان کو

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۷)

ان کے کرتوت قیامت کے دن جتلا دے گا۔ بیشک اللہ کو ہر چیز کی پوری خبر ہے۔

نوٹ:۔ عنوان ہذا کے تحت میرے شمار کے مطابق دو سو (۲۰۰) سے زائد آیت ہیں

منجملہ ان کے صرف ۳۲۔ آیت درج کی گئی ہیں۔

باب ۴

"ارادہ الٰہی"

۱۔ پ۲ س ۲۔ آیت ۱۸۵ ...... یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ......
اللہ تمہارے حق میں سہولت چاہتا ہے اور تمہارے حق میں دشواری
نہیں چاہتا۔

۲۔ پ۶ س ۵۔ آیت ۶ ...... مَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰکِنْ
اللہ نہیں چاہتا کہ تمہارے اوپر کوئی تنگی کرے بلکہ وہ (تو یہ)
یُّرِیْدُ لِیُطَهِّرَكُمْ وَلِیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۶)
چاہتا ہے کہ تمہیں خوب پاک صاف رکھے اور تم پر اپنی نعمت پوری کرے تا کہ تم
شکر گزاری کرو۔

تفسیر:۔ ۱ ...... اگر غور کر کے دیکھا جائے تو شریعت کا ایک حکم بھی ایسا نہ ملے گا جسمیں عامل کے حالات عمر، صحت، جثہ، موسم اور دوسری مشکلات کا لحاظ نہ کر لیا گیا ہو اور جو احکام بظاہر سخت معلوم ہوتے ہیں انکی تہہ میں بھی ہمیشہ یہی حقیقت پائی جائے گی کہ فرد یا امت کی راہ میں کچھ آسانیاں ہی پیدا ہوں۔

۲ ...... احکام شریعت کو سخت سمجھ لینا ایسا ہی ہے جیسے کوئی بچہ اپنے شفیق اور تجربہ کار باپ کی ہدایتوں کو یا کوئی مریض اپنے دلسوز اور حاذق طبیب کے احکام کو ظلم و جبر سے تعبیر کرنے لگے بلکہ ان دونوں مثالوں سے بھی کہیں بڑھ کر احمقانہ ہے۔

نوٹ:۔ اس عنوان کے تحت اور ۲۴-۲۵ آیت ہیں جو شامل نہیں کی گئیں

باب ۵

علم و مشاھدہ الٰہی

۱۔ پ س ۲ ...... قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰہُ ط
آیت ۱۴۰

آپ کہئے تم واقف تر ہو یا اللہ ؟

۲۔ پ۲ س ۲۔ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْھِكَ فِی السَّمَآءِ ج
آیت ۱۴۴

بے شک ہم نے دیکھ لیا آپ کے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا۔

تفسیر:۔ رسول اللہ صلعم کو ...... یقین تھا ...... کہ تحویل قبلہ کا حکم اب آکر رہیگا اور فرشتہ وحی کے انتظار میں آپ کی نظر بار بار آسمان کی طرف اُٹھ جاتی تھی یہاں اسی کیفیت کا بیان ہے ...... حق تعالیٰ اگرچہ ہرگز کسی جہت کا پابند ـــــ کسی مکان سے محدود نہیں ـــــ تاہم تجلیاتِ خاصّہ کو قرآن میں آسمان کی جانب منسوب کیا گیا ہے، اسی لئے محققین نے لکھا ہے کہ بوقت اضطرار و دعا آسمان کی طرف منہ کرنا موجبات قبول میں سے ہے۔

۳۔ پ۱۹ س ۲۶۔ وَتَوَكَّلْ عَلَی الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ (۲۱۷) الَّذِیْ یَرٰىكَ
۲۱۷

اور آپ بھروسہ رکھئے بڑے قوت والے بڑے رحم

حِیْنَ تَقُوْمُ (۲۱۸) وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ (۲۱۹) اِنَّهٗ

والے (خدا) پر۔ جو آپ کو جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور نمازیوں کے ساتھ آپ کی

هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۲۲۰ ۝

نشست برخاست کو دیکھتا رہتا ہے۔ بیشک وہ بڑا ہی سننے والا بڑا جاننے والا ہے۔

۴۔ پ۲۹ س ۶۷۔ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ط اِنَّهٗ عَلِیْمٌ
آیت ۱۳

اور تم لوگ (خواہ) چھپا کر کہو یا پکار کر کہو، وہ دلوں تک

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (۱۳)
کی باتوں سے خوب آگاہ ہے۔

۵۔ ۱۴-۲۸۔ اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ط وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ۱۴
کیا وہی آگاہ نہ ہوگا جس نے پیدا کیا ہے۔ وہ تو (بڑا ہی) باریک بیں
اور (پورا) باخبر ہے۔

۶۔ پ ۳۰ س ۹۶۔ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی۔
آیت ۱۴ کیا اسے خبر نہیں کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔

نوٹ ۱۔ اس عنوان کے تحت جملہ آیت شامل نہیں۔

باب ۶

ذکر و شکر قادرِ مطلق

۱۔ پ ۲ س ۲۔ آیت ۱۵۲۔ فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ ۱۵
مجھے یاد کرتے رہو میں بھی تمہیں یاد کرتا رہوں گا اور میری
شکرگزاری کرتے رہو اور میری ناشکری نہ کرو۔

تفسیر۔ نمبر ۱ ..... یادِ الٰہی کسی خاص وقت کے ساتھ محدود و مقید نہیں۔ لکھتے پڑھتے۔ بولتے چالتے ـــ ملتے جلتے ـــ سوتے جاگتے ـــ سب میں رضائے الٰہی کو مقدم رکھنا یہی بندے کی طرف سے یادِ الٰہی ہے۔

نمبر ۲:۔ اللہ کا اپنے بندوں کی یاد کرنا یہی ہے کہ اُن پر دنیا و آخرت دونوں میں اپنے خصوصی فضل و کرم کی بارش کرتا رہے ...... فاذکرونی اور اذکرکم میں ضمیر متکلم کو صیغہ واحد میں لانا علامت تخصیص کی ہے..... بندہ اِدھر سے یاد میں لگا ہے

تو اُدھر سے بھی سرفرازی ہوتی رہے گی ..... اگر ذہن کے سامنے ان کا استحضار رہے تو بندے ذاکر و شاغل کو نہ کبھی تشویش ہو اور نہ بے حاصلی کی شکایت پیدا ہو۔

۳ :۔ توحید، ایمان و اسلام کے حقوق ادا کرتے رہنا یہی اللہ کی شکرگزاری کرتے رہنا ہے اور شکر کی بہترین تعریف یہ ہے کہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو اللہ ہی کے کاموں میں لگایا جائے۔

۴ :۔ کفر و شرک، الحاد، فسق، بدعت میں لگے رہنا یہی اللہ کی ناشکری اور اس کی نعمتوں سے کفران کرنا ہے ـــ اور ناشکری کا اصلی مفہوم یہی ہے کہ اللہ کے دیئے ہوئے قویٰ کو اللہ کی نافرمانی میں صرف کیا جائے۔ (ماجد)

۲ - ۱۷۲ - يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ

اے ایمان والو پاک چیزوں میں سے جو ہم نے تمہیں دے رکھی ہیں

وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۱۷۲

کھاؤ پیو اور اللہ کا شکر ادا کرتے رہو اگر تم خاص اسی کی بندگی کرنیوالے ہو۔

۳ - پ ۹ س ۷ - آیت ۲۰۵ - وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً

اور اپنے پروردگار کو اپنے دلمیں یاد کیا کرو عاجزی اور خوف

وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ

کے ساتھ نہ چلانے کی آواز سے صبح اور شام اور اہل غفلت میں نہ شامل

مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۲۰۵

ہو جانا۔

تفسیر :۔ بالغدو والاٰصال یعنی ہمیشہ ـ مقصود ان ہی دو وقتوں کا حصر نہیں ..... ذکر کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ غفلت نہ ہو یعنی فکراً اگرچہ اس میں زبان کی حرکت نہ ہو جلی نہ خفی۔

۴۔ پ ۹ س ۸۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ
آیت ۲
ایمان والے تو بس وہ ہوتے ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر
قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى
کیا جاتا ہے تو ان کے دل سہم جاتے ہیں اور جب انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ
رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (۲)
ان کا ایمان بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے پروردگار پر توکل رکھتے ہیں۔

تفسیر۔ نوٹ ۱۔ دل سہم جاتے ہیں یعنی عظمت الٰہی کے استحضار سے اور یہی حاصل ہے تقویٰ کا ــــ خوفِ خدا و خشیت کی تاکید اگلے صحیفوں میں بھی ہے۔

(الف) توراۃ ــــ خدا کہتا ہے کیا تم مجھ سے نہیں ڈرتے؟ کیا تم میرے حضور نہیں تھرتھراتے ہو؟ (یرمیاہ ــــ ۵:۲۲)

(ب) انجیل ــــ جو سرتاسر رحمت اور شفقت ہی کی کتاب سمجھی جاتی ہے اسمیں ہے "اے خداوند کون تجھ سے نہ ڈرے گا؟ اور کون تیرے نام کی بڑائی نہ کرے گا؟ کیونکہ صرف تو ہی قدوس ہے" (مکاشفہ ۱۵:۴) ماجد

۵۔ پ ۱۳ س ۱۳۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ
آیت ۲۸
(یعنی) وہ لوگ جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے انھیں اطمینان ہو گیا،
اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (۲۸)
خوب سن لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہو ہی جاتا ہے۔

تفسیر۔ نوٹ۔ اطمینان کے بھی مختلف درجے و مرتبے ہوتے ہیں۔ جس درجہ کا ذکر الٰہی ہوتا ہے اسی نسبت سے اطمینان قلب بھی حاصل ہوتا ہے۔ ذکر الٰہی کے آثار میں سے ایک تاثر خوف و خشیت کا ہے۔

۶۔ پ۲۵ س ۴۳۔ آیت ۳۶ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ
اور جو کوئی بھی (خدائے) رحمٰن کی نصیحت کی طرف سے اندھا بن
شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ (۳۶)
جائے ہم اُس پر ایک شیطان مسلّط کر دیتے ہیں سو وہ اس کے ساتھ رہتا ہے۔
آیت ۳۷۔ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ
اور وہ (شیاطین) اُن لوگوں کو راہ (راست) سے روکتے رہتے ہیں
اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (۳۷)
اور یہ (اپنے لئے) خیال کرتے رہتے ہیں کہ ہم راہ یاب ہیں۔

تفسیر، نوٹ (۱) انسان جب اپنے قصد و ارادے سے کجروی اختیار کر لیتا ہے تو قوائے شیطانی بھی خارج سے برابر اس کی کجروی و گمراہی کو تقویت پہونچاتے رہتے ہیں۔

نوٹ (۲) قرآن و ذکر الٰہی کی طرف سے ارادی غفلت ہی تسلّط شیطانی کا باعث ہوتی ہے تو اس مصیبت سے بچنے کا یہ کھلا ہوا علاج بھی نکل آیا کہ قرآن و ذکر کی جانب مشغولیٔ دوام۔

۷۔ پارہ ۲۸ س ۶۳۔ آیت ۹ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ
اے ایمان والو کہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں
وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ
اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو کوئی ایسا کرے گا تو وہی لوگ تو
هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۹۵
گھاٹے میں رہنے والے ہیں۔

۸۔ پ۲۸ س ۵۸۔ آیت ۱۹ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ
ان پر شیطان چھا گیا ہے سو اس نے انہیں اللہ کی یاد بھلا دی ہے

اُولٰٓئِکَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ
یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں   خوب سن لو کہ شیطان کا گروہ ٹوٹے ہی میں
هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (۱۹)
پڑ کر رہنے والا ہے۔

تفسیر:۔ (۱) ذکرِ الٰہی سے غفلت اور شیطانی تسلّط کی خاص علامت یہ ہے کہ انسان کو احکامِ الٰہی سے...... علماء و صلحا کی صحبت سے ...... رفتہ رفتہ وحشت و بیزاری ہونے لگتی ہے اور دل اہلِ غفلت کی صحبتوں میں غفلت و معصیت ہی کے شغلوں اور چرچوں میں لگنے لگتا ہے۔   (ماجد)

نوٹ:۔ اس عنوان کے تحت کم و بیش پچاس آیات میرے مسودہ میں درج ہیں ان میں سے چند کو شامل کیا گیا ہے۔

قرآن حکیم

(چند امور قابل ذکر)

۱۔ عنوان ہذا کے تحت وہ آیت قرآن حکیم یکجا کی گئی ہیں جو خود "قرآن حکیم کی بابت حق تعالیٰ جل شانہ' کی ارشاد فرمودہ ہیں۔ اور ان ہی آیت کریمہ کی بابت بھی ضمنی عنوانات قائم کرکے ان کو "توشہ آخرت حصہ اول" کے مسودہ میں شامل کیا گیا ہے۔ اس حصہ دوم کے اغراض کیلئے صرف چند عنوان اور ان میں صرف چند آیت تحریر کی گئی ہیں تاکہ اس حصہ دویم کا حجم زیادہ نہ ہو۔

۲۔ حصہ اول کے مسودہ کے ضمنی عنوانات کی فہرست حسب ذیل ہے۔

(۱) منزل من اللہ (۲) چیلنج (۳) لوح محفوظ (۴) ذریعہ نزول (۵) زمانہ نزول (۶) طریقہ نزول (۷) تلاوت اثر (۸) تلاوت نہ کرنے والے (۹) عظمت قرآن (۱۰) آداب قرآن (۱۱) حفاظت (۱۲) غور فکر تدبر (۱۳) اعراض بالقران (۱۴) ایمان بالقرآن (۱۵) اتباع (۱۶) اوصاف (۱۷) محکم متشابہ (۱۸) دلائل (۱۹) تبلیغ۔ (۲۰) راسخ العلم (۲۱) غرض مصلحت نزول (۲۲) قرآن وکتب سابقہ (۲۳) مخاطب رسول اکرم (۲۴) شہادت (۲۵) آیت (۲۶) جن (۲۷) فیصلہ (۲۸) تنسیخ (۲۹) بنی اسرائیل (۳۰) بازپرس (۳۱) کفر تکذیب (۳۲) اقوال منکرین (۳۳) منافق منکر (۳۴) جواب (۳۵) امتیاز (۳۶) وعدہ (۳۷) شفا۔

۳۔ قرآن حکیم کی تلاوت اور دوسروں کو پڑھانے سکھانے کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد ہے کہ

(۱) خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرانَ وَعَلَّمَهٗ

(ترجمہ) تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرآن کو پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے۔

(۲) اِنَّ اَفضَلَکُم مَن تَعَلَّمَ القرآنَ وَعَلَّمَہٗ

(ترجمہ) تم میں افضل وہ شخص ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے۔

(زبدۃ البخاری- ۱۱۹۰- ۱۱۹۱)

(۴) زبدۃ البخاری میں منقول حسب ذیل دو احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ (i) قرآن خوانی پر سکینت کا نزول ہوتا ہے (ii) قرآن حکیم پڑھے جانے کی آواز سنکر فرشتہ قریب آجاتے ہیں۔ عربی عبارت معہ ترجمہ حسب ذیل ہے۔

(زبدۃ البخاری)

صفحہ ۳۸۴ عن البراءِ۔

(۱) اِقرَاء فُلَانُ فَاِنَّھَا السَّکِینَۃُ تَنَزَّلَت لِلقُرآن

اے فلاں (شخص) پڑھے جاؤ کیونکہ یہ سکینت ہے

جو قرآن کے سبب نازل ہوتی ہے۔

صفحہ ۵۰۵ (۲) عن اُسَیدِ بن حُضَیرٍ۔

اِقرأ یا ابن حُضَیر اِقرأ یا ابن حضیر

وتدری ما ذاك قَالَ لَا قال تِلكَ الملائِکَۃُ دَنَت لِصَوتِكَ

آپ نے فرمایا ، اے حضیر کے بیٹے تم برابر پڑھے جاتے۔

...... تم کو معلوم ہے وہ کیا تھا۔ انہوں نے کہا مجھ کو معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا۔

...... وہ فرشتے تھے جو تمہاری آواز سن کر قریب آگئے تھے۔

۵۔ علامہ اقبالؒ کے مندرجہ ذیل چند اشعار بہت ہی سبق آموز اور پرتاثیر ہیں۔

(۱) گر تو میخواہی مسلماں زیستن

نیست ممکن جزبہ قرآں زیستن

(۲) برہمن از بتاں طاق خود آراست
تو قرآں را سرطاقے نہادی

(۳) صاحب قرآن و بے ذوق طلب
العجب ! ثم العجب !! ثم العجب

(۶) کسی اور شاعر کا مصرع ہے کہ :- "دیو بگریزد ازاں قوم کہ قراں خوانند"

(۷) یہ بھی کہا گیا ہے کہ " کل العلم فی القران لکن
تقاصر عنہ افہام الرجال"

اور کہ

"ذوق ایں بادہ ندانی بخدا تانہ چشی"

---

(۸) قرآن حکیم ۳۰ - پاروں پر مشتمل ہے اور سات منزلیں بھی متعین کی گئی ہیں منزلوں کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) منزل اول - سوا پانچ پارہ - پ۶ کے ربع تک
(۲) منزل دوم - پانچ پارہ - پ۱۱ کے ربع تک
(۳) منزل سوم - پونے چار پارہ - پ۱۴ کے ختم تک
(۴) منزل چہارم - سوا چار پارہ - پ۱۹ کے ربع تک
(۵) منزل پنجم - چار پارہ - پ۲۳ ربع سے کچھ کم تک
(۶) منزل ششم - ساڑھے تین پارہ - پ۲۶ ثلث سے کچھ زائد
(۷) منزل ہفتم - سوا چار پارہ - پ۳۰ کے ختم تک

(۹) ہر عمر کے خواندہ اشخاص کیلئے ازبس ضروری ہے کہ وہ بہت پابندی سے روزانہ قرآن حکیم کی تلاوت کیا کریں خواہ ایک دو رکوع ہی کیوں نہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا گیا کہ خدا کو کونسا عمل پسند ہے تو حضور صلعم نے فرمایا جو ہمیشہ کیا جائے چاہے تھوڑا ہی ہو۔ (تجرید بخاری ۲۰۹۴)

میرے ایک عزیز قریب (خدا ان کی مغفرت فرمائے) کا معمول تھا کہ وہ بغیر قرآن حکیم کی تلاوت کئے گھر سے باہر نہیں جایا کرتے تھے۔ ایک روز صبح کو وہ مجھ سے چند خاص مسائل کی بابت گفتگو کرنے میں اتنی دیر تک مشغول رہے کہ ان کے دفتر جانے کا وقت ہو گیا۔ کھانا رکھا رہا لیکن انہوں نے نہیں کھایا اور جلدی جلدی قرآن حکیم کے چند رکوع تلاوت کر کے دفتر کے لئے روانہ ہو گئے۔ اسی دوران مجھ سے اپنا اصول بیان کیا کہ وہ بغیر قرآن حکیم کی تلاوت کئے گھر سے باہر نہیں جاتے ہیں۔

قائد ملت نواب بہادر یار جنگ مرحوم کے حالات زندگی کی ایک کتاب میں میری نظر سے گذرا تھا کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ زمانہ طفلی میں جس روز وہ قرآن شریف کی تلاوت نہیں کرتے تھے اس دن ان کی نانی صاحبہ مرحومہ فرمایا کرتی تھیں کہ آج تم نے اللہ میاں سے باتیں نہیں کیں میں بھی تم سے بات نہیں کروں گی۔

اسی سلسلہ میں مجھ کو اپنی زندگی کا ایک واقعہ یاد آکر بہت خجالت اور تاسف ہوتا ہے۔

۲۴ء یا ۲۵ء کا واقعہ ہے کہ میں ریل گاڑی میں ایک لمبا سفر کر رہا تھا۔ ریل کے ڈبہ میں میرے علاوہ چند ہندو صاحبان اور ایک سکھ صاحب بھی شریک سفر تھے۔ ہندو صاحبان بہت ذی حیثیت تھے۔ رات گذر کر صبح کو ان ہندو صاحبان نے اور میں نے چار، نگائی اور جو ناشتہ ساتھ تھا وہ نکال کر رکھا۔ سکھ صاحب سے شرکت کیلئے کہا گیا لیکن وہ انکار کرتے رہے۔ جب زیادہ اصرار کیا گیا تو وہ اٹھے۔ منہ ہاتھ دھویا۔ جیب میں سے ایک کتاب نکالی مشکل سے پانچ دس منٹ اس کتاب کو پڑھا اور پھر ناشتہ میں شریک ہوئے۔ یہ سب دیکھ کر مجھے اپنی حالت پر افسوس ہوا۔ شرمندگی محسوس ہوئی جس کا اثر میرے قلب پر

آج تک ہے کہ میں نے نہ تو فجر کی نماز ادا کی اور نہ قرآن حکیم کی تلاوت کی۔

میں نے اپنے چند ذی حیثیت ہندو احباب کو بھی دیکھا ہے کہ وہ بغیر نہائے اور مختصر پوجا کئے کچھ کھایا نہیں کرتے تھے۔ افسوس صد افسوس کہ ہم نے شعار اسلامی کو ترک کر دیا لیکن پرانی تہذیب کے پیرو غیر مسلم اشخاص اب بھی اپنے اپنے مذہبی شعار کے پابند ہیں۔

دراصل اسی قسم کے امور ہی اس کتاب کو ترتیب دینے کے لئے وجہ تحریک ہوئے ہیں صدق دلی سے میری دعا ہے کہ باری تعالیٰ ہر خواندہ شخص کو قرآن حکیم کی تلاوت کرنے۔ معانی و مطالب سمجھنے نیز اس پر کاربند ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ غیر خواندہ اشخاص کیلئے بھی ضروری ہے کہ وہ دوسروں سے پڑھوا کر سنا کریں۔

باب ۷

کلام خالق کائنات ملک یوم الدین

قرآن حکیم

فصل ۱ منزل من اللہ

۱۔ پ۳ س ۳۔ آیت ۳ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ

اس نے (یہ) کتاب آپ پر نازل کی ہے قطعیت کے ساتھ ان کی

يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ (۳)

تصدیق کرنے والی جو اس سے پہلے آچکی ہیں اور اس نے اتارا تھا توریت اور انجیل کو

تفسیر (۱) تنزیل میں تدریج اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نازل ہونے کا تخیل ہے۔

(۲) بالحق۔ حق کے تحت میں حکمت بھی داخل ہے اور راستی بھی اور قوت دلائل بھی

اور یہ لفظ ہزل کے مقابل ہے۔

(۳) مصدقاً۔ قرآن نے بار بار صراحت کردی ہے کہ اس کا تعلق کتبِ قدیم سے تصدیق کا ہے۔

(۴) توراۃ۔ انجیل:۔ قرآن مجید کی اصطلاح میں دو مستقل آسمانی کتابوں کے نام ہیں اور قرآن تصدیق انکی کرتا ہے موجودہ بول چال میں توراۃ نام ہے متعدد صحیفوں کے مجموعہ کا...... لیکن ان میں سے کسی ایک صحیفہ کی بھی تنزیل لفظی کا دعویٰ کسی یہودی کو نہیں ہے۔ اسی طرح انجیل نام ہے متعدد صحیفوں کے مجموعہ کا جن میں حضرت مسیح سے متعلق مختلف گمنام اور بے نشان لوگوں کی جمع کی ہوئی حکایتیں، روائتیں اور ملفوظات لیکن ان میں سے کوئی صحیفہ بھی مسیحیوں کے عقیدہ میں آسمانی نہیں ہے بلکہ مسیحی صاف صاف کہتے ہیں کہ یہ مجموعہ "حواریوں" کے دور میں بلا ارادہ اور بلا توقع تیار ہو گیا۔ (ماجد)

ENCYCLOPAEDIA BRITTANICA-PT. III PAGE. 4

۲- پ۶ س۵ - آیت ۱۵ ...... قَدْ جَآءَكُم مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (۱۵)

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشنی اور واضح کتاب آچکی ہے۔

تفسیر:۔ نوٹ ۱ - نور سے اشارہ ہے رسالت محمدیؐ کی جانب اور کتاب مبین سے قرآن مجید کی طرف۔

۳- پ۱۲ س۱۲ - آیت ۱-۲ الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ (۱)

یہ ایک کتاب واضح کی آیتیں ہیں۔ بے شک ہم

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (۲)

نے اتارا ہے قرآن فصیح تاکہ تم (اسے) سمجھو۔

تفسیر۔ نوٹ ۱:۔ واضح یعنی ایسی کتاب کہ جسکی عملی تعلیمات میں کسی قسم کا خفا و ابہام نہیں

نوٹ ۲:۔ عربی کے معنٰی فصاحت سے بیان کرنے والے اور خود کلام فصیح و واضح

کے ہیں۔۔۔۔ خود عرب کا نام عرب اس لئے پڑا کہ وہ زبان فصیح کے مالک تھے۔

۴۔ پ۱۴ س ۱۵۔ آیت ۹ ۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (۹)

(اس) نصیحت نامہ کو ہم نے ہاں ہم ہی نے نازل کیا ہے اور ہم ہی

اس کے محافظ ہیں۔

تفسیر۔ نوٹ ۱:۔ مجرد یہ دعوے کہ یہ لفظ بہ لفظ کلام الٰہی ہے آج روئے زمین میں کسی

بھی دوسری کتاب کا نہیں۔ یہانتک کہ توریت اور انجیل کا بھی نہیں۔ قرآن اس دعوے

میں بالکل منفرد ہے۔

نوٹ ۲:۔ دنیا کے کتب خانے کسی دوسری کتاب کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہیں

جو ساڑھے تیرہ سو سال سے اپنے الفاظ، حروف، نقوش، سب کے لحاظ سے جوں کی توں

چلی آرہی ہو ــــ میور ــــ پامر ــــ آرنلڈ وغیرہ مشاہیر فرنگ کی رائیں حواشی تفسیر

انگریزی۔ (ماجد)

۵۔ پ۱۵ س ۱۸۔ آیت ۵۴۔ منزل ۴ ۔ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ

اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر قسم کے (عمدہ) مضمون طرح

مَثَلٍ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا (۵۴)

طرح سے بیان کئے ہیں اور انسان جھگڑنے میں سب سے بڑھ کر ہے۔

تفسیر۔ نوٹ ۱:۔ الانسان یعنی سرکش نافرمان انسان۔ محاورۂ قرآنی میں الانسان

اکثر موقعہ ذم ہی پر آیا ہے۔

۶۔ پ۱۸ س ۲۴۔ آیت ۱۔ النور منزل ۴ ۔ سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَا

(یہ ایک) سورۃ ہے کہ ہم (ہی) نے اس کو نازل کیا اور ہم

اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (۱)

(ہی) نے اس کو مقرر کیا اور ہم (ہی) نے اسمیں کھلی ہوئی آیتیں نازل کیں تاکہ تم سمجھو۔

تفسیر۔ نوٹ ۱۔ قرآن مجید تو ظاہر ہے کہ سارا کا سارا حق تعالیٰ ہی کا نازل کیا ہوا اور اس کے احکام اسی کے مقرر کیے ہوئے ہیں پھر یہاں خصوصیت کے ساتھ ان چیزوں کو اپنی جانب منسوب کرنے کے معنیٰ بجز اس کے اور کیا ہو سکتے ہیں کہ اس سورت اور اس کے مندرج احکام کی اہمیت خاص طور پر ذہن نشین کرائی جائے ـــــ حدیث صحیح میں بھی حکم آیا ہے کہ اپنی عورتوں کو سورۃ نور کی تعلیم دو۔

۷۔ پ ۲۹ س ۷۶۔ آیت ۲۳ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا (۲۳)

ہم ہی نے آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا کرکے اتارا ہے۔

تفسیر۔ نوٹ ۱۔ تدریجی تنزیل میں ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ آپ اسے تھوڑا ہی تھوڑا کرکے امت تک بسہولت پہونچاتے رہیے اور انھیں بھی قبول کرنے میں آسانی رہے۔

نوٹ ۱۔ اس عنوان کے تحت کم و بیش ۵۹ - آیات ہیں منجملہ ان کے صرف چند آیت مندرجہ بالا تحریر کرنے پر اکتفا کی گئی ہے۔

چیلنج

فصل ۲

۱۔ پ ۱ س ۲۔ آیت ۲۳ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰي عَبْدِنَا فَاْتُوْا

اور اگر تم اس کتاب ہی کے بارہ میں شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندہ پر

بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَاۗءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اتاری ہے تو کوئی ایک سورۃ اس جیسی تم بھی بنا لاؤ اور اپنے حمایتیوں کو بھی اللہ کے

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۲۳)

مقابلہ میں بلا لو اگر تم سچے ہو۔

پ۱ س ۲ آیت ۲۴ ۔ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي

اور اگر تم یہ نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو پھر اس آگ سے ڈرو جس کا

وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِينَ (۲۴)

ایندھن آدمی اور پتھر ہیں (اور) وہ کافروں کے لئے تیار کی ہوئی ہے۔

تفسیر نمبر ۱۔ قرآن کا سیدھا سادہ دعویٰ یہ ہے۔ اور اپنے اس دعوے پر دلیل اس نے کیسی قطعی اور عوام اور خواص دونوں کی سمجھ میں آجانے والی یہ پیش کر دی ہے کہ اگر کوئی اسے امکانِ بشری کے اندر سمجھتا ہے تو ذرا اُس کا ادنیٰ اور ہلکا نمونہ بھی سب کی متحدہ کوشش سے پیش کر دکھائے۔

نوٹ نمبر ۲۔ قرآن کے چیلنج کو ساڑھے تیرہ سو سال سے اوپر ہی ہو چکے ہیں اور دنیا کے کتب خانے اس کتاب سازی کے عہد میں قرآن کے برابر کیا معنیٰ تقریباً برابر کتاب سے بھی یکسر خالی ہیں۔

نوٹ:۔ اس عنوان کے تحت مزید آیت کا حوالہ حسب ذیل ہے۔

پ۱۱ س ۱۰۔ آیت ۳۸ ۔ پ۱۲ س ۱۱۔ آیت ۱۳۔ پ۱۵ س ۱۷۔ آیت ۸۸ —

پ۲۷ س ۵۲۔ آیت ۳۴۔

فصل ۳۔ تلاوت سماعت قرآن حکیم

اور

اس کے اثرات

۱۔ پ۷ س ۵۔ آیت ۸۳ وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرٰى أَعْيُنَهُمْ

اور جب وہ اس (کلام) کو سنتے ہیں جو پیغمبر پر اتارا گیا ہے تو

تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُولُونَ رَبَّنَا

آپ ان کی آنکھیں دیکھیں گے کہ ان سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ اس لئے کہ انھوں نے حق کو پہچان

اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (۸۳)

لیا وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو تو ہم کو بھی تصدیق کرنے والوں میں لکھ لے۔

تفسیر۔ نوٹ ۱:۔ یہ تصدیق کرنے والے کون لوگ تھے ؟..... اس سے مراد نجاشی شاہ حبش (متوفی ۹ھ ہجری) اور اس کے درباری ہیں ..... حضرت جعفر طیار نے نجاشی کی فرمائش پر سر دربار سورہ مریم کی آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ اس پر نجاشی اور اہل دربار متاثر ہو کر رو پڑے ..... اہل علم کا تاثر اسی قسم کا ہوتا ہے۔ وہ ہائے وائے نہیں کرتے البتہ ان کے آنسو چلنے لگتے ہیں ..... کلام حق سے متاثر ہو کر آبدیدہ ہونا اور گریہ طاری ہو جانا گویا سنت صالحین ہے۔ توریت میں ــ سب لوگ شریعت کی باتیں سن کر روتے تھے (نحمیاہ ۸: ۹) زیادہ ہنسی جس طرح غفلت کی دلیل ہے اسی طرح رقت قلب علامت عبرت پذیری اور بیداری روح کی ہے۔ الحق کا لفظ لانے میں ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ انجیل میں حضرت مسیح کی زبان سے جس آخری نبی کی پیش گوئی درج ہے اُسے تعبیر بھی "روح حق" ہی سے کیا ہے (یوحنا ۱۴: ۱۷-۱۶: ۱۳) ماجد

نوٹ ۲:۔ توریت اور انجیل کے حوالہ جات مندرجہ بالا کی تفصیل موجودہ کتب پرانا اور نیا عہد نامہ سے نقل کی جاتی ہے جو حسب ذیل ہے۔

(الف) عہد عتیق۔ نحمیاہ۔ NEHEMIAH - ۸: ۸-اور ۹ ..... اور لوگ اپنی اپنی جگہ کھڑے رہے اور انہوں نے اس کتاب یعنی خدا کی شریعت میں سے صاف آواز سے پڑھا پھر اس کے معنی بتائے اور ان کو عبارت سمجھادی ..... سب لوگوں سے کہا آج کا دن خداوند تمہارے خدا کے لئے مقدس ہے۔ نہ غم کرو نہ روؤ کیونکہ سب لوگ شریعت کی باتیں سنکر رونے لگے تھے"

(ب) عہد جدید۔ یوحنا St. JOHN - ۱۴: ۱۶-۱۷) " اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے یعنی سچائی کا روح .... اور تمہارے اندر ہوگا" ۱۶: ۱۳- لیکن جب وہ یعنی

سچائی کی روح آئیگا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا۔

۲۔ پ۱۵ س ۱۷۔ آیت ۱۰۶۔ بنی اسرائیل منزل ۴ — وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى

اور قرآن تو ہم نے اُسے جدا جدا رکھا ہے تاکہ آپ اُسے

مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا۔ (۱۰۶)

لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور ہم نے اُسے اتارا بھی تدریج سے ہے۔

تفسیر، نوٹ ۱۔ فرقنٰہ، یعنی اُسے سورتوں، آیتوں وغیرہ کے ذریعہ سے الگ الگ رکھا گیا ہے۔

نوٹ ۲۔ ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں یعنی تاکہ آپ کے اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے سے لوگ بآسانی فہم مطالب و استخراجِ مسائل کرسکیں۔

۳۔ پ۲۱ س ۲۹۔ آیت ۴۵ — اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ

جو کتاب آپ پر وحی کی گئی ہے اسے پڑھا کیجئے اور نماز کی پابندی رکھئے۔

تفسیر ۱۔ اُتل۔ یعنی قرآن کی تلاوت خود بھی کیجئے اور دوسروں کو بھی سنائیے ـــ علم، عمل پر مقدم ہوتا ہے۔ اس ترتیب کے مطابق یہاں تلاوتِ قرآن کو اقامت الصلوٰۃ پر مقدم رکھا ہے۔

۴۔ پ۲۲ س ۳۵۔ آیت ۲۹۔ فاطر، منزل ۵ — اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

بے شک جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے رہتے ہیں اور

وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً

نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے دیا ہے اسمیں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے

لَّنْ تَبُوْرَ (۲۹)

رہتے ہیں وہ ایسی تجارت کی آس لگائے ہوئے ہیں جو کبھی ماند نہ پڑے گی۔

تفسیر ۱۔ تجارت سے مراد ظاہر ہے کہ جنت کی ابدی اور غیر منقطع نعمتیں ہیں۔

۵۔ پ۲۳ س۳۹۔آیت ۲۳۔ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا
الزمر۔ منزل ۶
اللہ نے بہترین کلام نازل کیا ہے ایک کتاب باہم ملتی جلتی
مَّثَانِیَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ
ہوئی اور بار بار دہرائی ہوئی اس سے ان لوگوں کی جلد جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں
تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ ط
کانپ اٹھتی ہے۔ پھر ان کی جلد اور ان کے قلب اللہ کے ذکر کے لئے نرم ہو جاتے ہیں۔

تفسیر ۱:۔ یعنی وہ کتاب اللہ پر عمل کرنے لگتے ہیں اور اعمال قلب و اعمال جوارح میں خشوع و انقیاد کے ساتھ مشغول ہو جاتے ہیں۔

نوٹ ۲:۔ امام رازی لکھتے ہیں کہ ...... میں نے تو جب جب مطالب قرآنی پر غور و تدبر سے کام لیا جب ہی میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور دل کے اندر خشیت و ہیبت پیدا ہو گئی ...... میں سمجھتا ہوں کہ صراط مستقیم اسی قرآن کا نام ہے (ماجد)

۶۔ پ۲۹ س۷۳۔آیت ۴۔ ...... وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ط (۴)
المزمل۔ منزل ۷
اور قرآن خوب صاف صاف پڑھئے۔

تفسیر۔ نوٹ:۔ ترتیل کے معنیٰ لفظ کو منہ سے صاف طور پر ادا کرنے کے ہیں۔ ماجد
آیت ۲۰۔ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ط
سو تم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جا سکے پڑھ لیا کرو۔

نوٹ:۔ اس عنوان کے تحت کم و بیش تیرہ چودہ آیات ہیں منجملہ ان کے مندرجہ بالا چند آیات شامل کی گئی ہیں۔

فصل ۴ تلاوت نہ کرنے والے

پ۱۹ س ۲۵ ۔ وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا
آیت ۳۰
اور رسول کہیں گے کہ اے میرے پروردگار میری (اس) قوم نے
هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۔ ۳۰۔
اس قرآن کو بالکل نظر انداز کر رکھا تھا۔

تفسیر۔ نوٹ ۱۔ قرآن مجید سے تعلق واجب کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ قرآن کو قولاً و فعلاً تمام تر اپنے اوپر حاوی کر لیا جائے اور اگر یہ درجہ نہیں قائم ہے تو یا تو معصیت ہے اور یا بعض صورتوں میں صرف حجاب ۔ ماجد

نوٹ ۲۔ آیت میں اگرچہ مذکور صرف کافروں کا ہے تاہم قرآن کی تصدیق نہ کرنا اس میں تدبر نہ کرنا اسپر عمل نہ کرنا اس کی تلاوت نہ کرنا، اس کی تصحیح قرأت کی طرف توجہ نہ کرنا اس سے اعراض کر کے دوسری لغویات یا حقیر چیزوں کی طرف متوجہ ہونا یہ سب صورتیں درجہ بدرجہ ہجرانِ قرآن کے تحت میں داخل ہو سکتی ہیں ۔
(عثمانی)

فصل ۵ عظمت

۱۔ پ۲۷ س ۵۶ ۔ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌ ۝ فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝
آیت ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹
یہ ایک معزز قرآن ہے ایک محفوظ کتاب میں (پہلے سے درج)
لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝
جسے کوئی ہاتھ نہیں لگاتا بجز پاکوں کے۔

تفسیر۔ نوٹ ۱ کریم ۔ صفت قرآن کی ہے یعنی دنیوی و اُخروی ہر قسم کی صلاح و فلاح

کی تعلیمات سے لبریز۔

نوٹ ۲:۔ صوفیہ عارفین نے کہا ہے کہ اسرار و حقائق قرآن تک بھی وہی پہنچ سکتے ہیں جو ہوائے نفس کی آلودگیوں سے پاک اور طاہر ہوں۔ (ماجد)

۲۔ پ ۲۸ س ۵۹۔ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا
آیت ۲۱۔
اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تو، اس کو دیکھتا
مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۚ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا
کہ اللہ کے خوف سے دب جاتا، پھٹ جاتا، اور ہم عجب (موثر) مضمونوں کو لوگوں
لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۔۲۱۔
کیلئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سوچیں۔

فصل ۶ آداب قرآن

۱۔ پ ۹ س ۷۔ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا
آیت ۲۰۴
اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگایا کرو اور خاموش
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۔۲۰۴۔
رہا کرو تاکہ تم پر رحمت کیجائے۔

تفسیر ۱:۔ علماء حنفیہ نے اس کے مفہوم میں ..... نماز میں مقتدی کے لئے قرآنی سورۃ فاتحہ کی ممانعت بھی نکالی ہے۔

۲:۔ اَنْصِتُوْا ۔ انصات ایسی خاموشی کو کہتے ہیں جو سننے ہی کی غرض سے اور بطور آداب ہو۔

۲۔ پ ۱۴ س ۱۶۔ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۹۸
آیت ۹۸
تو جب آپ قرآن پڑھنے لگیں تو شیطان مردود (کے شر) سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجیے۔

فصل ۷۔ **غور۔ فکر۔ تدبر**

۱۔ پ۵ س۴۔ آیت ۸۲۔ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ط وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ (کلام) اللہ کے سوا کسی (اور)

لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا۔ ۸۲۔

کی طرف سے ہوتا تو اس کے اندر بڑا اختلاف پاتے۔

تفسیر۔ قرآن مجید نے اس آیت سے دنیا کے سامنے اپنی یکتائی کا ایک مستقل چیلنج پیش کر دیا کہ ہر طرح ٹھونک بجا کر دیکھ لو...... مضامین کی پستی بلندی عبارت کی ناہمواری کسی قسم کی کوئی کمی کوتاہی اس کے اندر نہ پاؤ گے اور یہی دلیل ہے اس کی کہ یہ بشر اور مخلوق کا کلام نہیں ہے۔

۲۔ پ۲۶ س۴۷۔ آیت ۲۴۔ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ۔ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۲۴

تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا دلوں پر قفل لگ رہے ہیں۔

تفسیر۔ قرآن مجید پر اگر وہ جذبۂ حق طلبی و انصاف کے ساتھ غور کرتے رہتے تو اس کے اعجازی مضامین ان پر یقیناً کشفِ حقائق کرکے رہتے۔

فصل ۸۔ **اوصاف**

۱۔ پ۱۱ س۱۰۔ آیت ۵۷۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

اے لوگو بالیقین تمہارے پاس نصیحت تمہارے پروردگار کے پاس

وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۵ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۵۷

سے آگئی ہے۔ اور شفا بھی (ان بیماریوں کے لئے) جو سینہ میں ہوتی ہیں اور ایمان والوں کے حق میں ہدایت اور رحمت ہے۔

تفسیر۔ نوٹ ۱:۔ یہاں قرآن مجید کے چار اوصاف بیان ہوئے ...... ان چار اوصاف کی تشریح میں صاحب روح نے بعض محققین کے حوالہ سے لکھا ہے کہ نفس انسانی کے لئے حصولِ کمال میں چار مرتبے یا منزلیں ہیں اور انہیں سے ہر لفظ ایک ایک مرتبہ یا منزل کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ (۱) پہلا مرتبہ: تہذیب ظاہر کا ــــ یعنی معاصی سے اور اعمالِ بد سے بچنے کا ہے: موعظۃ اسی مقصد کے لئے ہوتا ہے (۲) دوسرا مرتبہ ــــ تہذیب باطن کا۔ یعنی اخلاق ذمیمہ و عقائد فاسدہ سے بچنے کا: اس کو شفا لما فی الصدور سے تعبیر کیا گیا۔ (۳) تیسرا مرتبہ ــــ عقائد حقہ و اخلاقِ فاضلہ سے آراستہ ہونے کا ہے۔ یہ منزل ھدیٰ کی ہے (۴) چوتھا مرتبہ انوارِ الٰہی سے جگمگا اٹھنے کا ہے: اور یہ حاصل ہے مقامِ رحمت کا ــــ یا ایہا الناس ......

مخاطب ساری دنیا ہے۔ کوئی مخصوص قوم یا ملک نہیں: موعظۃ یعنی ایسی کتاب جو برائیوں سے روکنے اور نیکیوں کی ترغیب کے لئے ایک مکمل نصیحت نامہ ہے ...... شفاء لما فی الصدور: یعنی ایسی کتاب کہ اگر اس کی ہدایتوں پر عمل ہو تو ہر قسم کے امراضِ قلب اور عوارض باطن کو خواہ وہ انفرادی ہوں یا اجتماعی شفا ہو جائے......

لِلمومنین کی قید اس لئے کہ مومنین ہی تو اس کی ان صفات سے استفادہ کریں گے۔

۲۔ پ ۲۹ س ۶۹۔ آیت ۴۸ ـ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ

اور یہ (قرآن) بیشک نصیحت ہے متقیوں کے لئے۔

(۳) پ ۲۹ س ۷۴ ـ آیت ۵۴-۵۵ ـ كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۞

نہیں بلکہ یہ (قرآن ہی کافی) نصیحت ہے۔ سو جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے۔

تفسیر:۔ نوٹ ۱:۔ تذکرہ ــــ اسی قرآن ہی پر غور، تامل اور تدبّر سے پورا ایمان و ایقان حاصل ہو سکتا ہے۔

نوٹ ۲: جو شخص طلب و قصد رکھے قرآن مجید سے نصیحت حاصل کر سکتا ہے۔

اس فقرہ میں ارادۂ عبد، کسب و اختیار فعل کا اثبات ہو گیا۔

فصل ۹، دلیل صداقت و منزل من اللہ ہونیکی

۱- پ ۱۱ س ۱۰- قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ
آیت ۱۶
آپ کہدیجئے کہ اگر اللہ کی مشیت (یہی) ہوتی تو میں نہ تم کو یہ (کلام)
فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۱۶

پڑھ کر سنا سکتا اور نہ (اللہ) تم کو اس کی اطلاع کرتا اور پھر میں تو تمہارے درمیان اس کے قبل بھی اتنے حصہ عمر تک رہ چکا ہوں کیا تم عقل سے کام ہی نہیں لیتے۔

تفسیر: ۱۔ اس آیت سے قبل کی آیت میں جاہلیت عرب کے بڑے بڑے روشن خیال آپ سے فرمائش کرتے تھے کہ اسی تصنیف (قرآن) میں ہمارے نقطۂ نظر سے کانٹ چھانٹ کر دیجئے۔ اس کا جواب اس آیت میں مذکور ہے۔

نمبر ۲:۔ روشن خیالان عرب کی اسی فرمائش ترمیم کے جواب میں رسول اللہ صلعم کے جواب کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

(۱) اپنی عمر کے ۴۰، ۵۰ سال تمہاری آنکھوں کے سامنے گذار چکا ہوں۔ میرے تدین، راست بازی، صداقت شعاری پر تم سب گواہ ہو۔ کبھی کسی خفیف معاملہ میں بھی کذب و افترا سے مجھے کام لیتے تم نے دیکھا یا سنا ہے؟ پھر جب یہ نہیں تو اتنے بڑے افترا کی کہ اپنے کلام کو خدا کا کلام کہکر پکاروں آخر مجھے جرأت ہو ہی کیونکر سکتی ہے۔

(۲) تمہارے درمیان اپنی عمر کا اتنا بڑا حصہ گذار چکا ہوں۔۔۔۔۔ میری بولی میرے انداز کلام کو تم خوب اچھی طرح جان چکے۔ تمہیں قرآن میں اور میرے کلام میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔

نوٹ نمبر۳۔ قرآن کا یہ استدلال اپنے کلامِ الہٰی ہونے پر پورا وزن دار اوس وقت بھی تھا پھر جس وقت سے احادیثِ رسول مدوّن ہوگئیں اوس وقت سے تو اِس دلیل میں اور زیادہ جان پڑ گئی۔ حدیثوں کے چھوٹے بڑے مجموعے ..... صدیوں سے شائع چلے آرہے ہیں۔ کیا عقل کے اندھوں کو اتنا نظر نہیں آتا کہ جو زبان بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ کی ہے وہ قرآن کی ہے یا ہو سکتی ہے ..... اتنا نمایاں اور واضح فرق بھی کیا شام مصر، فلسطین، عراق وغیرہ کے اہلِ زبان یہود اور نصرانیوں کو نہیں سجھائی دیتا۔

۲۔ پ۱۴ س ۱۶۔ آیت ۱۰۳ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ
اور ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ انھیں تو ایک آدمی سکھلا
بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ
جاتا ہے (حالانکہ) جس شخص کی جانب اس کی ناحق نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی
عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۔ ۱۰۳
ہے اور یہ (کلام) تو فصیح عربی زبان (میں) ہے۔

تفسیر۔ نوٹ نمبر۱۔ ایک آدمی سکھلا جاتا ہے، مراد یہ ہے کہ ایک نومسلم رومی نصرانی غلام تھا۔ انجیل وغیرہ سے واقف رسول اللہ صلعم کی باتوں کو شروع ہی سے توجہ اور دلچسپی کے ساتھ سنتا تھا تو آپ بھی کبھی کبھی اس کے پاس جا بیٹھتے تھے۔ تو بس اتنی سی بات پر عقل کے دشمنوں کو شگوفہ ہاتھ آگیا۔

نوٹ نمبر۲۔ قرآن کے حیرت انگیز اثر، اس کے اعلیٰ مطالب اس کی حکیمانہ تعلیمات، اس کی معجزانہ بلاغت کو دیکھتے تو یہ کہہ اٹھتے کہ یہ اِن صاحب کا کلام نہیں ہو سکتا کوئی نہ کوئی " انہیں سکھاتا ضرور ہے اور اب ان کا حمق اس " کوئی نہ کوئی " کی تلاش کرنے لگتا اور اِس بدحواسی میں کبھی اِس کا نام لے دیتے کبھی اُس کا۔ ہر طرف

ٹھو کریں کھاتے رہتے"

نوٹ ۳:۔ عرب کے اہلِ زبان سے خطاب ہے..... کہ اس بے انتہا بلیغ کلام کو منسوب ایسے شخص کی جانب کر رہے ہو جو سرے سے اہلِ زبان تک نہیں۔

نوٹ ۴:۔ اعجمی ـــــ وہ ہے جو صاف گفتگو اور اظہار مافی الضمیر پر قادر نہو خواہ نسلاً عربی ہی ہو۔

فصل ۱۰ جن

۱۔ پ ۲۶ س ۴۶۔ آیت ۲۹ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ

اور (اس وقت کا ذکر کیجئے) جب ہم جنّات کی ایک جماعت کو آپ

فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ

کی طرف لے آئے جو قرآن سننے لگے تھے۔ غرض جب وہ لوگ آپ کے پاس آپہونچے تو کہنے لگے

مُّنْذِرِيْنَ ۔ ۲۹

کہ خاموش رہو پھر جب وہ ختم ہو چکا تو وہ لوگ اپنی قوم کے پاس ڈرانے کے لئے گئے۔

تفسیر۔ نوٹ ۱:۔ شانِ نزول کی روایتوں میں آتا ہے کہ یہ اوس وقت کا ذکر ہے جبکہ رسول اللہ صلعم اپنے قیام مکہ کے زمانہ میں طائف تبلیغِ دعوت کے لئے تشریف لے گئے تھے اور بظاہر وہاں سے بالکل ناکام اور شکستہ خاطر واپس آرہے تھے۔ شب کے وقت نخلہ میں آپ قران مجید نماز میں بآواز بلند پڑھ رہے تھے کہ جنّات کی جماعت کا اُدھر سے گزر ہوا اور وہ قران سننے لگے۔

نوٹ ۲:۔ ڈرانے کے لئے جانے سے مراد یہ ہے کہ قرآن کی اہمیت سے مطلع کرنے اور اس کے احکام کی نافرمانی کے نتائج سے خبردار کرنے کے لئے۔

نوٹ ۳:۔ جملہ تفاسیر۔ تفسیر ماجدی سے نقل کی گئی ہیں۔

باب ۸

دُعائیں

(۱) سورہ فاتحہ۔ آیت ۵-۶-۷ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیْنَ
چلا ہم کو سیدھا راستہ۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا
اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ؏
ہے۔ نہ اُن لوگوں کا (راستہ) جو زیرِ عذاب آچکے ہیں اور نہ بھٹکے ہوؤں کا۔

(۲) پ۱ س ۲۔ آیت ۱۲۷ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۱۲۷
(اور [وہ وقت بھی یاد رکھنے کے قابل ہے] جب ابراہیم اور اسمٰعیل خانہ (کعبہ) کی بنیادیں بلند کر رہے تھے) ۔ اے ہمارے پروردگار ہم سے (یہ) قبول کر یقیناً تو ہی [سب کچھ] سننے والا ہے۔ [سب کچھ] جاننے والا ہے۔

(۳) پ۲ س ۲۔ آیت ۲۰۱ (وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ) رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا
(اور کوئی ان میں سے ایسے ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ) اے پروردگار
حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ ۲۰۱
ہمارے ہم کو دنیا میں [بھی] بہتری دے اور آخرت میں [بھی] بہتری؛ اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچائے رکھنا۔

(۴) پ۳ س ۲۔ آیت ۲۸۶ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ
اے ہمارے پروردگار ہم پر گرفت نہ کر اگر ہم بھول جائیں یا چوک
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ
جائیں اے ہمارے پروردگار ہم پر بوجھ نہ ڈال جیسا تو نے ڈالا تھا۔ ان لوگوں پر
مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ

جو ہم سے پیشتر تھے۔ اے ہمارے پروردگار ہم سے وہ اٹھوا جس کی برداشت

وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا

ہم سے نہ ہو اور ہم سے درگزر کر اور ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم کر تو ہی ہمارا

عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ؕ

کارساز ہے۔ سو ہم کو غالب کر کافر لوگوں پر۔

(۵) پ۳ س ۳ آیت ۸ ۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ

اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو کج نہ کر بعد اس کے کہ تو ہمیں

هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

سیدھی راہ دکھا چکا اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت عطا کر بے شک تو ہی بڑا عطا کرنیوالا ہے

(۶) پ۴ س ۳ آیت ۱۹۳ ۔ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا

اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم سے ہماری

سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۔

خطاؤں کو زائل کر دے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ موت دے۔

(۷) پ۸ س ۷ آیت ۲۳ ۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ

اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر [بڑا] ظلم کیا اور اگر تو ہماری

تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۔ ۲۳

مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو یقیناً ہم گھاٹا اٹھانے والوں میں ہو جائیں گے۔

(۸) پ۱۵ س ۱۸ آیت ۱۰ ۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا

اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنے پاس سے رحمت [وفضل] عطا کر اور

مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۔ ۱۰

ہمارے لیے (اس) کام میں درستی کا سامان کر دے۔

(۹) پ ۱۶ س ۲۰ - (وَقُلْ) رَّبِّ زِدْنِی عِلْمًا۔
۱۱۴

[اور آپ کہتے کہ] اے میرے پروردگار بڑھا دے میرے علم کو۔

(۱۰) پ ۱۷ س ۲۱ - ۸۳ - (وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗٓ) اَنِّیْ مَسَّنِیَ

(اور ایوب کا تذکرہ کیجئے جبکہ انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا

الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔

کہ) مجھ کو تکلیف پہونچ رہی ہے۔ اور تو تو سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔

تفسیر نمبر ۱: توریت میں حضرت ایوب کے متعلق تفصیل سے لکھا ہے کہ وہ طرح طرح کی نعمتوں سے نوازے گئے تھے۔ اور پھر ان پر یک بیک مصائب ٹوٹ پڑے اس حالت میں حضرت ایوب نے کہا تو صرف اتنا کہا کہ۔ خداوند نے دیا اور خداوند نے لیا۔ خداوند کا نام مبارک ہے۔ اس سارے مقدمہ میں حضرت ایوب نے گناہ نہ کیا اور نہ خدا پر...... عیب لگایا (ایوب۔ ۱: ۲۱ - ۲۲)

نمبر ۲: پیغمبر ہونے کے ساتھ ہی ساتھ آپ امیر کبیر بھی تھے، اور کثیر الاولاد بھی توریت میں ہے "کہ اہل مشرق میں ایسا مالدار کوئی نہ تھا۔ (ایوب۔ ۱: ۱ - ۳)

نمبر ۳: اس کے بعد آیت ۸۴ میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے "سو ہم نے ان کی دعا قبول کر لی اور انہیں جو تکلیف تھی اس کو دور کر دیا......

(۱۱) پ ۱۷ س ۲۱ - (حضرت یونس) لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ
۸۷

تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہی (سب نقائص سے)

کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

پاک ہے۔ بیشک میں ہی قصوروار ہوں۔

(۱۲) پ ۱۸ س ۲۳ - (وَقُلْ) رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ
آیت ۱۱۸

(اور آپ کہئے کہ) اے میرے پروردگار میری مغفرت کر اور میرے اوپر

الرّٰحِمِیۡنَ۔

رحم کر اور تو، تو سب رحم کرنیوالوں سے بڑھ کر ہے۔

(۱۳) پ۱۹ س ۲۵ آیت ۷۴۔ رَبَّنَا ھَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا

اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کیطرف

قُرَّةَ اَعۡیُنٍ وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا۔ ۷۴

سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہم کو پرہیزگاروں کا سردار بنا دے۔

(۱۴) پ۲۷ س ۵۴ آیت ۱۰۔ (حضرت نوحؑ) اَنِّیۡ مَغۡلُوۡبٌ فَانۡتَصِرۡ

میں درماندہ ہوں سو تو، بدلہ لے لے۔

نوٹ ۱:۔ قرآن حکیم میں کم و بیش اسی دعائیں ہیں منجملہ ان کے صرف چند دعائیں نقل کی گئی ہیں۔

۲:۔ ان کے علاوہ ایسی دعاؤں کی تعداد کم و بیش ۲۲ ہے جس سے دعا کی مقبولی کی بابت ارشاد باری ہے۔

مثلاً حضرت موسیٰؑ کی دعا کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ "قَدۡ اُجِیۡبَتۡ دَّعۡوَتُکُمَا......" ترجمہ کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی" پارہ ۱۱ س ۱۰ آیت ۸۹

۳:۔ عرصہ سے میرا یہ معمول ہے کہ تلاوت قرآن حکیم کے دوران جب اس قسم کی آیت کی تلاوت کرتا ہوں تو اپنے مقاصد کے لئے بھی دعا کر لیتا ہوں۔

۴:۔ بعض نبی۔ اور پیغمبر علیہ السلام کی بددعاؤں کی تعداد میرے شمار کے مطابق ۶ سے کچھ زائد ہے۔

مثلاً "وَقَالَ نُوۡحٌ رَّبِّ لَا تَذَرۡ عَلَی الۡاَرۡضِ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ دَیَّارًا"

ترجمہ:۔ اور نوح نے یہ بھی عرض کی اے میرے پروردگار زمین پر کافروں میں سے ایک ایک باشندہ بھی (جیتا) مت چھوڑ۔

۵ ۔ اسی سلسلہ میں ابوجہل کی دُعا کا ذکر خالی از دلچسپی نہ ہوگا پ ۹ س ۸ ۔ آیت ۳۲

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (۳۲) ترجمہ موضح القرآن ۔

اور جب کہنے لگے کہ یا اللہ اگر یہی دینِ حق ہے تیرے پاس سے تو ہم پر برسا پتھر آسمان سے یا لا ہم پر دُکھ کی مار۔ تفسیر موضح القرآن "ابوجہل جب مکہ سے نکلنے لگا تو یہی دعا کی کعبہ کے سامنے وہی پیش آئی"

۶ ۔ توشہ آخرت حصہ اول کے مسودہ میں اس باب کی تکمیل کی گئی ہے ۔

باب ۹

غیر خدا سے طلب اعانت

۱۔ پ ۷ س ۶ منزل ۲ آیت ۴۰ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ

ذرا غور کر کے بتاؤ اگر کبھی تم پر اللہ کی طرف سے کوئی بڑی مصیبت آجاتی

السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۴۰

ہے یا آخری گھڑی آپہنچتی ہے تو کیا اس وقت تم اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہو؟ بولو اگر تم سچے ہو۔

آیت ۴۱ ۔ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ

اس وقت تم اللہ ہی کو پکارتے ہو پھر اگر وہ چاہتا ہے تو اس مصیبت کو تم

اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۴۱

پر سے ٹال دیتا ہے ایسے موقعوں پر تم اپنے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کو بھول جاتے ہو۔

نوٹ ۱۔ ترجمہ تفہیم القرآن جلد ۱

تفسیر، نوٹ ۱۔ جب انسان پر کوئی بڑی آفت آجاتی ہے یا موت اپنی بھیانک صورت کے ساتھ سامنے آکھڑی ہوتی ہے اس وقت ایک خدا کے دامن کے سوا کوئی دوسری پناہ گاہ اُسے نظر نہیں آتی ۔۔۔ خدا پرستی اور توحید کی شہادت ہر انسان کے نفس میں موجود ہے جس پر غفلت و جہالت نے خواہ کتنے ہی پردے ڈال دیئے ہوں۔ مگر پھر بھی کبھی نہ کبھی وہ اُبھر کر سامنے آجاتی ہے۔

ابو جہل کے بیٹے عکرمہ کو اسی نشانی کے مشاہدے سے ایمان کی توفیق نصیب ہوئی جب مکہ معظمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر فتح ہوگیا تو جدہ کیطرف بھاگے اور ایک کشتی پر سوار ہو کر حبش کی راہ لی۔ راستہ میں سخت طوفان آیا اور کشتی خطرہ میں پڑ گئی۔ اول اول تو دیویوں اور دیوتاؤں کو پکارا جاتا رہا۔ مگر جب طوفان کی شدت بڑھی اور مسافروں کو یقین ہوگیا کہ اب کشتی ڈوب جائے گی تو سب کہنے لگے کہ یہ وقت اللہ کے سوا کسی کو پکارنے کا نہیں ہے۔ وہی چاہے تو ہم بچ سکتے ہیں۔ اس وقت عکرمہ کی آنکھیں کھلیں اور ان کے دل نے آواز دی کہ اگر یہاں اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں تو کہیں اور کیوں ہو۔ یہی وہ بات ہے جو اللہ کا وہ نیک بندہ ہمیں بیس برس سے سمجھا رہا ہے اور ہم خواہ مخواہ اس سے لڑ رہے ہیں۔ یہ عکرمہ کی زندگی میں فیصلہ کن لمحہ تھا۔ انہوں نے اسی وقت خدا سے عہد کیا کہ اگر میں اس طوفان سے بچ گیا تو سیدھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤں گا اور ان کے ہاتھ میں ہاتھ دیدوں گا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اس عہد کو پورا کیا اور بعد میں آکر نہ صرف مسلمان ہوئے بلکہ اپنی بقیہ عمر اسلام کے لیے جہاد کرتے گذاری۔

(مودودی)

۲۔ پ س ۷۔ آیت ۷۱ منزل ۲ (ترجمہ مودودی۔ تفہیم القران جلد ۲ صفحہ ۴۶)

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ط

اس نے کہا تمہارے رب کی پھٹکار تم پر پڑ گئی اور اس کا غضب ٹوٹ پڑا۔ کیا

أَتُجَادِلُونَنِي فِي أَسْمَاءٍ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا نَزَّلَ

تم مجھ سے ان ناموں پر جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں اور جن کیلئے

اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ط

اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی ہے۔

تفسیر۔ نوٹ ۱:۔ حضرت ہود علیہ السلام کا اپنی قوم کو جواب۔

۲:۔ حاشیہ ۵۴۔ (مودودی)

یعنی تم کسی کو بارش کا اور کسی کو ہوا کا اور کسی کو دولت کا اور کسی کو بیماری کا رب کہتے ہو حالانکہ ان میں سے کوئی بھی فی الحقیقت کسی چیز کا رب نہیں ہے۔

۳:۔ مولانا مودودی نے موجودہ زمانہ کی مثالیں بھی تحریر کی ہیں کہ انسانوں کو کیا کیا لقب دیئے گئے ہیں۔

۳۔ پ ۹ س ۷۔ آیت ۱۹۴ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ

بیشک جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ تمہارے ہی جیسے بندے ہیں

فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۱۹۴

سو اگر تم سچے ہو تو تم انہیں پکارو پھر ان کو چاہیے تمہیں جواب دیں۔

تفسیر ۱:۔ اشارہ ہے جاہلی قوموں کے دیوتاؤں سورج، چاند، زہرہ، مشتری

آکاش دیوتا وغیرہ کی جانب۔

۲۔ فادعوھم میں دعاء سے مراد ان سے طلب نفع و دفع ضرر چاہنا ہے۔ ماجد

۳۔ ندائے غیر اللہ بطور استغاثہ آیت کی رو سے ناجائز ثابت ہو رہی ہے۔ (تھانوی)

۴۔ پ۱۱ س۱۰ آیت ۲۲ ۔ هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا كُنتُمْ

وہ وہی (اللہ) ہے جو تم کو خشکی اور سمندر میں لئے لئے پھرتا ہے چنانچہ

فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَ

جب تم کشتی میں سوار ہوتے ہو اور وہ (کشتیاں) لوگوں کو ہوائے موافق کے ذریعہ سے لیکر چلتی ہیں اور

تْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا

وہ لوگ اس سے خوش ہوتے ہیں کہ (ناگہاں) ایک تیز ہوا کا آتا ہے اور ان کے اوپر ہر طرف سے موجیں

أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ

اٹھتی چلی آتی ہیں اور وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ (بس اب) ہم گھر گئے (تو اس وقت) اللہ کو اس کے ساتھ

أَنجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ (۲۲)

اعتقاد کو (بالکل) خالص کرکے پکارتے ہیں (کہ) اگر تو نے ہمیں اس (مصیبت) سے نجات دلادی تو ہم یقیناً بڑے شکر گذار ہوں گے۔

تفسیر۔ نوٹ ۱۔ علامہ آلوسیؒ بغدادی صاحب تفسیر روح المعانی نے اس مقام پر کچھ دور تک اپنی ملت کے حال زار پر نوحہ و ماتم کیا ہے کہ مشرکین تک ایسے موقع پر خدائے واحد قدوس کو پکارنے لگتے ہیں ہم لوگوں میں کوئی فلاں بزرگ کو پکارتا ہے کوئی فلاں شیخ کے نام کی دہائی دینے لگتا ہے سو خدا کے لئے فیصلہ کیجئے کہ ہم اس لحاظ سے مشرکوں سے بھی ابتر ہو چکے ہیں یا نہیں....

......ہمارے ملک کے......نعرہ لگانے والے ذرا اپنے اپنے انجام پر غور کریں۔ منقول ہے کہ کسی نے حضرت جعفر صادقؒ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ پروردگار عالم کی بابت کچھ مجھے ارشاد فرمایئے آپ نے کہا تم کیا کرتے

ہو؟ اس نے کہا کہ تجارت بحری میرا پیشہ ہے آپ نے فرمایا اچھا تم اس کا کچھ حال بیان کرو
اس نے کہا کہ ایک بار میری کشتی عین دریا میں ٹوٹ گئی اور میں ایک تختہ پر بیٹھا ہوا بہا جا رہا
تھا کہ ہوائے تند و تیز کا تھپیڑا آیا۔ آپ نے فرمایا اچھا بتاؤ اس وقت تمہارے دل میں خشوع
و شکستگی کی کیفیت پیدا ہوئی تھی اس نے کہا بیشک ؟ — آپ نے فرمایا کہ جس کی طرف
تمہاری تضرع و شکستگی نے رخ کیا تھا بس وہی تو پروردگار عالم ہے۔ (ساجد)

۵۔ پ۱۵ س ۱۷۔ آیت ۲ وَ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰہُ ھُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ؕ (۲)

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی اور ہم نے اس (کتاب) کو بنی اسرائیل کے لئے (ذریعہ) ہدایت بنایا تھا کہ کہیں میرے سوا (اور) کو کارساز مت قرار دے لینا۔

تفسیر:۔ توریت موجودہ میں اب تک متعدد آیتیں تعلیم توحید کی مل رہی ہیں۔

۶۔ پ۱۵ س ۱۷۔ آیت ۵۶ منزل ۴ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ فَلَا یَمْلِکُوْنَ کَشْفَ الضُّرِّ عَنْکُمْ وَلَا تَحْوِیْلًا (۵۶)

آپ کہئے تم جن کو اللہ کے سوا (معبود) قرار دے رہے ہو ذرا ان کو پکارو تو بھی سو نہ وہ تم سے تکلیف دور ہی کر سکتے ہیں اور نہ (اسے) بدل سکتے ہیں۔

تفسیر۔ نوٹ:۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا ہی شرک نہیں بلکہ خدا کے سوا کسی دوسری ہستی سے دعا مانگنا یا اس کو مدد کے لئے پکارنا بھی شرک ہے دعا اور استمداد و استعانت اپنی حقیقت کے اعتبار سے عبادت ہی ہیں اور غیر اللہ سے مناجات کرنے والا ویسا ہی مجرم ہے جیسا ایک بت پرست مجرم ہے۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کو بھی کچھ اختیارات حاصل نہیں ہیں۔ نہ کوئی دوسرا کسی مصیبت کو ٹال سکتا ہے نہ کسی بری حالت کو اچھی حالت میں بدل سکتا ہے۔

(مودودی)

خدائے واحد کے سوا کسی اور سے طلب اعانت

۷۔ پ ۲۳ س ۳۹ آیت ۳۔ منزل ۶ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ

یاد رکھو عبادت خالص اللہ ہی کیلئے ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اور

دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ

شرکا تجویز کر رکھے ہیں (کہ) ہم تو ان کی پرستش بس اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو خدا کا مقرب بنا دیں

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ

بیشک اللہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا جس بات میں یہ باہم اختلاف کر رہے ہیں بیشک

مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ (۳)

اللہ اسے راہ پر نہیں لاتا جو جھوٹا ہو ناشکرا ہو۔

تفسیر۔ نوٹ ۱۔ آیت کا مضمون ہم سلمانوں کے بہت ڈرنے کا ہے۔ پیروں۔ بزرگوں۔ اولیاء وصالحین کو زندگی کے مختلف شعبوں میں (رزق دلانے میں شفا بخشنے میں مقدمہ جتا دینے میں۔ وغیرہ) حاکم و متصرف سمجھ لینے کا عقیدہ ہمارے اندر بھی کس کثرت و شدت سے شائع ہو گیا ہے ...... فقہا نے لکھا ہے کہ غیر اللہ کی عبادت بہر صورت حرام ہے خواہ بطور توسل اور بہ گمان رضا الٰہی ہی ہو .... توسل غیر اللہ اگر درجہ تدبیر میں ہو تو بالکل جائز ہے۔ مثلاً مریض کا دوا پینا یا اہل حاجت کا حکام و امراء سے رجوع کرنا۔ لیکن اگر کسی کو فاعل حقیقی قادر نافع و ضار سمجھ کر دعا کی یا کرائی تو یہ صریح حرام ہے۔ (ماجد)

نوٹ ۲۔ علماء محققین نے کہا ہے کہ توفیق الٰہی مومن راست باز کے لئے ہے نہ کہ کافر حیلہ باز کے لئے۔ (ماجد)

باب ۱۰

بارگاہ ایزدی میں سفارش

پ ۱۱ س ۱۰ آیت ۱۸۔ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا
منزل ۳

یہ اللہ کے سوا ایسی چیز کی عبادت کرتے ہیں جو ان کو نہ نقصان

يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ ۚ

پہنچا سکیں اور نہ نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔

قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ

آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو (اللہ کو) معلوم نہیں نہ آسمانوں

سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۱۸

میں اور نہ زمین میں وہ پاک اور برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے۔

تفسیر:۔

"......مشرک قوموں......کا جھوٹا عذر کہ ہم دیوتاؤں کو......
متصرف......تھوڑے مانتے ہیں......ان کی حیثیت......شفیع کی مانتے
ھیں......

ہمارے زمانے کے اہل بدعات کا بھی کچھ ایسا ہی عقیدہ ہے کہ اگر قبور اکابر کی تعظیم مفرط کی جائے گی تو یہ اکابر صالحین اپنے پرستاروں کے حق میں شافع و شفیع بن جائیں گے......یہ بلا اس امت پر......امام رازی متوفی ۶۰۶ کے زمانہ سے مسلط ہے......جو چیز اللہ کے علم میں نہیں تو اس کا وجود ہی باطل ہے۔ (ماجد)

باب ۱۱

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

چہ غم دیوار امت را کہ دارد چوں تو پشتیباں

۱۔ پ س ۲۔ إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَّنَذِيرًا ۙ وَّلَا تُسْـَٔلُ
آیت ۱۱۹
ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا
عَنْ أَصْحٰبِ الْجَحِيمِ (۱۱۹)
بنا کر اور آپ سے اہلِ دوزخ کی بابت کچھ بھی پوچھ نہ ہو گی۔

تفسیر ۱۔ بشیر..... مومنین متّبعین کے حق میں کہ جو آپ کے پیغام کو مان لیں گے۔ اُن سے دنیا و آخرت دونوں کی فلاح کا وعدہ ہے۔

نمبر ۲۔ نذیر..... منکروں اور سرکشوں کے حق میں کہ جو آپ کے پیام سے بغاوت کریں گے ان کی آخرت تو یقیناً اور دنیا اکثر تباہ ہو کر رہے گی۔

لطف و قہر او سراپا رحمتے
آں بیاراں ایں بہ اعدا رحمتے (اقبال)

پ س ۲۔ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصٰرٰى
آیت ۱۲۰
اور آپ سے یہود و نصاریٰ ہرگز خوش نہ ہوں گے جبتک
حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۗ
کہ آپ ان کے مذہب کے پیرو نہ ہو جائیں۔ آپ کہدیجئے کہ اللہ کی [بتلائی
وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ
ہوئی] تو راہ بس وہی ہے اور اگر آپ بعد اس علم کے جو آپ کو پہونچ چکا ہے انکی خواہشوں
مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيرٍ (۱۲۰)
کی پیروی کرنے لگے تو آپ کیلئے اللہ [کی گرفت] کے مقابلہ میں نہ کوئی یار ہو گا نہ مددگار۔

تفسیر نوٹ ۱:۔ ھدی اللہ۔۔۔ اللہ کی بتلائی ہوئی راہ کا نام طریق اسلام ہے۔

نوٹ ۲:۔ العلم۔ مراد علم وحی ہے۔

نوٹ ۳:۔ رسول اللہ صلعم کو مخاطب کر کے یہ بات محض بطور فرض کے کہی گئی ہے۔۔۔۔ اس طرزِ تخاطب سے مقصود بھی غالباً مسئلہ کی اہمیت پر زور دینا ہے منکروں کی طرف میلان پر اتنا تشدد جب خود رسول اللہ صلعم کے ساتھ ہے تو دوسروں کا کیا ذکر ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہاں خطاب رسول اللہ صلعم سے صرف لفظاً ہے ورنہ مراد امت ہی ہے اور اصل حکم اسی کو ہے۔

۲۔ پ۲ س۲۔ آیت ۱۵۱ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا

جیسے ہم نے تمہارے درمیان ایک رسول تم ہی میں سے بھیجا جو تمہارے

وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا

روبرو ہماری آیتیں پڑھتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا

تَعْلَمُوْنَ۔

ہے اور تمہیں اُس کی تعلیم دیتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔

۳۔ پ۳ س۳۔ آیت ۳۱ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۳۱)

سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

آیت ۳۲۔ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ

آپ کہہ دیجئے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اس پر بھی اگر وہ

اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ (۳۲)

روگرداں رہیں تو اللہ کافروں سے محبت نہیں رکھتا۔

تفسیر۔ نوٹ نمبر ۲:۔ ...... محبت الٰہی کے دعوے کی جانچ کے لئے کیا اچھا معیار بتادیا گیا یعنی اتباع رسول جو جتنا زیادہ متبع رسول ہوگا اسی قدر اس کی محبت الٰہی مسلم و معتبر ہوگی ......

نوٹ نمبر ۲:۔ فاتبعونی ...... یہ طریقہ جو پچھلوں کو بتایا گیا یہی آوازِ اگلوں کے کان میں ڈالدی گئی۔ حضرت مسیحؑ کے جو الفاظ اناجیل مروّجہ میں نقل ہوئے ہیں حسب ذیل ہیں: اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کروگے اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے" [یوحنا ۱۴: ۱۵، ۱۴] یہ مددگار کا لفظ اردو انجیلوں کے متن میں حاشیہ پر وکیل اور شفیع دونوں لفظ درج ہیں گویا اصل یونانی لفظ کے یہ سب معنیٰ ہو سکتے ہیں انگریزی انجیل میں لفظ [COMFORTER یعنی] "کمفرٹر" آیا ہے جس کے معنیٰ تسلی دہندہ کے ہیں۔ تو چوتھا مفہوم اس لفظ کا یہ ہوا۔ بہرحال وہ سب کا مددگار اور وکیل اور شافع اور تسلی دہندہ اس پیشگوئی کرنے والے مسیح کے پانچ صدی بعد آیا ...... اور اسی حیثیت کو نمایاں کرنے کے لیے خاتم النبیین کہلایا۔

۴۔ پ۴ س ۳۔ آیت ۱۵۹ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا

پھر یہ اللہ کی رحمت ہی کے سبب سے ہے کہ آپ ان کے ساتھ نرم رہے

غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ

اور اگر آپ تندخو سخت طبع ہوتے تو لوگ آپ کے پاس سے منتشر ہو گئے ہوتے سو آپ ان

لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ

سے درگذر کیجیے اور ان کے لئے استغفار کردیجیے اور ان سے معاملات میں مشورہ لیتے رہیے

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۔ ۱۵۹

لیکن جب آپ پختہ ارادہ کرلیں تو اللہ پر بھروسہ رکھئے بیشک اللہ اُن سے محبت رکھتا ہے جو اس پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

تفسیر۔ نوٹ نمبر ۱:۔ لنت لھم ـــــ یعنی ان لوگوں کے ساتھ نرم رہے جو جنگِ احد میں آپ کی نافرمانی کرکے مسلمانوں کی شکست و تفضیح کا سبب بنے تھے نافرمان سپاہیوں کے ساتھ عین معرکہ جنگ میں خودرائی سے کام لینے والے سپاہیوں کے ساتھ شفقت و ملاطفت کا معاملہ قائم رکھنا دنیا کی جنگی تاریخ میں شاید اپنی نظیر آپ ہی ہو۔

نوٹ ۲:۔ حضور انورؐ کے حلم و تحمل، نرمی اور خوش خوئی۔ شفقت اور ملاطفت کے واقعات سے تو حدیث اور سیرت کی کتابیں بھری پڑی ہیں ... غیروں ...... کے دو ایک قول سننے کے قابل ہیں۔ لین پول نے کہا ہے "ظلم، محمدؐ کی سرشت ہی میں نہ تھا" اور باسورتھ اسمتھ کا بیان ہے "انہوں نے عمر بھر کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا ـــ کوئی مصافحہ کرتا تو نہ وہ اپنا ہاتھ الگ کرنے میں سبقت کرتے نہ از خود اس سے الگ ہوتے ـــ گفتگو بہت نرم و شیریں کرتے" اور ہسٹورینس، ہسٹری آف دی ورلڈ میں ہے "پیغمبر کا میلان طبع ہمیشہ نرمی ہی کی جانب رہتا ہے۔

نوٹ نمبر ۳۔ اسلام کے نظام شوریٰ جمہوری میں حکم یہ ہے کہ ایسے مجرموں کو بھی مسائل ملّی میں رائے دینے سے محروم نہ کیا جائے اور اُن سے ووٹ کا حق سلب نہ کیا جائے۔

نوٹ نمبر ۴:۔ مشورہ کی بڑی فضیلتیں حدیث میں آئی ہیں اور ظاہر ہے کہ مشورہ کا حکم جب رسولؐ صاحب وحی کو مل رہا ہے تو دوسروں کے لئے اسکی احتیاج کتنی زائد رہیگی ...

۵ ـــ ۱۶۴۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا

حقیقت میں اللہ نے (بڑا) احسان مسلمانوں پر کیا جبکہ انھیں میں

مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ

سے ایک پیغمبر ان میں بھیجا جو ان کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انھیں پاک

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۱۶۴

صاف کرتا ہے اور انھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور بیشک یہ لوگ کھلی ہوئی

گمراہی میں مبتلا تھے۔

۶۔ پ۴ س۴ آیت ۱۴۔ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کریگا اور اس کے ضابطوں

يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ؑ (۱۴)

کے حدود سے باہر نکل جائیگا اسے وہ [دوزخ کی] آگ میں داخل کریگا اس میں وہ

ہمیشہ ہمیشہ پڑا رہیگا اور اسے ذلت دینے والا عذاب ہے۔

۷۔ پ۵ س۴۔ آیت ۴۱ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ ۢ بِشَهِيْدٍ وَّ

سو اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک ایک گواہ حاضر

جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا (۴۱)

کرینگے اور ان لوگوں پر آپ کو بطور گواہ پیش کریں گے۔

تفسیر ۱۔ جب رسول اللہ صلعم اس آیت پر پہونچتے تھے تو اپنی ذمہ داری

کے احساس اور فرط خشیت سے دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ آنسو چشم مبارک سے

ظاہر ہوجاتے تھے (ماجد)

۲۔ جن بے دردوں نے قرآن کو کلام محمدی ٹھہرایا وہ غور کریں اپنے گڑھے

ہوئے کلام سے بھی انسان کے آنسو جاری ہوسکتے ہیں؟ (ماجد)

۸۔ ۴۲۔ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى

جن لوگوں نے کفر کیا ہے اور پیمبر کی نافرمانی کی ہے وہ اس روز تمنا کرینگے

بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ؑ (۴۲)

کہ کاش زمین ان پر برابر کردیجائے اور اللہ پر کوئی بات نہ چھپا سکیں گے۔

۹- ۷۹- مَآ اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ ز وَمَآ اَصَابَکَ

تجھے جو سکھ پیش آتا ہے وہ بس اللہ ہی کی طرف سے ہے اور جو

مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ ط وَاَرْسَلْنٰکَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ط

دکھ پہونچتا ہے وہ تیرے اپنے ہی سبب سے ہے اور ہم نے آپ کو انسانوں کی طرف

وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا (۷۹)

پیمبر بنا کر بھیجا ہے اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔

تفسیر۔ نمبر ۱۔۔۔۔۔ صالحین وابرار کو جو حوادث و مصائب پیش آتے رہتے ہیں وہ صرف صورتاً ہی مصائب ہوتے ہیں۔ حقیقت میں ان کی بلندی مراتب کیلئے اور ذریعہ رحمت ہوتے ہیں۔ اور اس لئے ان کے حق میں بداعمالی کا ثمرہ ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ماجد

۱۰- پ۵ س۴- آیت ۸۰ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ج وَمَنْ

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی اور جو کوئی

تَوَلّٰی فَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْہِمْ حَفِیْظًا (۸۰)

روگردانی کرے۔ سو ہم نے آپ کو ان پر نگراں کر کے نہیں بھیجا ہے۔

تفسیر۔ نوٹ ۔۔۔۔ آیت عصمتِ رسول کے مضمون کو بھی واضح طور پر بیان کر رہی ہے کہ اگر رسول سے ذرا بھی خطا و غلطی کا امکان ہوتا تو ان کی اطاعت عین اطاعت الٰہی کیسے قرار پا سکتی تھی۔۔۔۔۔ (ماجد)

۱۱- پ۵ س۴- آیت ۱۱۳ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ وَرَحْمَتُہٗ لَہَمَّتْ طَّآئِفَۃٌ

اور اگر آپ پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو ان میں سے ایک گروہ

مِّنْہُمْ اَنْ یُّضِلُّوْکَ ط وَمَا یُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَہُمْ وَمَا یَضُرُّوْنَکَ

نے تو تہیہ ہی کر لیا تھا کہ آپ کو بھٹکا کر رہیں گے حالانکہ یہ بس اپنے ہی آپ کو بھٹکا کر

مِنْ شَیْءٍ ؕ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَةَ

رہتے ہیں اور آپ کو کسی چیز میں بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت

وَ عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ؕ وَ کَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا (۱۱۳)

اُتاری ہے اور آپ کو سکھایا ہے جو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا ہی فضل ہے۔

تفسیر۔ نوٹ:۔ عَلَّمَکَ ، یعنی جو علومِ عالیہ آپ پر قبل نبوت و نزولِ قرآن منکشف نہ تھے اب سب منکشف ہو گئے (ماجد)۔

۱۲۔ پ ۶ س ۵۔ آیت ۱۹ یٰۤاَهْلَ الْکِتٰبِ قَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے (یہ) رسول جو تمہیں

عَلٰی فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِیْرٍ وَّ لَا

صاف صاف بتا رہے ہیں آ پہونچے ایسے وقت میں کہ رسولوں کا آنا بند تھا کہ کہیں تم یہ

نَذِیْرٍ ؗ فَقَدْ جَآءَکُمْ بَشِیْرٌ وَّ نَذِیْرٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ

نہ کہنے لگو کہ ہمارے پاس کوئی بھی نہ بشارت دینے والا آیا نہ تنبیہہ کرنے والا اور اللہ ہر

شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۱۹)

چیز پہ (پوری) قدرت رکھتا ہے۔

نوٹ نمبر ۱:۔ فترة کے لفظی معنیٰ انقطاعِ عمل یا سکون کے ہیں ..... اصطلاح میں دو نبوتوں کے درمیانی زمانہ کو کہتے ہیں ..... حضرت عیسیٰ اور ہمارے نبی کریم صلعم کے درمیان وقفہ کم و بیش چھ سو سال کا رہا ہے۔ حضور کا سال ولادت ۵۷۰ء ہے اور سال بعثت ۶۱۰ء .....

نوٹ نمبر ۲:۔ رَسُوْلُنَا ـــــ ہمارے یہ رسول جن کی آمد آمد تم اہل کتاب مدت سے سن رہے تھے انجیل میں بار بار ذکر "وہ نبی" (THE PROPHET)

کا یہود کی زبان سے آتا ہے ۔ اس کے کھلے ہوئے معنیٰ یہ ہیں کہ ایک متعارف نبی کا آنا مدتوں سے مسلم چلا آرہا تھا۔

۱۳۔ پ ۶ س ۵ ۔ آیت ۶۷ يَٰٓأَيُّهَا ٱلرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ
اے (ہمارے) پیغمبر جو کچھ آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے اترا
وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُۥ ۚ وَٱللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ ٱلنَّاسِ ۗ
ہے (یہ سب) آپ (لوگوں تک) پہونچا دیجیے اور اگر آپ نے یہ نہ کیا تو آپ نے اللہ
إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلْكَٰفِرِينَ (۶۷)
کا پیغام پہونچایا ہی نہیں۔ اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے رکھے گا۔ یقیناً اللہ کافروں کو راہ نہ دے گا۔

تفسیر، نوٹ ۱۔ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ :..... جو چیزیں وحی خفی کے ذریعہ سے رسول اللہ صلعم کو تعلیم ہوتی تھیں وہ بھی اس عموم میں شامل ہیں۔

نوٹ نمبر ۲۔ فَمَا بَلَّغْتَ :..... یعنی اگر آپ نے کوئی بات احکام خداوندی میں سے چھپالی تو گویا آپ نے فریضۂ رسالت ادا ہی نہیں کیا..... ایسے مفروضات محالات عادی ہی نہیں محالات عقلی تک مثلاً ایک کے بجائے دو خداؤں کا ہونا تو قرآن مجید نے بیانِ توحید تک میں روا رکھے ہیں۔ اس میں رد آگیا ان غالی باطل پرستوں کا جن کا یہ عقیدہ ہے کہ آپ نے نعوذ باللہ کسی خوف یا مصلحت سے قرآن مجید ان تک پورے کا پورا نہیں بلکہ کسی قدر ناقص صورت میں پہونچایا ہے [حوالہ قرطبی] ..... حضرت عائشہ صدیقہ نے کیسی لطیف اور سچی بات اس موقعہ پر کہی ہے کہ اگر آپ نے کوئی سا بھی جزو قرآن کریم کا چھپایا ہوتا تو وہ یہی جزو ہوتا .....

نوٹ ۳۔ يَعْصِمُكَ ..... ایک سوال یہاں یہ پیدا کیا گیا ہے کہ جب محفوظیت کا وعدہ ہو چکا تھا تو پھر جنگ احد میں جسم مبارک کو جراحتیں کیسے پہونچیں؟ ...

صاف اور بے تکلف جواب مفسرؔ تھانوی کے قلم سے یہ ہے کہ وعدہ محفوظیت سباقِ تبلیغ میں کیا گیا ہے اس لئے اس کا تعلق بھی قدرتاً اتنی ہی محفوظیت سے ہے جو آپ کے فرائض تبلیغ میں مانع نہ ہو۔ بالکلیہ محفوظیت نہ مقصود تھی نہ ہو سکتی تھی۔ مرض، صدمہ۔ زخم وغیرہ تو حکمتِ تکوینی کے ماتحت رفع درجات و ترقی مراتب کے لئے ضروری ہیں۔ (ماجد)

لوٹ ۱۳:۔ ...... آپ نے بلا کم و کاست اور بے خوف خطر پہونچا کر خدا کی حجت بندوں پر تمام کردی اور وفات سے دو ڈھائی مہینہ پہلے حجتہ الوداع کے موقعہ پر جہاں چالیس ہزار سے زائد خادمانِ اسلام اور عاشقانِ تبلیغ کا اجتماع تھا آپ نے علیٰ رؤس الاشہاد اعلان فرمادیا" کہ اے خدا تو گواہ رہ میں [تیری امانت] پہونچا چکا" [عثمانی]

۱۴۔ پ س ۶۔ آیت ۱۵ قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ (۱۵)
کہدیجئے کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو "میں ایک" بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

۱۵۔ ۹ پ س ۷۔ آیت ۱۵۷ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ
جو لوگ اس امی رسول و نبی کی پیروی کرتے ہیں جسے وہ اپنے وہاں
یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ
لکھا ہوا پاتے ہیں توریت اور انجیل میں انھیں وہ نیک کاموں کا حکم دیتا ہے اور انھیں برائی
بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ
سے روکتا ہے اور ان کے لئے پاکیزہ چیزیں جائز بتاتا ہے اور ان پر گندی چیزیں حرام
عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ
رکھتا ہے اور ان پر سے بوجھ اور قیدیں جو اُن پر [اب تک] تھیں اتارے دیتا ہے

عَلَیۡہِمۡ ؕ فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِہٖ وَعَزَّرُوۡہُ وَنَصَرُوۡہُ وَاتَّبَعُوا

سو جو لوگ اس (نبی) پر ایمان لائے اور اس کا ساتھ دیا اور اس کی مدد کی اور اُس

النُّوۡرَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ مَعَہٗۤ ۙ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾

نُور کی پیروی کی جو اس کے ساتھ اتارا گیا ہے سو یہی لوگ تو ہیں (پوری) فلاح پانے والے۔

تفسیر۔ نوٹ ۱۱۔ ..... تحریف و تصحیف کے بعد بھی یہ حوالے مروجہ توریت و انجیل سے اب تک بالکل نہ دُھل سکے چنانچہ توریت میں ہے "خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ تم اس کی طرف کان دھریو [استثنا ۱۸: ۱۵] اور خداوند نے کہا ..... میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ [استثنا ۱۸: ۱۸] ان دونوں آیتوں میں بنی اسرائیل کے "بھائیوں" سے مراد ظاہر ہے نبی اسمٰعیل ہی ہو سکتے ہیں ۔" خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا، فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی [استثنا ۳۳: ۲] آتشی شریعت بھی ہمارے ہی رسول کی تھی۔ فتح مکہ کے وقت آپ ہی داخل ہوئے شہر میں دس ہزار پاک نفس صحابہؓ [قدوسیوں] کے جلو میں اور سینا [حضرت موسیٰ] اور شعیر [حضرت عیسیٰ] کی نبوتوں کے بعد فاران سے جو نورِ نبوت جلوہ گر ہوا وہ بھی ہمارے ہی نبی کا تھا [فاران مکہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے] ـــــ "اور اسمٰعیل کے حق میں میں نے تیری سنی، دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور اسے آبرومند کروں گا اور اسے بہت بڑھاؤں گا۔ اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے، میں اسے ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ [پیدائش ۱۷: ۲۱] حضرت اسمٰعیل کی نسل کے حق میں یہ سارے وعدے ہمارے رسول اکرم کی ذات سے جاکر پورے ہوئے ہیں ..... داؤد کے ایک نغمہ میں ہے "میں ساری پشتوں کو تیرا نام

یاد دلاؤں گا پس سارے لوگ ابدالآباد تک تیری ستائش کریں گے [زبور ۴۵، ۱۷] ستائش ہی کو عربی میں محمدت کہتے ہیں۔ اسم محمدؐ صاف ترجمہ ہے ستودہ کا۔ ۔۔ [مزید تفسیر، تفسیر ماجدی میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے]

۱۶۔ پ ۹ س ۸۔ آیت ۱۷۔ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَيْتَ

سوان [کافروں] کو تم نے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو قتل کیا اور

اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً

آپ نے (ان پر) خاک کی مٹھی نہیں پھینکی جبکہ آپ نے وہ پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی۔ تاکہ

حَسَنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (۱۷)

آزمائش کرے ایمان والوں کی اپنی طرف سے اچھی آزمائش بیشک اللہ خوب سننے والا ہے خوب جاننے والا ہے۔

تفسیر۔ بسلسلہ غزوہ بدر (ماجد) رسول اللہ صلعم نے حالت جہاد میں ایک مٹھی بھر کنکریاں یا مٹی اٹھا کر مشرکوں کے لشکر کی طرف پھینکیں۔ ریزے ان کی آنکھوں میں جا کر گھس گئے اور ان کو شکست ہوئی ۔۔۔۔۔۔ یہ معجزانہ عمل تمام تر قدرت الٰہی کا کرشمہ تھا ۔۔۔۔۔ یہ آپ کے یا کسی مخلوق کے بھی بس میں نہ تھا کہ خاک کے وہ ذرے ہر ہر کافر کی آنکھ تک پہونچا دیں۔

۱۷۔ آیت ۳۳۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۭ وَمَا

حالانکہ اللہ ایسا نہیں کرے گا کہ انہیں عذاب دے اس حال

كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (۳۳)

میں کہ آپ ان میں موجود ہوں اور نہ اللہ ان پر عذاب لانے کا ہے اس حال میں کہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔

تفسیر۔ یہاں یہ بتلایا کہ جس طرح کا خارق عادت عذاب یہ لوگ طلب کر رہے

ہیں اس کی راہ میں دو، دو مانع موجود ہیں [۱] یہ کہ رسول اللہ صلعم ان کے درمیان زندہ وسلامت موجود ہیں [۲] یہ کہ باوجود ان کے کفر، شرک و معصیت شعاری کے اللہ سے تعلق استغفار ان کا کسی درجہ میں باقی وقائم ہے۔ چنانچہ طواف کے وقت یہ اس وقت بھی غُفرانک، غُفرانک کہتے جاتے ہیں۔

۱۸۔ پ۱۰ س ۹۔ آیت ۴۰ اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ

اگر تم لوگ ان کی [یعنی رسول اللہ کی] مدد نہ کرو گے تو ان کی مدد تو

كَفَرُوۡا ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا

[خود] اللہ کر چکا ہے جبکہ ان کو کافروں نے وطن سے نکال دیا تھا جبکہ دو میں سے

تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا‌ ۚ فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ سَكِيۡنَتَهٗ عَلَيۡهِ وَاَيَّدَهٗ

ایک وہ تھے دونوں غار میں [موجود] تھے جبکہ وہ اپنے رفیق سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کرو بیشک

بِجُنُوۡدٍ لَّمۡ تَرَوۡهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا السُّفۡلٰى‌ ؕ وَ

اللہ ہم لوگوں کے ساتھ ہے سو اللہ نے اپنی تسلی ان [رسول] کے اوپر نازل کی اور ان کی

كَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الۡعُلۡيَا‌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ (۴۰)

تائید ایسے لشکروں سے کی جنہیں تم لوگوں نے نہ دیکھا اور اللہ نے کافروں کی بات نیچی کر دی اور اللہ کی بات اونچی رہی اور اللہ بڑا قوت والا ہے بڑا حکمت والا ہے۔

تفسیر: (۱) اشارہ ہے واقعہ ہجرت کی طرف جب مشرکین مکہ آپ کے قتل پر تُل گئے تھے اور آپ حضرت علی کو اپنے بستر پر سلا کر شبا شب تنہا حضرت ابوبکرؓ کو اپنے ہمراہ لیکر غار میں چھپتے ہوئے مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

(۲) آپ دونوں صاحب غار ثور کے اندر چھپے ہوئے تھے ...... نشان شناس نے بتایا کہ ...... اسی غار کے اندر ہوں گے ...... حضرت ابوبکر اس خیال پر سخت مضطرب تھے کہ اگر خدا نخواستہ دشمنان دین نے رسول اللہ پر قابو پا لیا تو اس کا کیا انجام ہو گا؟

لیکن آپ اللہ کے فضل سے اس وقت بھی بالکل مطمئن تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ابوبکر گھبرانے کی کیا بات ہے ہم دو تنہا نہیں ہمارے ساتھ تو اللہ کی تائید و نصرت ہے۔ ماجدی

۱۹۔ پ ۱۱ س ۱۰۔ آیت ۱۶ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ

آپ کہدیجئے کہ اگر اللہ کی مشیت [یہی] ہوتی تو میں نہ تم کو یہ [کلام]

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۱۶)

پڑھ کر سناتا اور نہ [اللہ] تم کو اس کی اطلاع کرتا اور پھر میں تو تمہارے درمیان اس کے قبل بھی اپنے حصۂ عمر تک رہ چکا ہوں کیا تم عقل سے کام [ہی] نہیں لیتے۔

تفسیر۔ اس آیۂ کریمہ کی تفسیر باب ۷ فصل ۹ میں تحریر کی گئی ہے۔

۲۰۔ پ ۱۲ س ۱۱۔ آیت ۱۱۲۔ منزل ۳ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَ

تو آپ مستقیم رہیئے جیساکہ آپ کو حکم ہوا ہے [اور وہ لوگ بھی]

لَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (۱۱۲)

جو تائب ہو کر آپ کے ہمراہ ہیں اور تم لوگ سرکشی نہ کرو بیشک جو کچھ تم کرتے ہو اس کو وہ خوب دیکھ رہا ہے۔

تفسیر۔ بعض صالحین سے مروی ہے کہ انھوں نے حضور صلعم کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ "حضور! آپ نے فرمایا ہے مجھے سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا" تو اس کی کس آیت نے بوڑھا کیا؟ آپ نے ارشاد فرمایا فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ" نے (قاموس صفحہ ۳۰۸)

تفہیم القران جلد ۲ صفحہ ۳۲۰۔ حضرت ابوبکر صدیق نے نبی صلعم سے عرض کیا میں دیکھتا ہوں کہ آپ بوڑھے ہوتے جا رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے جواب میں حضور نے فرمایا شَيَّبَتْنِي هُودٌ وَاَخَوَاتُهَا۔ مجھ کو سورہ ہود اور اس کی ہم مضمون سورتوں نے بوڑھا کر دیا۔

میں نے کہیں اور پڑھا ہے کہ حضور نے ۵ سورتیں فرمائیں ہود۔ واقعہ نبا باقی دو ذہن میں نہیں

۲۱۔ پ۱۷ س ۲۱۔ آیت ۳۴ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ط اَفَائِنْ
اور ہم نے آپ سے قبل بھی کسی بشر کو ہمیشگی کے لئے نہیں بنایا تھا
مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ (۳۴)
سو کیا اگر آپ کی وفات ہو جائے تو یہ ہمیشہ رہیں گے۔

تفسیر:۔ آیت میں تردید ہے یونان ہندوستان وغیرہ کے اس مشرکانہ عقیدے کی کہ فلاں فلاں انسان ترقی کرتے کرتے دیوتا بن گئے اور غیر فانیوں کی صف میں شامل ہو گئے۔ "ماجد"

۲۲۔ پ۱۷ س ۲۱۔ آیت ۱۰۷ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (۱۰۷)
اور ہم نے آپ کو دنیا جہان پر [اپنی] رحمت ہی کے لئے بھیجا ہے۔

۲۳۔ پ۱۹ س ۲۵۔ آیت ۲۷ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي
اور جس روز ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائیگا کہے گا کہ کاش
اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا (۲۷)
میں رسول کے ساتھ راہ پر لگ لیتا۔

۲۴۔ پ۲۱ س ۲۹۔ آیت ۴۶ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ... ۴۶
اور تم اہل کتاب سے مباحثہ مت کرو بجز مہذب طریقہ کے۔

۲۵۔ پ۲۱ س ۳۳۔ آیت ۶ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ
نبی مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے
اُمَّهٰتُهُمْ ط
ہیں اور آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

۲۶۔ پ۲۲ س ۳۳۔ آیت ۴۵ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا (۴۵)
اے نبی بیشک ہم نے آپکو بھیجا ہے بطور گواہ اور بشارت دینے والے

وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا (۴۶)

اور ڈرانے والے کے اور اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلانے والے کے اور بطور ایک روشن چراغ کے۔

۲۷۔ پ ۲۲ س ۳۳۔ آیت ۵۶ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو

اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (۵۶)

تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

۲۸۔ پ ۲۲ س ۳۴۔ آیت ۲۸ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا

اور ہم نے آپ کو سارے ہی انسانوں کے لئے [پیغمبر بنا کر] بھیجا ہے بطور

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (۲۸)

خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے کے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

۲۹۔ پ ۲۳ س ۳۹۔ آیت ۳۰ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (۳۰)

آپ کو بھی مرنا ہے اور انھیں بھی مرنا ہے۔

۳۰۔ پ ۲۶ س ۴۶۔ آیت ۹ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ

آپ کہہ دیجئے کہ میں رسولوں میں کوئی انوکھا تو ہوں نہیں میں تو یہ بھی نہیں

مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ

جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا میں تو بس اسی کا اتباع کرتا ہوں

مُّبِيْنٌ (۹)

جو میرے پاس وحی آتی ہے اور میں تو صرف ایک صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔

۳۱۔ پ ۲۶ س ۴۸۔ آیت ۱ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا (۱)

بیشک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی۔

۲۔ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَ

تاکہ اللہ آپ کی (سب) اگلی پچھلی خطائیں معاف کرے۔ اور آپ پر

يُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا (۲)

احسانات کی [اور زیادہ] تکمیل کر دے۔ اور آپ کو سیدھے راستہ پر لے چلے

۳۔ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيزًا (۳)

اور اللہ آپ کو باعزت غلبہ دے۔

تفسیر۔ نوٹ ۱۔ فتحاً مبینا ـــ مراد صلح حدیبیہ ہے۔

نوٹ ۲۔ ۶ھ ماہ رجب مطابق مارچ ۶۲۸ء ...... آپ تقریباً چودہ سو احرام پوش صحابیوں کی جماعت کے ساتھ طواف کعبہ کیلئے روانہ ہوئے۔ شہر مکہ سے تین میل شمال میں ایک مقام حدیبیہ ہے۔ حکومت مکہ کی طرف سے مزاحمت کی اطلاع ملی ..... آپ نے وہیں قیام فرمایا ..... حضرت عثمان کی شہادت کی خبر مشہور ہو گئی ...... آپ نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر صحابہ سے جہاد کی بیعت لی ...... مکہ کے چند سردار آپ کی خدمت میں آئے ...... ایک صلح نامہ مرتب ہوا جسکی اکثر دفعات سے مسلمانوں کی سبکی ہوتی تھی اور اس لئے بعض صحابیوں کو درمیان میں بہت جوش بھی آیا ...... بالآخر مشرکوں ہی کی شرائط پر صلح نامہ مرتب ہو گیا ...... اور آپ ..... بغیر مکہ مکرمہ تک پہونچے واپس آ گئے ـــ پس ظاہری شکست کو فتح ہی نہیں [فتح مبین] سے تعبیر کرنا حق تعالیٰ ہی کا کام تھا ...... مورخین متفق ہیں کہ فتح مکہ فتح خیبر۔ بلکہ آئندہ کی ساری اسلامی فتوحات کا سنگ بنیاد یہی صلح حدیبیہ ہے۔

نوٹ ۳۔ رسول معصوم کے سلسلہ میں جہاں کہیں بھی ذنب یا اس کا مرادف آتا ہے مراد اس سے ہمیشہ صرف صوری غلطیاں یا اجتہادی لغزشیں ہوتی ہیں۔

۳۲۔ پ ۲۷ س ۵۳ ـ وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ (۱) مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ

النجم آیت ۱ تا ۱۸

قسم ہے ستارے کی جب وہ ڈوبنے لگے کہ یہ تمہارے ساتھ رہنے والے نہ

وَمَا غَوٰی (۲) وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی (۳)

بھٹکے اور نہ غلط راستہ پر ہوئے اور نہ وہ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں۔

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (۴)

(ان کا کلام تو) تمامتر وحی ہی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔

عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی (۵)

انھیں بڑی قوت والا (فرشتہ) سکھاتا ہے۔

ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰی (۶)

پیدائشی طاقتور پھر وہ اصلی صورت پر ظاہر ہوا۔

وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی (۷) ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی (۸) فَكَانَ قَابَ

اس حال میں کہ وہ آسمان کے بلند کنارہ پر تھا پھر وہ نزدیک ہوا اور زیادہ نزدیک

قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (۹) فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی ؕ (۱۰)

ہوا سو دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا بلکہ اور بھی کم پھر [اللہ نے] اپنے بندے پر وحی نازل

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی (۱۱) اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی (۱۲)

کی جو کچھ نازل کیا، قلب نے کوئی غلطی نہیں کی دیکھی ہوئی چیز میں۔ تو کیا ان [پیمبر]

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی (۱۳) عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی (۱۴)

سے ان چیزوں میں نزاع کرتے ہو جو ان کی دیکھی ہوئی ہیں اور انھوں نے اس [فرشتہ]

کو ایک بار اور بھی دیکھا ہے سدرۃ المنتھٰی کے قریب

عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی (۱۵)

کہ اس کے قریب جنۃ الماویٰ ہے۔

اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی (۱۶)

جبکہ اس سدرہ کو لپٹ رہی تھیں جو چیزیں کہ لپٹ رہی تھیں۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (۱۷)

ان [پیمبر] کی نگاہ نہ تو ہٹی اور نہ بڑھی انھوں نے اپنے پروردگار [کی قدرت]

لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی (۱۸)

کے بڑے بڑے عجائبات دیکھے۔

تفسیر۔ نوٹ ۱:۔ وحی خواہ لفظی ہو جو قرآن کہلاتی ہے خواہ محض معنوی ہو جو سنت کہلاتی ہے۔ اور خواہ محض کسی قاعدہ کلّی کی ہو جس سے آپ اجتہاد کرتے ہوں.... اس حقیقت کا اظہار کہ آپ کسی غلط بات کی نسبت حق تعالیٰ کی جانب نہیں کر دیتے۔ [تھانوی]

نوٹ ۲:۔ ھُوَ۔۔۔ یعنی دین کے باب میں آپ کا تکلم

نوٹ ۳:۔ شدید القویٰ:۔ مراد جبریل علیہ السلام ہیں۔

نوٹ ۴:۔ اصلی صورت پر ظاہر ہوا۔۔۔ اس نظارہ کی تفصیلات حدیث میں آئی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ جدھر سے صبح صادق طلوع ہوتی ہے اُدھر رسول اللہ صلعم کو ابتدائے نبوت میں حضرت جبرئیل ایکبار اپنی اصلی صورت میں کرسی پر بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ آسمان اُس وقت ایک سرے سے دوسرے سرے تک ان کے وجود سے پُر معلوم ہو رہا تھا یہ مہیب و حیرت انگیز منظر آپ نے پہلی بار دیکھا تو طبیعت میں قدرتاً گھبراہٹ کے آثار پیدا ہوئے اس پر سورۃ المدثر نازل ہوئی۔

نوٹ ۵:۔ سدرۃ کے لفظی معنی بیری کے درخت کے ہیں اور سدرۃ المنتہیٰ اصطلاح میں وہ بیری کا درخت ہے جو چھٹے یا ساتویں آسمان یا دونوں پر ہے۔

نوٹ ۶:۔ لپٹنے والی چیزیں روایات کے مطابق فرشتے تھے جو بکثرت دیوانہ وار گر رہے تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ انوار و تجلیات جمالِ مطلق تھے جو سدرۃ کو لپٹے ہوئے تھے اور فرشتے انھیں پر عاشقانہ گر رہے تھے۔

۳۳۔ پ۲۹ س ۶۸۔ القلم نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ (۱) مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ

ن، قسم ہے قلم کی اور اس کی جو وہ [فرشتے] لکھتے ہیں کہ آپ اپنے

رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ (۲) وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ (۳)

پروردگار کے فضل سے مجنون نہیں ہیں اور بے شک آپ کے لئے ایسا اجر ہے جو ختم ہونے

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (۴) فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ (۵)

والا نہیں اور بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ مرتبہ پر ہیں عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے اور یہ

بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ (۶)

لوگ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں سے کس کو [واقعی] جنون تھا۔

تفسیر:۔ نوٹ ۱:۔ "نٓ" حروف مقطعات میں سے ہے ۔۔۔۔ محققین سے دوات کے معنیٰ منقول ہیں۔

نوٹ ۱:۔ عنوان ہذا کے تحت مزید آیات بکثرت ہیں منجملہ ان کے صرف چند شامل کی گئی ہیں۔

نوٹ ۲:۔ عنوان ہذا کے سلسلہ میں مزید عنوان بھی قائم کئے ہیں۔ مثلاً۔ اطاعت رسول نافرمانی رسول۔ مخالفت رسول وغیرہ۔

نوٹ ۳:۔ عنوان ہذا کی تکمیل توشہ آخرت حصہ اول کے مسودہ میں کی گئی ہے۔

نوٹ ۴:۔ باب ہذا کی کتابت کے بعد چند مزید آیات کریمہ کا اضافہ مناسب معلوم ہو۔ لہٰذا۔ ان آیت کریمہ کو بھی سطور بالا بعد میں تحریر کیا گیا ہے۔

۔ پ۴ س ۳۔ آیت ۱۴۴ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ

اور محمد تو بس ایک رسول ہی ہیں ان کے قبل اور بھی رسول گذر چکے

الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ

ہیں سو اگر یہ وفات پا جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں واپس چلے

وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْـًٔا ؕ وَ

جاؤ گے اور جو کوئی بھی الٹے پاؤں واپس چلا جائے گا وہ اللہ کا کچھ بھی نقصان نہ

سَیَجْزِی اللّٰهُ الشّٰكِرِیْنَ (۱۴۴)

کریگا اور اللہ عنقریب شکر گزاروں کو بدلہ دے گا۔

۱۔ محمدؐ۔ لفظی معنی ہیں وہ شخص جس کی مدح بہت بار بار کی جائے یا جو صفات حسنہ کا مجموعہ ہو...... حضور کی بعثت سے قبل اس نام کا رواج بہت کم تھا... محمد بن سفیان بن مجاشع کی بابت کہا گیا ہے کہ ان کے والد نے ایک شامی راہب سے سن کر کہ آئندہ پیمبر کا نام محمدؐ ہوگا اپنے لڑکے کا یہی نام رکھ دیا۔

۲۔ رسول محض عبد ہوتے ہیں صاحب وحی.....

۳۔...... حضورؐ کی وفات کا حادثہ اس قدر سخت تھا کہ حضرت فاروق جیسے باوقار اور عالی ظرف بھی صبر وضبط کھو بیٹھے اور بے اختیار ہو گئے۔ اُس وقت ان سے بھی برتر شخصیت ابوبکر صدیق اسی آیت کی برمحل تلاوت کر کے ان کے اور سب کے جذبات کو قابو میں لے آئے تھے۔

۴...... غزوہ اُحد میں جب حضور صلعم کو زخم پہونچا اور کسی شیطان نے یہ افواہ اڑا دی کہ آپ دنیا سے رخصت ہو گئے تو بعض صحابہ نے اس انتہائی صدمہ انگیز خبر سے بددل اور شکستہ خاطر ہو کر میدان جنگ چھوڑنا شروع کر دیا تھا اور منافقین کی وقتی بن آئی تھی۔ انہوں نے برابر طنز کرنا اور ارتداد کی ترغیب دینی شروع کر دی تھی۔ آیت میں ان سب پہلوؤں کی طرف اشارہ ہے۔ (ماجد)

۵۔ اِس اصل عظیم کی طرف اشارہ ہے کہ بنائے کار اصول اور عقائد ہیں نہ کہ

شخصیت اور افراد....... اگر کسی وجہ سے شخصیت ہم میں موجود نہ رہے.... تو ہم سچائی کی راہ سے کیوں منہ موڑلیں..... سچائی کی وجہ سے شخصیت قبول کی جاتی ہے یہ بات نہیں ہے کہ شخصیت کی وجہ سے سچائی سچائی ہو گئی ہو۔ (آزاد)

۲۔ پ ۱۱ س ۹۔ آیت ۱۲۸ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ

بیشک تمہارے پاس ایک پیغمبر آئے ہیں تمہاری ہی جنس میں سے۔

عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ

جو چیز تمہیں مضرت پہونچاتی ہے انہیں بہت گراں گذرتی ہے تمہاری (بھلائی) کے حریص

رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (۱۲۸)

ہیں۔ ایمان والوں کے حق میں تو بڑے ہی شفیق ہیں مہربان ہیں۔

تفسیر:۔ (۱) .... یہ تھی شفقت رسول خدا کی خلق خدا کے ساتھ۔

(۲)... سوال پیدا ہوتا ہے کہ "کُم" کی ضمیر...... کس کی جانب ہے...... قول محقق یہ ہے کہ خطاب ساری نوع انسان سے ہے........ آپ کی بعثت...... سارے عالم کی جانب تھی۔ (ماجد)

(۳)..... ایسے وصف پر زور دیا جو منصب رسالت کے لئے اور ہر اس انسان کے لئے جو قوم کی رہنمائی و قیادت کا مقام رکھتا ہو۔ سب سے زیادہ ضروری وصف ہے یعنی ابنائے جنس کیلئے شفقت و رحمت...... وہ سرتاپا شفقت و رحمت ہے......

(۴) "رؤف" رافتہ سے ہے اور اس کا اطلاق ایسی رحمت پر ہوتا ہے جو کسی کی کمزوری و مصیبت پر جوش میں آجائے۔ پس رافتہ رحمت کی ایک خاص صورت ہے۔ اور رحمت عام ہے۔ دونوں کے جمع کر دینے سے رحمت کا مفہوم زیادہ قوت و تاثیر کے ساتھ واضح ہو گیا۔ خدا نے یہ دونوں وصف جا بجا اپنے لئے فرمائے ہیں اور یہاں اپنے رسولؐ کے لئے بھی فرمائے (آزاد)

(۳) پ۲۲ ع ۳۳ ۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ
آیت ۴۰ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں
لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
البتہ اللہ کے رسول ہیں اور (سب) نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ
بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (۴۰) ع
ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

تفسیر: (۱) خاتَم اور خاتِم دونوں کے معنی لغت میں آخر کے ہیں۔۔۔ ختم نبوت یعنی ذات محمدیؐ پر ہر قسم کی نبوت کا ختم ہو جانا امت کا اجماعی عقیدہ ہے ۔۔۔۔ یہ ختم نبوت کا دعویٰ بھی اسلام کے امتیازی خصوصیات میں سے ہے۔ پیمبر اور ہادیان مذہب قرآن سے قبل بیشمار آ چکے تھے۔ کتابیں بھی نازل ہو چکی تھیں۔ مگر یہ دعویٰ کسی نے بھی نہیں کیا تھا کہ میں آخری پیمبر ہوں اور میرے بعد اب کوئی پیمبر نہ آئے گا۔ (ماجد)

(۲) الف۔ ترجمہ شیخ الہندؒ۔ محمدؐ باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر اور ہے اللہ سب چیزوں کا جاننے والا۔

(ب)۔ تفسیر۔ یعنی آپ کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلہ پر مہر لگ گئی۔ اب کسی کو نبوت نہیں دی جائیگی۔۔۔۔ اسی لئے آپ کی نبوت کا دورہ سب نبیوں کے بعد رکھا۔۔۔۔ حضرت مسیح علیہ السلام بھی آخری زمانہ میں بحیثیت آپ کے ایک امتی کے آئیں گے۔ (عثمانی)

(۳) شاہ عبدالقادر صاحب رح کا ترجمہ شیخ الہند کے ترجمہ کے مطابق ہے۔ خاتم کا ترجمہ "مہر" لکھا ہے۔ احمد رضا خاں صاحب رح نے خاتم کا ترجمہ "پچھلا" لکھا ہے۔ الفاظ یہ ہیں "سب نبیوں میں پچھلے"۔

(۴) پ ۲۶ س ۴۸ - آیت ۲۹ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ
محمد اللہ کے پیمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ تیز ہیں کافروں
عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُونَ
کے مقابلہ میں (اور) مہربان ہیں آپس میں تو انہیں دیکھے گا (اے مخاطب) کہ (کبھی) رکوع کر رہے
فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ
ہیں (کبھی) سجدہ کر رہے ہیں اللہ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں انکے آثار
مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۚ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚۖۛ وَ
سجدہ کی تاثیر سے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں یہ ان کے اوصاف توریت میں ہیں
مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚۛ ...... (۲۹)
اور انجیل میں ان کا وصف یہ ہے کہ وہ ......

تفسیر (۱) رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ : یعنی ان کا برتاؤ اپنے دینی بھائیوں یعنی مسلمانوں کے ساتھ شفقت محبت و ہمدردی کا رہتا ہے - حب فی اللہ کے یہی معنی ہیں - یہ عام حکم ہر مسلمان کیلئے ہے - ہر مسلمان میں یہ دونوں خصوصیات ہونی چاہئیں - اب آج مسلمان اس آیت کے آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھ کر اپنے حال پر غور کرلیں ..... ایمان کے معاملہ میں نرمی کتنی کم باقی رہ گئی ہے ......

(۲) توریت موجودہ میں صدہا تحریفات و تصرفات کے بعد بھی یہ الفاظ باقی رہ گئے ہیں "فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا - دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا (استثنا - ۳۳:۲) فاران مکہ معظمہ ہی کی ایک پہاڑی کا نام ہے اور فتح مکہ کے وقت - اسی ہزار صحابی آپ کے جلو میں تھے" اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشیں شریعت ان کے لئے تھی ..... قرآن کا بیان "اشداء علی الکفار" "ہاں وہ اس قوم سے بڑی محبت رکھتا ہے" - رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ - (ماجد)

باب ۱۲

ایمان

تشریح:۔

۱۔ لفظ ''ایمان'' اگر متعدی ہو تو اس کے معنیٰ ہیں کسی کو امن دینا اور اگر غیر متعدی ہو تو اس کے معنیٰ ہیں امن والا ہو جانا یا اعتماد کرنا۔ ایمان سے مراد مختلف مواقع پر مختلف ہوتی ہے۔ عموماً ایمان سے مراد شریعت محمدی سے ہوتی ہے۔ حضرت رسول اکرم صلعم نے ایمان کی اصل چھ چیزیں قرار دی ہیں ۱۔ اللہ پر ایمان لانا۔ اس کے فرشتوں پر ایمان لانا۔ اس کی کتابوں پر ایمان لانا۔ اس کے رسولوں پر ایمان لانا۔ قیامت کے دن پر ایمان لانا۔ تقدیر پر ایمان لانا۔ ایمان شرعی کیا ہے۔ اس کے متعلق جمہور محدثین کا مذہب یہ ہے کہ ایمان وہ تصدیق بالجنان اقرار باللسان اور عمل بالارکان یعنی دل سے ماننا زبان سے اقرار کرنا اور اعضاء سے عمل کرنے کا نام ہے...... علامہ انور شاہؒ نے اصل ایمان کی تشریح یہ کی ہے کہ ایمان خدا کے پیغمبر پر اس کے لائے ہوئے مکمل پیغام کے بارہ میں کامل اعتماد کا نام ہے۔ (ماخوذ از قاموس صفحہ ۸۸)

۱۔ پ۱ س ۲۔ آیت ۲۵ وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ......

اور ان لوگوں کو خوشخبری سنا دیجئے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے۔

تفسیر۔ آمَنُوا۔ یعنی توحید و رسالت پر ایمان لے آئے۔

۲۔ پ۱ س ۲۔ آیت ۶۲ اِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصٰرٰى

بیشک جو لوگ ایمان لا چکے ہیں اور جو لوگ یہودی ہوئے اور

وَالصّٰبِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا

نصاریٰ اور صابی (غرض) جو کوئی بھی اللہ اور آخرت پر ایمان لے آئے اور

فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

نیک عمل کریے سو اُن (سب) کے لئے ان کے پروردگار کے پاس ان کا اجر ہے اور

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (۶۲)

نہ کوئی اندیشہ ان کے لئے ہے اور نہ وہ کوئی غم کریں گے۔

تفسیر۔ (۱) ایمان لانے کے معنیٰ کُل عقائدِ ضروری کے تسلیم کرلینے کے ہیں۔ توحید پر ایمان۔ رسالت پر ایمان۔ فرشتوں پر ایمان۔ آسمانی کتابوں پر ایمان سب کچھ اس میں شامل ہے۔

(۲) عمل صالح کی تعریف یہ ہے کہ وہ عمل وحی الٰہی یعنی شریعت اسلامی کے ماتحت ہو۔ دورِ حاضر کی چلتی ہوئی گمراہیوں میں سے ایک سوال جو بار بار پیش ہوتا رہتا ہے یہہ ہے کہ ایک شخص صاحب ایمان ہے۔ مگر بدعمل اور دوسرا خوش عمل ہے مگر ایمان سے خالی تو ان دو میں نجات کس کی ہوگی ...... جواب یہ ہے کہ حُسنِ عمل کا ایک لازمی عنصر تو خود ایمان ہی ہے۔ بغیر تصحیح ایمان کے۔ بغیر حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے خیال کے کوئی عمل، عمل صالح کی تعریف میں آ ہی کب سکتا ہے۔

(۳) اعتقاد صحیح اور عمل صحیح بس یہی دو شرائط نجات ہیں (ماجد)

نوٹ ۱۔ اس عنوان کے تحت اکیس بارہ آیت میری یادداشت کی کتاب میں درج ہیں منجملہ ان کے صرف ۲۔ آیت مندرجہ بالا۔ لفظ ایمان کی تشریح اور توضیح کے خیال سے تحریر کی گئی ہیں۔

باب ۱۳

کفر۔ کافر

تشریح:۔

(۱) کفر کے اصل معنی چھپانے کے ہیں۔ کفر نعمت یا کفرانِ نعمت کے معنی ہیں کسی محسن کے احسان کا شکر ادا نہ کر کے اسے چھپانا۔ کفر کی سب سے بڑی قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت یا اس کی طرف سے آئی ہوئی شریعت و نبوت کا انکار کیا جائے ...... جب کافر کا لفظ بلا قید استعمال ہو تو اس سے کفر دین مراد ہوتا ہے۔ (ماخوذ از قاموس صفحہ ۶۴)

۲۔ کفر اور کافر کے تعلق میں قریب ۳ سو آیات میں نے شمار کی ہیں۔ منجملہ ان کے مثال کے طور پر صرف چند آیۂ کریمہ تحریر کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ وھو ہذا۔

(۱) پ ۱۴ س ۱۵۔ آیت ۲ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ (۲)

کافر بار بار تمنا کریں گے کہ کاش ہم مسلمان ہوتے۔

تفسیر:۔ یہ کلمات حسرت و تاسف کافروں کی زبان پر آخرت میں جاری ہوں گے جب اپنا حشر ان پر منکشف ہو چکے گا۔ اور طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہونے لگیں گے۔ کلمات حسرت کی تکرار شاید اس لئے کہ جب جب کوئی نئی شدت واقع ہوگی اور ساتھ ہی محسوس ہوگا کہ اس کی علت کفر ہی ہے تو یہ حسرت ہر دفعہ تازہ ہو جائے گی۔ (ماجد)

(۲) آیت ۳۔ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ

آپ انہیں (ان کے حال پر) چھوڑے رہیئے یہ کھا (پی) لیں اور مزے اڑا لیں

فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ۔ (۳)

اور خیال آرائی انھیں غفلت میں ڈالے رہے۔ عنقریب انھیں معلوم ہوا جاتا ہے۔

تفسیر:۔ (۱) یعنی عنقریب ہی انہیں کافرانہ زندگی کے انجام کا مشاہدہ اور ذاتی تجربہ ہوا چاہتا ہے۔

(۲) سَوْفَ: یعنی مرنے کے ساتھ ہی۔ ذَرْهُمْ: یعنی آپ ان کے کفر پر زیادہ غم و حزن نہ کیجیے۔ یہ مطلب نہیں کہ ان پر تبلیغ ترک کر دیجیے۔

(۳) یَاْکُلُوْا ...... یعنی کھانے پینے کی لذتوں میں پڑے رہنا۔ فوری اور وقتی مقصدوں کے الٹ پھیر میں لگے رہنا۔ مدتِ عمر کو دور دراز کی خیالی آرزوؤں اور منصوبوں میں گزارتے رہنا، یہ سب خصوصیات آخرت سے غافل اور خدا فراموش قوموں کی ہیں ...... آج بھی فرنگستان کی مہذب اور روشن خیال قوموں پر کیسی صادق آ رہی ہیں۔

(۴) اشارہ اس طرف بھی ہو گیا۔ کہ طولِ امل میں پڑے رہنا۔ ہرگز مومن کے شایانِ شان نہیں۔ (ماجد)

(۳) آیت ۔۴۔ ۵۔ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ (۴)

اور ہم نے جو بستی ہلاک کی ہے۔ اس کے لئے ایک معین وقت کا نوشتہ تھا۔

مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ (۵)

کوئی قوم اپنی میعادِ مقرر سے نہ آگے نکل سکتی ہے۔ اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے۔

تفسیر: چنانچہ ان کافروں پر بھی فی الفور جو گرفت نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ابھی ان کا وقت موعود نہیں آیا۔

شرک

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ

[illegible]

تفسیر [illegible]

[illegible] کو اس کا شریک نہ ٹھہرایا جائے۔

۳- [illegible] وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا......

اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ کرو۔

۳۔ پ ۸ س ۶۔ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا.......... آیت ۱۵۱

آپ کہیے کہ آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں وہ چیزیں جو تم پر تمہارے پروردگار نے حرام کی ہیں (یعنی یہ کہ) اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ۔

نوٹ:۔ اس عنوان کے تحت کم وبیش ایکسو سے زائد آیت میری یادداشت کی کتاب میں تحریر ہیں۔

باب ۱۵

منافق

تشریح:۔

(۱) منافق جو بظاہر مسلمان اور بہ باطن کافر ہو۔ نفق کہتے ہیں اس سرنگ کو جس کے دو دہانے ہوں...... جیسے چوہے کے بل جس میں وہ ایک طرف سے داخل ہوتا ہے اور دوسری طرف سے نکل جاتا ہے....... رسولِ اکرم صلعم جب تک مکہ معظمہ میں رہے...... وہاں صرف دو ہی جماعتیں تھیں مسلمان اور کافر...... مدینہ منورہ میں تیسرا گروہ نمودار ہوا۔ یہ وہ لوگ تھے جن کو اسلام کی حقانیت پر اعتقاد نہ تھا...... انہوں نے یہ پالیسی اختیار کی کہ بظاہر مسلمانوں میں شامل رہیں اور درپردہ کافروں سے سازباز رکھیں....... حضرت رسول اکرم صلعم نے فرمایا کہ چار خصلتیں ہیں جس میں وہ ہوں خالص منافق ہوگا۔ اور جس میں ان میں سے کوئی ایک ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی۔ جب تک وہ اُسے نہ چھوڑے فرمایا رسول اللہ نے "اربعٌ مَن كُنَّ فيه كان منافقًا خالصا ومن كانت فيه خصلةٌ منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها، اذا اؤتمن خانَ واذا حدّثَ كذبَ واذا عاهدَ غدرَ واذا خاصمَ فجرَ

(یعنی خیانت ۔ کذب ۔ بدعہدی ۔ بدزبانی)

۱۔ پ۱ س۲۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ
آیت ۸
اور کچھ لوگ ایسے (بھی) ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ اور

الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝

روز آخرت پر حالانکہ وہ (بالکل ہی) ایمان دار نہیں۔

تفسیر:۔ نفاق کی بنیاد مدینہ میں پڑی وہ بھی غزوہ بدر کے بعد۔ مدینہ میں منافقین کثرت سے تھے یہ اسلام سے عداوت اور رسول اسلام سے عناد میں ....کافروں سے کچھ کم نہ تھے۔ نفاق یعنی جھوٹا اظہار اسلام مکہ میں نہ تھا۔

۲۔ پ۲۸ س۶۳۔ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ
آیت ۱
جب آپ کے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم لوگ گواہی دیتے ہیں کہ

لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ

آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں تو اللہ کو تو یہ معلوم ہی ہے کہ آپ اس کے رسول ہیں لیکن اللہ

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱

(اس کی بھی) گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں۔

تفسیر:۔ لَكٰذِبُوْنَ ۔ اس کذب کا تعلق خبر سے نہیں مخبر سے ہے۔ یعنی بات تو بجائے خود سچی ہے مگر یہ کہنے والے اسے سچ جان کر نہیں کہہ رہے ہیں۔

(ماجد)

باب ۱۶

اُمتِ محمدی (صلعم)

۱- پ ۲ س ۲- آیت ۱۴۳- وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا

ترجمہ از ماجد:- اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک امت عادل بنادیا ہے تاکہ تم گواہ

شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ط

رہو لوگوں پر اور رسول گواہ رہیں تم پر۔

ترجمہ از آزاد:- اور [مسلمانو! جسطرح یہ بات ہوئی کہ بیت المقدس کی جگہ خانۂ کعبہ قبلہ قرار پایا] اسی طرح یہ بات بھی ہوئی کہ ہم نے تمہیں "نیک ترین امت" ہونے کا درجہ عطا فرمایا "تاکہ تمام انسانوں کیلئے [سچائی کی] گواہی دینے والے ہو اور تمہارے لئے اللہ کا رسول گواہی دینے والا ہو۔

ترجمہ شیخ الہند:- اسی طرح کیا ہم نے تم کو امت معتدل تاکہ ہو تم گواہ لوگوں پر اور ہو رسول تم پر گواہی دینے والا۔

ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی:- اور ہم نے تم کو ایک ایسی جماعت بنادیا ہے جو [ہر پہلو سے] نہایت اعتدال پر ہے تاکہ تم [مخالف] لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو اور تمہارے لئے رسول اللہ گواہ ہوں۔

تفسیر:- نوٹ ۱:- خطاب مسلمانوں سے ہے۔

نوٹ ۲:- یعنی ایسی امّت جو ہر اعتبار اور ہر معیار سے غایت اعتدال پر ہو۔ ہر کجی اور ہر افراط و تفریط سے پاک۔

نوٹ ۳:- وسطاً: عربی زبان میں یہ لفظ خاص مدح کے موقع پر آتا ہے ——

حدیثِ نبوی میں وسط کی تفسیر عدل سے آئی ہے۔

نوٹ ۴:۔ ملّتِ اسلامی انفرادی و اجتماعی دونوں حیثیتوں سے ساری دنیا کے لئے بطور نمونہ کے تیّار کی گئی ہے ۔۔۔۔ آیت سے کمال درجہ کی فضیلت امت اسلامی کی ثابت ہو رہی ہے۔

نوٹ ۵:۔ شہداء سے یہ تنبیہ بھی نکل رہی ہے کہ مسلمانوں کو اخلاقی پستی اور فسق و فجور کی ہر صورت سے بچے رہنا چاہیئے ورنہ پھر اداءِ شہادت کے قابل نہ رہیں گے۔

نوٹ ۶:۔ جسطرح دنیا کی ہر امّت کیلئے نمونہ اور معیار کا کام دینے کے لئے امت اسلامیہ ہے خود اس امت کیلئے معیار کا کام دینے کے لئے رسول اللہ صلعم کی ذات ہے۔ (ماجد)

نوٹ ۷:۔ وَسَطً :۔ درمیانی ــــ معتدل ــــ بہترین ــــ وسط اصل میں اس شے کو کہتے ہیں جو دو کناروں کے درمیان ہو۔ کسی بات میں زیادتی اور غلو کو افراط کہا جاتا ہے اور کمی اور کوتاہی کو تفریط ــــ افراط اور تفریط دونوں مذموم ہیں۔ پسندیدہ میانہ روی ہے۔ جسے اعتدال کہتے ہیں۔ لہٰذا وسط جو افراط تفریط سے خالی ہو معتدل بھی ہو گی اور بہترین بھی (قاموس)

۲۔ پ۴ س۳۔ کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ
آیت ۱۱۰
تم لوگ بہترین جماعت ہو۔ جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ تم بھلائی کا حکم

بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط

دیتے ہو۔ اور برائی سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

تفسیر (۱)۔ یعنی تم اس لئے بنائے گئے ہو۔ کہ لوگ تمہارے قدم پر چلیں تم ساری دنیا کے لئے۔ ایک نمونہ بنا کر بھیجے گئے ہو۔ خطاب امتِ محمّدی اور ملتِ اسلامی سے ہے۔

(۲) ۔۔۔۔ مطلب یہ ہے۔ کہ اے مسلمانوں تم اپنی ذمہ داری پوری طرح محسوس کرو۔ تم توحید کے امانت دار ہو۔ زمین پر اللہ کے نائب و خلیفہ ہو۔ بطور اسکی پولیس کے ہو۔ الٰہی قانون کے نفاذ و تحفظ کے لئے۔ دنیا کے نظام عدل کو برقرار رکھنے کیلئے بھیجے گئے ہو۔۔۔۔

(۳) منکر کے تحت میں آج کے شراب خانہ اور تھیٹر ــــ سنیما اور کنسرٹ ہال۔ ناچ گھر۔

میوزک کالج اسکول آف آرٹ اور تصویر خانہ سب آجاتے ہیں۔ آیت سے ظاہر ہے کہ اس امّت کی خیریت و افضلیت اسی وقت تک ہے۔ جب تک کہ وہ اِن صفات کی حامِل ہے۔

(ماجد)

باب ۱۷

تبلیغ

پ ۴ س ۳ ۔ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ
آیت ۱۰۴
اور ضرور ہے کہ تم میں ایک ایسی جماعت رہے۔ جو نیکی کی طرف بلایا

وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَأُولٰٓئِكَ
کرے اور بھلائی کا حکم دیا کرے اور بدی سے روکا کرے اور پورے

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ ۱۰۴ ؏
کامیاب یہی تو ہیں۔

تفسیر۔ (۱) کسی درجہ میں۔ اور ایک چھوٹے پیمانہ پر تو یہ فرض ہر فردِ امت کا ہے لیکن یہاں مقصود یہ ہے۔ کہ ایک مستقل جماعتِ خاص اسی کام کے لئے ہو ..... خلق کو دعوتِ خیر دے۔ بھلے کاموں کی طرف بُلائے بُرے کاموں سے روکے۔ (ماجد)

(۲) جو شخص امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر قادر ہو ..... اس کے لئے امور واجبہ میں امر و نہی کرنا واجب ہے ..... جو قادر نہو اس پر ..... واجب نہ ہوگا البتہ ہمت کرے تو ثواب ملے گا۔ (تھانوی)

باب ۱۸

پاکی۔طہارت

۱۔ پ ۲ س ۲ ۔ آیت ۲۲۲ .... اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ
بیشک اللہ محبت رکھتا ہے توبہ کرنے والوں سے اور محبت
الْمُتَطَهِّرِیْنَ ۔ ۲۲۲
رکھتا ہے پاک صاف رہنے والوں سے۔

تفسیر:۔ صفائی وطہارت کی یہ روح قرآنی عام ہے۔ اور اس کے تحت میں جسمانی اور ظاہری صفائی پوری طرح آجاتی ہے۔ اسلام کی اس لطافت پسندی۔ نظافت پسندی طہارت پسندی کے مقابلہ میں دوسرے پردہ مذاہب ہیں جن میں قرب حق کا ذریعہ صفائی کو نہیں عین جسمانی گندگی۔ کثافت وغلاظت کو قرار دیا گیا ہے۔ مشرک قوموں میں جو فرقے اگھوری تی کے نام سے ہیں ان کے تفصیلی ذکر سے تو ان **صفحات** کو نجس کرنے کی جرأت نہیں۔ خود مسیحیت کی تاریخ میں صدیوں تک راہبوں کے لئے غسل یا جسم کی شست وشو ایک مستقل معصیت رہی ہے۔ (ماجد)

۲۔ پ ۶ س ۵ ۔ آیت ۶ .... مَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ حَرَجٍ
اللہ نہیں چاہتا کہ تمہارے اوپر کوئی تنگی ڈالے بلکہ وہ تو دیہ)
وَّلٰکِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَهِّرَکُمْ وَلِیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْکُمْ لَعَلَّکُمْ
چاہتا ہے کہ تمہیں خوب پاک صاف رکھے اور تم پر اپنی نعمت پوری کرے تاکہ
تَشْکُرُوْنَ ۔ ۶
تم شکرگذاری کرو۔

تفسیر:۔ (۱) ..... احکام شریعت کو سخت سمجھ لینا ایسا ہی ہے جیسے کوئی

بچہ اپنے شفیق اور تجربہ کار باپ کی ہدایتوں کو۔ یا کوئی مریض اپنے دلسوز اور حاذق طبیب کے احکام کو ظلم و جبر سے تعبیر کرے بلکہ ان دونوں مثالوں سے بھی کہیں بڑھ کر احمقانہ۔

(ماجد)

۲۔ مرشد تھانوی نے فرمایا کہ شرعی رخصتوں سے متنگدل ہونا اور ان پر نفس کا شبہ کرنا جیسا کہ عمل میں غلو رکھنے والے کرتے رہتے ہیں مزاحمت حق ہے۔ (ماجد)

۳۔ پ ۱۱ س ۹۔ آیت ۱۰۸ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ۔ ۱۰۸

اور اللہ خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے۔

۴۔ پ ۲۹ س ۷۴، آیت ۴ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ۔ ۴

اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھئے۔

باب ۱۹

غسل۔ وضو۔ تیمم۔ مسح

پ ۶ س ۵۔ آیت ۶ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ

اے ایمان والو جب تم نماز کو اٹھو تو اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں

فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ

کو کہنیوں سمیت دھو لیا کرو اور اپنے سروں پر مسح کر لیا کرو اور اپنے پیروں کو ٹخنوں سمیت

امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ط

(دھو لیا کرو) اور اگر تم حالت جنابت میں ہو تو (سارا جسم) پاک صاف کرو

وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ط وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى

اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی استنجا

اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ

سے آئے یا تم نے عورت سے صحبت کی ہو پھر تم کو پانی نہ

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ

ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر اس سے مسح

وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ

کر لیا کرو اللہ نہیں چاہتا کہ تمہارے اوپر کوئی تنگی ڈالے بلکہ وہ (یہ)

وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ

چاہتا ہے کہ تمہیں خوب پاک صاف رکھے اور تم پر اپنی نعمت پوری کرے تاکہ

تَشْكُرُوْنَ ۔ (۶)

تم شکر گزاری کرو۔

تفسیری نوٹ ۱:۔ وضو پر وضو کرنے کے استحباب کے سب قائل ہیں۔

نوٹ ۲:۔ اسلام بہ خلاف دوسرے مذہبوں کے باطنی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ ظاہری اور جسمانی صفائی کا بھی بہت قائل ہے اور اس نے اپنی مرکزی عبادت نماز سے قبل وضو کو لازمی ٹھہرایا ہے۔ کہ بغیر اس کے نماز درست ہی نہیں۔

نوٹ ۳:۔ وضو میں فرض صرف چار چیزیں ہیں۔

(۱) چہرہ کا دھونا (۲) ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا (۳) سر کا مسح کرنا یا پانی میں تر کیا ہوا ہاتھ سر پر پھیرنا (۴) پیروں کا ٹخنوں سمیت دھونا۔

نوٹ (۴) ان کے علاوہ اور جو چیزیں ہیں۔ کلی کرنا۔ مسواک کرنا۔ ناک میں پانی لینا غرغرہ کرنا۔ وقس علی ہذا۔ ان میں سے بعض امور مسنون ہیں اور بعض مستحب ہیں۔

نوٹ (۵) سردی لگ جانے کا خوف۔ بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ۔ پانی لانے میں بہت زیادہ دشواریاں۔ یہ ساری چیزیں پانی نہ ملنے ہی کے حکم میں داخل ہیں۔

نوٹ (۶) حنفیہ کے یہاں سردی کے عذر پر بجائے غسل کے تیمم کر لینا بالکل جائز ہے۔

نوٹ (۷) تیمم :- ایسی مٹی پر جو خود غیر طاہر یا گندی نہ ہو۔ دو۔ دو بار ہاتھ مار کر پہلی بار پورے چہرہ اور دوسری بار ہاتھوں پر کہنیوں تک پھیر لینا۔

نوٹ (۸) وضو کے لیے پانی کی بابت امام ابو حنیفہ نے اتنی وسعت رکھی ہے کہ رنگ۔ مزہ۔ یا بُو بدلے ہوئے پانی تک کی اجازت دے دی ہے۔

نوٹ (۹) جنس ارض کی تمام چیزوں پر تیمم جائز ہے ..... شناخت یہ ہے کہ وہ آگ میں نہ جل جائے۔ نہ اس سے پگھل جائے چنانچہ گرد۔ پتھر۔ سرمہ۔ یاقوت۔ زبرجد وغیرہ پر..... عمل جائز ہے۔ البتہ راکھ پر جائز نہیں۔ (اسناجسارم)

نماز

(امور توجہ طلب)

(۱) نماز :- یہ فارسی لفظ ہے معنی ہیں عبادت۔ دعا۔ عاجزی۔ خدمتگاری اور نیاز۔
صلوٰۃ :- یہ عربی لفظ ہے معنی ہیں نماز۔ دعا۔ استغفار۔ بزرگی بیان کرنا۔ پاکی بیان کرنا۔

(۲) بدنی عبادت میں نماز کا اولیں درجہ ہے۔ نماز کی فرضیت اور اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ (میرے شمار کے مطابق) قرآن حکیم کی ایکسو پانچ ۱۰۵ آیت میں بصراحت نماز کا ذکر ہے اور وہ آیات ان کے علاوہ ہیں جن میں رکوع۔ سجود۔ تسبیح اور دیگر اسی قسم کے الفاظ سے بعض مترجمین نے مراد "نماز" لکھی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّین مَنْ اَقَامَھَا اَقَامَ الدِّین وَمَنْ ھَدَمَھَا ھَدَمَ الدِّین۔ (ترجمہ :- نماز دین کا ستون ہے جس نے اُسے قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے اُسے گرا دیا اُس نے دین کو گرا دیا)

حضرت امام بخاریؒ نے فرمایا ہے کہ:۔

اِغتَنِم فِی الفَراغِ فَضلَ رُکوعٍ
فَعَسٰی اَن یَکُونَ مَوتُکَ بَغتَۃً

(فراغت کے وقت رکوع وسجود کو غنیمت سمجھ۔ مبادا کہ اچانک موت آجائے)

کسی شاعر کا شعر ہے کہ:۔

روزِ محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرسش نماز بود

(۳) (الف) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی کہ:۔

"رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ..... پ ۱۳ س ۱۴۔ آیت ۴۰

ترجمہ:۔ اے میرے پروردگار مجھ کو بھی نماز کا پابند رکھئے اور میری نسل میں سے بھی (کچھ کو) تفسیر ماجدی" نماز کی اہمیت اسی سے ظاہر ہے کہ ایک نبی جلیل القدر اپنے حق میں اس کے واسطے دعائے خصوصی کرتے ہیں۔

(ب) حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے سلسلہ میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔

وَکَانَ یَاْمُرُ اَھْلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ۔ پ ۱۶ س ۱۹۔ آیت ۵۵۔

ترجمہ:۔ اور اپنے متعلقین کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے رہتے تھے۔

(تفسیر ماجدی) یہ وصف ایک پیمبر کے سلسلہ میں بیان ہو رہا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اپنے اعزہ اقارب واحباب کو عبادت بدنی و مالی کی ترغیب دلاتے رہنا کتنی بڑی فضیلت کی چیز ہے۔

(ج) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا کہ:۔

"وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ"۔ ۱۶ - ۲۰ - ۱۴

اور میری ہی یاد کی نماز پڑھا کرو۔

(تفسیر ماجدی) اس میں نماز کی غایت بیان کردی۔ کہ اس سے اصل مقصود یاد الٰہی کو دل میں تازہ رکھنا ہے۔

(د) حضرت ذکریا کے سلسلہ میں ارشاد ہے کہ:۔

"وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ" پ۳ ۔ س ۳ ۔ آیت ۳۹

ترجمہ:۔ اور وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے محراب میں۔

(ہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے الفاظ۔ پ۱۶ س ۱۹ ۔ آیت ۳۱ میں ارشاد ہوئے ہیں کہ:۔

"وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا"

اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے جب تک میں (دنیا میں) زندہ رہوں۔

(و) حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بھی بنی اسرائیل کو تاکید فرمائی گئی کہ:۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۔ پ۱ س ۲ ۔ آیت ۴۳

ترجمہ:۔ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور (نماز میں) جھکنے والوں کے ساتھ جھکتے رہو۔ ماجد

(۴) حوالجات مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ نماز کی اہمیت محتاج دلیل نہیں ہے اور نہ مزید وضاحت کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ پ۱۰ س ۹ ۔ آیت ۵ کے سلسلہ میں مفسرین نے یہاں تک لکھا ہے کہ:۔

(الف) ...... ظاہر مسلمانی کی حد ٹھہرائی۔ ایمان لانا، کفر سے توبہ اور نماز اور زکوٰۃ۔ اسی واسطے جب کوئی شخص نماز چھوڑ دے یا زکوٰۃ۔ پھر اس سے امان اٹھ گئی حضرت صدیق نے زکوٰۃ کے منکروں کو برابر کافروں کے قتل فرمایا (موضح القرآن)۔

(۵) اقامت نماز ایسا اہم ترین رکن ہے جس کی پابندی ہر بالغ ذی ہوش کیلئے لازمی ہے اور کسی حالت میں بھی معاف نہیں۔ البتہ حالت جنگ خوف اور سفر کے مواقع پر بعض رعایت اور کمی کی ہدایت ہے۔ جن کے متعلق حسب ذیل آیت قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔

(۱) پ۲ س۲۔ آیت ۲۳۹ (۲) پ۵ س۴۔ آیت ۱۰۱ — ۱۰۲

(۶) نماز۔ کھڑے۔ بیٹھے۔ لیٹے۔ پاپیادہ۔ یا کسی قسم کی بھی سواری پر ادا کیجا سکتی ہے البتہ مولنا تھانویؒ نے پ۵ س۴۔ آیت ۱۰۲ کے متعلق تفسیر میں لکھا ہے کہ "عین قتال کے وقت نماز کو قضا کر دیا جائے گا۔"

(۷) علامہ اقبالؒ نے خوب فرمایا ہے کہ :-

آگیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قوم حجاز

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے

تیری سرکار میں پہونچے تو سبھی ایک ہوئے

(۸) اپنی ملازمت کے زمانے میں ایک مرتبہ کسی فوجداری مقدمہ کے سلسلہ میں جائے واردات کا موقع دیکھنے کیلئے میں ایک کورده مقام پر گیا تھا۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ میرے ہمراہیوں میں ایک چپراسی بھی مسلمان تھا اور میرا ذاتی ملازم بھی۔ واپسی میں دیر ہو گئی افطار کا وقت ہو گیا۔ چنانچہ بستی کے باہر ایک باغ میں قیام کر کے میں نے روزہ افطار کیا اور نماز مغرب ادا کی۔ افطار اور نماز میں میرا ذاتی ملازم اور مسلمان چپراسی شریک تھے۔ باغ کے چاروں طرف اس بستی کے رہنے والوں کا ہجوم تھا جو سب غیر مسلم تھے۔ بعد کو معلوم ہوا کہ بستی والوں میں عرصہ تک تذکرہ رہا کہ فلاں صاحب نے اپنے نوکر اور چپراسی کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور کھانا پیا۔ بالفاظ دیگر اس مساوات کے برتاؤ کو دیکھ کر عام طور پر لوگ بہت متاثر ہوئے۔

(۹) ادائے نماز کی پابندی کے متعلق میری معلومات کے حسب ذیل دو واقعات کا ذکر بے محل نہو گا۔

(الف) مولٰنا محمد علی جوہرؒ کی وفات کے بعد ایک تعزیتی جلسہ میں میرے ایک غیر مسلم دوست نے جو جرمنی سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کرکے آئے تھے بیان کیا کہ جرمنی کے کسی شہر میں (نام مجھ کو یاد نہیں) بہت بڑا جلسہ منعقد تھا۔ مجمع کثیر تھا۔ مولٰنا مرحوم بھی اس جلسہ میں شریک تھے۔ جب نماز کا وقت ہوا تو اسی مجمع میں باوجود جگہ نہونے کے مولٰنا نے کھڑے ہوکر اللہ اکبر کہا اور ہاتھ باندھ لئے۔ ان کی اس حالت کو دیکھ کر مجمع کے کچھ لوگوں نے اتنی جگہ خالی کردی کہ مولٰنا نماز ادا کر سکیں۔ ان صاحب کا بیان تھا کہ مولٰنا مرحوم کی اس پابندیٔ مذہب کو دیکھ کر وہاں لوگ بہت متاثر ہوئے تھے۔

(ب) سابق ریاست گوالیار کے مہاراجہ مادھو راؤ سندھیا اپنے زمانہ میں بہت شہرت یافتہ تھے۔ ان کی ملازمت میں ایک عہدیدار ایک خانصاحب تھے جو فوجی ملازم تو نہیں تھے لیکن ان کو میجر کا اعزاز حاصل تھا۔ اور وہ بہت پابند صوم وصلوٰۃ تھے۔

معتبر راویوں کی زبانی میں نے سنا تھا کہ ایک مرتبہ وہ صاحب مہاراجہ کے ساتھ ہاتھی پر سوار کہیں جارہے تھے مغرب کا وقت ہوا تو ہاتھی چلتے چلتے رک کر بیٹھ گیا۔ خانصاحب ہاتھی سے اترے نماز ادا کی اور پھر آکر ہاتھی پر بیٹھ گئے۔ ہاتھی خود بخود چلنے لگا۔ یہ سب دیکھ کر مہاراجہ بہادر نے بیساختہ فرمایا کہ .... اچھا میجر صاحب کی نماز کیلئے بیٹھا تھا۔ ان میجر صاحب کو بعد میں سر (SiR) کا خطاب بھی حاصل ہوا تھا اور ترقی کرتے ہوئے وزارت کے عہدے پر بھی فائز ہوئے۔ ۱۹۳۶ء کے آخر میں ان کا انتقال ہوا۔ اور یہ بھی ایک اتفاق کہ ماہ مبارک میں بحالت صوم وہ کسی جگہ دورے پر گئے ہوئے تھے واپسی میں دیر ہوگئی۔ افطار کا وقت قریب ہونے کی وجہ سے موٹر گاڑی تیز چلائی گئی۔ حادثہ پیش آیا۔ زخمی ہوئے۔ کچھ عرصہ علیل رہ کر دار فانی کو الوداع کہا۔ ممکن ہے کہ ان کی اولاد میں سے کوئی صاحب پاکستان میں موجود ہوں۔

(۱۰) توشۂ آخرت حصہ اول کے مسودہ میں باب "نماز" کے ضمنی عنوانات حسب ذیل ہیں۔

فصل ۱۔ احکام - ۴۲ آیت
" ۲- مخاطب رسول اکرم صلعم ۹- آیت
" ۳- تہجد ۵ آیت
" ۴- پابندی وقت (مکرر آیت)
" ۵- نماز قصر ایک آیت
" ۶- نماز بوقت خوف ایک آیت
" ۷- نماز بوقت جنگ ایک آیت
" ۸- نماز جمعہ ایک آیت
" ۹- نماز خالصۃً للہ ایک آیت

فصل ۱۰- نمازی کی تعریف و ثواب ۹ آیات
" ۱۱- آداب نماز ۴ آیات
" ۱۲- غفلت نہ برتنے والے ایک آیت
" ۱۳- غفلت برتنے والے ۶ آیات
" ۱۴- بالخصوص عنوان [متفرق] ۱۱ آیات
" ۱۵- مذاہب و ملل سابق ۱۶ آیات
" ۱۶- استہزا- مزاحمت ۳ آیات
" ۱۷- طنز ایک آیت
" ۱۸- منافق کی نماز جنازہ کی ممانعت ایک آیت

جملہ ۱۰۵ آیات

(۱۱) اس حصہ دوم کی اغراض کے لئے صرف چند ضمنی عنوان اور ان میں بھی چند ہی آیات تحریر کی گئی ہیں۔ کیونکہ ابتداء سے یہ امر پیش نظر رہا ہے کہ اس حصہ دوم کی ضخامت زیادہ بھی نہ ہو اور عبادات و دنیاوی معاملات کے متعلق ضروری معلومات بھی مندرج ہونا ممکن ہو۔

باب ۲۰

نماز

فصل ۱ احکام

۱۔ پ۱ س ۲۔ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ
آیت ۴۵ ۴۶

اور صبر اور نماز سے مدد چاہو اور وہ بیشک گراں ہے۔ مگر خشوع رکھنے

اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا

والوں پر (نہیں) جنہیں اس کا خیال رہتا ہے۔ کہ انھیں اپنے پروردگار سے ملنا (بھی) ہے

رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝

اور اس کا کہ انہیں اس کی طرف واپس ہونا ہے۔ [ماجد]

ترجمہ آزاد:۔ اور [دیکھو] صبر اور نماز [کی قوتوں] سے [اپنی اصلاح میں] مدد لو لیکن نماز ایک ایسا عمل ہے جو [انسان کی راحت طلب طبیعت پر] بہت ہی کٹھن گزرتا ہے۔ البتہ جن لوگوں کے دل اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں اور جو سمجھتے ہیں کہ انھیں اپنے پروردگار سے ملنا اور [بالآخر] اس کے حضور لوٹنا ہے تو ان پر یہ عمل کٹھن نہیں ہو سکتا۔

تفسیر ۱:۔ صبر اور نماز دو بڑی روحانی قوتیں ہیں جن سے اصلاح نفس اور انقلاب حال میں مدد لی جا سکتی ہے [آزاد]

تفسیر ۲:۔ نفسیات جدید میں محرک عمل دو ہی چیزیں مانی گئی ہیں۔ ترغیب و ترہیب ترغیب کا جزو اِنَّهُمْ مُلٰقُوْا رَبِّهِمْ میں جزا و اجر کے استحضار سے آگیا اور ترہیب کا جزو اِنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ میں مراقبہ مواخذہ سے آگیا۔ یظنون۔ ظن لغت میں شک اور یقین دونوں کے معنی میں آیا ہے ..... یہاں اکثر ائمہ تفسیر نے یقین ہی کے معنی میں لیا ہے۔ [ماجد]

۲۔ پ۱ س ۲۔ آیت ۱۱۰ وَ اَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوا
اور نماز کی پابندی رکھو۔ اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور جو کچھ بھلائی تم اپنے
لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا
واسطے آگے بھیجدو گے اسے اللہ کے پاس پا لو گے۔ یقیناً تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ اس کا
تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۱۱۰
خوب دیکھنے والا ہے۔

تفسیر (۱) تَجِدُوْهُ : اسے پالو گے یعنی اس کے اجر و ثواب کو پالو گے یہ مراد نہیں کہ بعینہ وہ عمل موجود ملے گا [ماجد]

تفسیر (۲) نماز اور زکوٰۃ یعنی قلبی اور مالی عبادت کی سرگرمی ایک ایسی حالت ہے جس سے جماعت کی معنوی استعداد نشوونما پاتی ہے۔ اور قوی ہوتی ہے جس جماعت میں یہ سرگرمی موجود ہو وہ نہ تو دین سے برگشتہ ہو سکتی ہے نہ اس کی اجتماعی قوت میں کمزوری آسکتی ہے (آزاد)

۳۔ پ۲ س ۲ آیت ۲۳۸ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ
[سب ہی] نمازوں کی پابندی رکھو اور [خصوصاً] درمیانی نماز کی
وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۲۳۸
اور اللہ کے سامنے عاجزوں [کی طرح] کھڑے رہا کرو۔

تفسیر ۱۔ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلٰوةِ: محققین نے محافظت صلوٰۃ کے تین درجہ قرار دیئے ہیں (۱) یہ کہ نماز وقت پر پڑھی جائے اور فرائض و واجبات ترک نہ کئے جائیں۔

(۲) اوسط یہ کہ جسم ہر طرح طہارت ظاہری سے آراستہ ہو۔ طبیعت اکل حلال کی خوگر ہو۔ دل میں خشوع و خضوع ہو سنن و مستحبات کی پوری رعایت رہے۔

(۳) اعلیٰ یہ کہ نماز گویا حق تعالیٰ کے مواجہہ میں ہو رہی ہے اس قدر حضور قلب و استغراق رہے [ماجد]

الصلوٰۃ الوسطیٰ :۔ اکثر ائمہ تفاسیر نے نماز عصر مراد لی ہے اور یہی معنی ۔۔۔۔

حضرت علی ۔۔۔۔۔ تابعین اور امام ابو حنیفہ ۔۔۔۔۔ سے مروی ہوئے ہیں [ماجد]

قٰنتین :۔ (۱) ادب و نیاز میں ڈوبے ہوئے [آزاد]

(۲) لفظ قنوت بہت جامع ہے اور حاوی ہے ذکر اور دعا اور خشوع و

خضوع پر [ماجد]

(۳) ادب سے [قادر]

(۴) فرمانبرداری خشوع و خضوع کرنے والے [قاموس]

۴۔ پ ۵ س ۴۔ آیت ۱۰۳ فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیٰمًا

پھر جب تم نماز کو ادا کر چکو تو اللہ کی یاد میں لگ جانا کھڑے اور بیٹھے

وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ ج فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا

اور لیٹے اور پھر جب تمہیں اطمینان حاصل ہو جائے تو نماز کی اقامت کرو۔ بے شک

الصَّلٰوۃَ ج اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۱۰۳

نماز تو ایمان والوں پر پابندیٔ وقت کے ساتھ فرض ہے۔

تفسیر :۔ اقیموا الصلوٰۃ :۔ ۔۔۔۔۔ اقامت صلوٰۃ سے مراد نماز کا اس کے جملہ

شرائط ہی کے ساتھ ادا کرنا ہوتا ہے۔ [ماجد]

کتابًا موقوتًا :۔ وقت کی قید کے ساتھ فرض کردی گئی ہے [آزاد]

۵۔ پ ۱۶ س ۲۰۔ آیت ۱۳۲ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ط

اور اپنے والوں کو نماز کا حکم دیتے رہیے اور خود بھی اس کے پابند

لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ط نَحْنُ نَرْزُقُكَ ط وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۱۳۲

رہیے ہم آپ سے معاش نہیں چاہتے۔ معاش تو ہم خود آپ کو دینگے اور بہتر انجام پرہیزگاروں

ہی کا ہے۔

تفسیر:- اھلک :- (الف) اہل کے لفظ میں خاندان اور عام مومنین دونوں کا مفہوم شامل ہے۔ فقہاء نے یہاں سے استنباط کیا ہے کہ امر بالمعروف خصوصاً تاکید نماز اپنے متعلقین پر واجب ہے۔ آج جو لوگ ظہر کی نماز کے لئے دفتروں کچہریوں وغیرہ کی مشغولیت کو اور عصر و مغرب وعشاء وغیرہ کے لئے دوسری مشغولیتوں کو عذر بنا کر پیش کرتے ہیں ان سب کا رد آگیا۔ [ماجد]

(ب) یعنی اپنے متعلقین اور اتباع کو بھی نماز کی تاکید فرماتے رہیئے۔ حدیث میں آپ نے فرمایا کہ بچہ جب سات برس کا ہو جائے تو (عادت ڈالنے کے لئے) نماز پڑھواؤ جب دس برس کا ہو تو مار کر پڑھاؤ۔ (شیخ الہند)

تفسیر ۲:- لا نسئلک ..... نرزقک۔

(الف) یعنی مقصود اصلی اکتساب نہیں بلکہ دین اور طاعت ہیں اکتساب کی اسی حالت میں اجازت یا امر ہے۔ کہ ضروری طاعت میں وہ مخل نہ ہو (تھانوی)

(ب) اور خاوند غلام سے روزی کمواتے ہیں وہ خاوند بندگی چاہتا ہے روزی آپ دیتا ہے۔ (قادر)

(ج) ...... اگر فرض نماز اور کسب معاش میں تعارض ہو تو اللہ تعالیٰ اجازت نہیں دیتا کہ کسب معاش کے مقابلہ میں نماز ترک کر دو۔ نماز بہرحال ادا کرنی ہے۔ روزی پہنچانے والا وہی خدا ہے۔ جس کی نماز پڑھتے ہیں۔ الحاصل کسب معاش کے ان ذرائع کا خدا تعالیٰ نے حکم نہیں دیا جو ادائے فرائض عبودیت میں مخل و مزاحم ہوں۔ (عثمانی)

(د) یعنی ہم نماز پڑھنے کے لئے تم سے اس لئے نہیں کہتے ہیں کہ اس سے ہمارا کوئی فائدہ ہے۔ فائدہ تمہارا اپنا ہی ہے...... کہ تم میں تقویٰ پیدا ہوگا جو دنیا اور آخرت دونوں ہی میں آخری اور مستقل کامیابی کا وسیلہ ہے۔

(مودودی)

۶۔ پ۲۱ س ۲۹۔ اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ
آیت ۴۵
جو کتاب آپ پر وحی کی گئی ہے۔ اسے پڑھا کیجئے۔ اور نماز کی پابندی
اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ
رکھئے۔ بیشک نماز بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے روکتی رہتی ہے اور اللہ کی
اَکْبَرُ ؕ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ (۴۵)
یاد بہت بڑی چیز ہے۔ اور اللہ تمہارے سب کاموں کو جانتا ہے۔

فصل ۲ نماز جمعہ

پ۲۸ س ۶۲۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ
آیت ۹
اے ایمان والو جب جمعہ کے دن اذان کہی جائے نماز کے لئے تو
یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِکُمْ
چل پڑا کرو اللہ کی یاد کی طرف اور خرید و فروخت چھوڑ دیا کرو یہ تمہارے حق
خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۹)
میں بہتر ہے۔ اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔

آیت ۱۰۔ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ
پھر جب نماز پوری ہو چکے تو زمین پر چلو پھرو اور اللہ
وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ
کی روزی تلاش کرو اور اللہ کو بکثرت یاد کرتے رہو تاکہ تم
تُفْلِحُوْنَ (۱۰)
فلاح پاؤ۔

فصل ۳۔ نماز پڑھنے والوں کیلئے صلۂ ثواب

۱۔ پ ۹ س ۸۔ آیت ۲ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ

ایمان والے تو بس وہ ہوتے ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر

وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ

کیا جاتا ہے تو ان کے دل سہم جاتے ہیں اور جب انہیں اسکی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ

اِیْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ (۲)

ان کا ایمان بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے پروردگار پر توکل رکھتے ہیں۔

۳۔ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

[اور] نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے

یُنْفِقُوْنَ (۳)

اس میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں۔

۴۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ

یہی لوگ تو سچے [اور پکے] مومن ہیں بڑے درجے ہیں ان کے لئے ان کے

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ (۴)

پروردگار کے پاس اور مغفرت (بھی) اور عزت کی روزی (بھی)

۲۔ پ ۱۸ س ۲۳۔ آیت ۱-۲ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (۱) الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ

یقیناً (وہ) مومنین فلاح پا گئے جو اپنی نماز میں خشوع

صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ (۲)

رکھنے والے ہیں۔

(۱۷)

۳۔ آیت ۹۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ ۹
اور جو اپنی نمازوں کی پابندی رکھنے والے ہیں (بس) یہی
۱۰ - ۱۱۔ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوَارِثُوْنَ (۱۰) الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ
لوگ وارث ہونے والے ہیں جو فردوس کے وارث ہونگے
الْفِرْدَوْسَ ط ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ (۱۱)
اور اس میں (ہمیشہ ہمیش) رہیں گے۔

۴۔ پ ۲۹ س ۷۰۔ آیت ۲۲-۲۳ اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ (۲۲) الَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَاتِھِمْ
ہاں البتہ وہ نمازی (اس حکم میں داخل نہیں) جو اپنی نماز
دَآئِمُوْنَ (۲۳)
میں برابر لگے رہتے ہیں۔

۵۔ پ ۲۹ س ۷۰۔ آیت ۳۴ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَاتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ (۳۴)
اور جو لوگ اپنی نمازوں کی پابندی رکھتے ہیں۔
۳۵۔ اُولٰٓئِکَ فِیْ جَنّٰتٍ مُّکْرَمُوْنَ ۳۵
یہی لوگ بہشتوں میں عزت سے داخل ہونگے۔

فصل ۴ نماز نہ پڑھنے والے

۱۔ پ ۲۹ س ۷۴۔ آیت ۳۹-۴۰ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْیَمِیْنِ (۳۹) فِیْ جَنّٰتٍ یَتَسَآءَلُوْنَ (۴۰)
مگر داہنے ہاتھ والے نہیں کہ وہ بہشت کے باغوں میں ہوں گے۔
۴۱-۴۲۔ عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ (۴۱) مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ (۴۲)
اور مجرموں کے بابت پوچھ پاچھ کر رہے ہوں گے کہ تمہیں کون
سی چیز دوزخ میں لائی ہے۔

۴۳۔ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ (۴۳)

وہ کہیں گے ہم تو نہ نماز پڑھا کرتے تھے۔

۲۔ پ ۲۹ س ۷۵۔ آیت ۲۹ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ (۲۹)

اور پنڈلی پنڈلی سے لپٹنے لگتی ہے۔

۳۰۔ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِنِ الْمَسَاقُ (۳۰)

اس روز تیرے پروردگار ہی کی طرف جانا ہوتا ہے۔

۳۱۔ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى (۳۱)

اس (کافر) نے نہ تو تصدیق کی تھی اور نہ نماز پڑھی تھی۔

۳۴۔۳۵۔ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى (۳۴) ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۳۵

تیری کمبختی پر کمبختی آنے والی ہے۔ پھر تیری کمبختی پر کمبختی آنے والی ہے۔

۳۶۔ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى (۳۶)

کیا انسان اس خیال میں ہے کہ اسے یونہی چھوڑ دیا جائے گا۔

تفسیر:۔ ایمان بغیر نماز کے کامل نہیں ہوتا...... ایمان کے بعد نماز سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں ...... مستحق زجر و ملامت جس طرح عدم ایمان ہے اسی طرح ترک نماز بھی۔

(ماجد)

۳۔ پ ۳۰ س ۱۰۷۔ آیت ۴۔۵۔۶ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ (۴) الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ (۵) الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ (۶)

سو بڑی خرابی ہے۔ ایسے نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز کو بھلا بیٹھتے ہیں (اور) جو ایسے ہیں کہ ریاء کاری کرتے ہیں۔

۲۱۱

زکوٰۃ

(چند امور قابلِ ذکر)

۱:- اسلام کے چار اہم ارکان بیان کرنے کے سلسلہ میں عام طور پر کہا جاتا ہے کہ "نماز۔ روزہ زکوٰۃ۔ حج" لیکن چونکہ قرآن مجید کی آیت میں نماز کے بعد ہی زکوٰۃ کا ذکر ہے۔ اس لئے نماز کے باب کے بعد ہی زکوٰۃ کا باب قائم کیا گیا ہے۔

۲:- قرآن مجید کی بیشتر آیات میں نماز اور زکوٰۃ کا ساتھ ہی ساتھ ذکر ہے۔ اور بعض آیات میں صرف زکوٰۃ کا ذکر ہے۔ جن آیات میں نماز اور زکوٰۃ کا ساتھ ساتھ ذکر ہے ان کی تعداد میرے شمار کے مطابق کم و بیش ۲۶ ہے۔ اور جن آیت میں صرف زکوٰۃ کا ذکر ہے۔ ان کی تعداد میرے شمار کے مطابق کم و بیش ۶ ہے۔ اس تعداد میں وہ آیت شامل نہیں ہیں جن میں بصراحت زکوٰۃ کا ذکر نہیں ہے اور لفظ "انفاق" سے بعض مفسرین نے زکوٰۃ مراد ہونا لکھا ہے۔

اس حصہ دوئم کی اغراض کے لئے صرف چند آیت تحریر کی گئی ہیں

۳۔ توشۂ آخرت حصہ اوّل کے مسودہ میں زکوٰۃ کے باب کے تحت جو ضمنی عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔ ان کی فہرست حسب ذیل ہے۔

فصل ۱:- حکم ادائے زکوٰۃ۔ فصل ۲:- رقم زکوٰۃ کا خرچ۔

" ۳:- زکوٰۃ ادا کرنے والوں کی تعریف اور ثواب۔

" ۴:- وہ لوگ جو زکوٰۃ ادا کرنے میں غفلت نہیں برتتے۔

" ۵:- زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے۔ فصل ۶:- اقوام و ملل سابق۔

" ۷:- بلا مخصوص عنوان (متفرق)

۴:- زکوٰۃ کے لغوی معنی ہیں افزونی۔ زیادتی۔ پاکیزگی۔ اصطلاح شرعی میں

مال کا وہ حصہ جسے مالدار (صاحب نصاب) شریعت کے حکم کے مطابق راہ خدا میں نکالتا ہے۔ اسے زکوٰۃ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ مالدار کے مال میں زیادتی اور پاکیزگی پیدا کرتی ہے نیز صاحب مال کے اخلاق میں جلا اور اس کے درجات میں اضافہ کا باعث بنتی ہے .... زکوٰۃ سے فقیروں کی امداد اور بیکسوں کی دستگیری ہوتی ہے .... زکوٰۃ کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا عملی شکر ہے اور موجب رحمت و برکت ہے۔ آیۃ کریمہ۔ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْد .... زکوٰۃ کا ادا کرنے والا راہ خدا میں اس عزیز ترین چیز کو قربان کر کے تسلیم و رضا کی روح کو بیدار کرتا ہے .... زکوٰۃ اگر ایک طرف انسان کو اپنے خالق کا وفادار بندہ بناتی ہے تو دوسری طرف مخلوق کو ایک دوسرے کے گلے ملاتی ہے .... آج بھی اگر دنیا اسلام کے اس عادلانہ نظام کو قبول کر لے جو اشتراکیت اور سرمایہ داری کی افراط و تفریط کے درمیان ایک معتدل راہ ہے۔ اور جس کا ایک جزو "زکوٰۃ" بھی ہے تو وہ تباہی و بربادی کی اس خوفناک منزل پر پہونچنے سے محفوظ رہ سکتی ہے جہاں غریب امیروں کا خون چوسنے اور امیر غریبوں کی ہڈیاں چبانے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔

اسلام کے اس حیرت انگیز انقلاب آفریں اجتماعی نظام سے مسحور ہو کر اٹلی کا مشہور مورخ کاتیانی یہ کہنے پر مجبور ہو گیا ہے کہ اسلام کی ظاہری صورت مذہبی ہے مگر اس کی روح اقتصادی اور اجتماعی ہے۔ اسی طرح روسی مصنف بندلی جوزی دعویٰ کرتا ہے کہ اسلام محض ایک دینی فکر نہ تھا بلکہ ایک اقتصادی و اجتماعی مسلک تھا۔

(ماخوذ از قاموس)

۵۔ زکوٰۃ کے وجوب اور مقدار کے متعلق "سنن ابو داؤد شریف" کی دو عبارات سے مفصل معلومات حاصل ہو گی جو درج ذیل ہیں۔

(۱) ۴، ۱۳۷۔ ف ۔ نصاب اس حد کو کہتے ہیں جس سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

ف ۔ اونٹ کا نصاب پانچ اونٹ ہیں اور چاندی کا پانچ اوقیہ ہیں۔ اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہے سب دو سو درم ہوئے ہر ایک درم تین ماشہ اور ایک رتی اور پانچواں حصہ رتی کا ہوتا ہے۔ دو سو درم چھ سو تیس ماشہ ہوئے جس کی ساڑھے باون تولہ چاندی ہوئی یہی نصاب چاندی کا ہے۔ اور سونے کا نصاب دوسری حدیث میں بیس دینار ہے جس کے ساڑھے سات تولہ ہوتے ہیں یہی نصاب ہے سونے کا۔ جب نصاب کے برابر سونا چاندی ہو تو چالیسواں حصہ نصاب زکوٰۃ کا ہر سال دیوے اور جس قدر زیادہ روپیہ اشرفیاں ہوں اس میں سہل حساب یہ ہے کہ فیصدی دو روپیہ آٹھ آنے دے یہی چالیسواں حصہ ہے۔ اور پیداوار کا نصاب پانچ وسق فرمایا وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع آٹھ رطل اور رطل آدھ سیر کا۔ تو ساٹھ صاع کے چھ من ہوئے چالیس سیر کے حساب سے اور پانچ وسق سے تیس من ہوئے اگر اس قدر پیداوار غلہ یا میوہ ہو تو اس میں دسواں حصہ یعنی تین من زکوٰۃ دینا ہوگی اس سے کم میں کچھ لازم نہ آوے گا۔

(۱) ۸، ۱۳۷۔ ف ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ...... وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ؀

جو لوگ گاڑ رکھتے ہیں سونے اور چاندی کو اور خرچ نہیں کرتے اس کو اللہ کی راہ میں تو ان کو خبر دو دکھ کی مار کی جس دن گرم کیا جاویگا وہ جہنم کی آگ میں پھر داغی جاویں گی ان کی پیشانیاں اور پسلیاں اور پیٹھیں ان کی اور کہا جاوے گا یہ وہ ہے جو جوڑ رکھا تھا تم نے اپنے واسطے اب چکھو اس کا مزہ جس کو تم جوڑتے تھے۔ لغت میں کنز اس مال کو کہتے ہیں جو زمین میں دفن کیا جاوے اور شرع میں اس مال کو کہتے ہیں

جس کی زکوٰۃ نہ دی جائے۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ ایک عورت آئی رسول اللہ کے پاس اس کی بیٹی بھی اس کے ساتھ تھی اور بیٹی کے ہاتھ میں دو کنگن تھے موٹے موٹے سونے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس کی زکوٰۃ دیتی ہے وہ بولی نہیں آپ نے فرمایا تجھکو اچھا معلوم ہوتا کہ خدا قیامت کے دن تجھ کو دو کنگن آگ کے پہنا دے عبداللہ نے کہا اس عورت نے اسی وقت یہ سن کر کنگنوں کو اتارا اور رسول اللہ کے سامنے ڈال دیا اور کہا یہ اللہ اور رسول کے واسطے ہیں۔

نوٹ نمبر۱:۔ آیۃ کریمہ کا جو ترجمہ اوپر درج ہوا ہے اس کی اس عبارت سے کہ "جس دن گرم کیا جاوے گا وہ جہنم کی آگ میں" ممکن ہے کہ کسی شخص پر ..... "وہ" کی ضمیر واضح ہو۔ لہٰذا تفسیر ماجدی سے یہ ترجمہ درج کیا جاتا ہے "اس روز (واقع ہوگا) جبکہ اس (سونے چاندی) کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا۔"

نوٹ نمبر۲:۔ ابتدائی سطور میں جو آیت کریمہ تحریر ہوئی ہے۔ اس کا حوالہ یہ ہے۔ "پ ۱۰ س ۹۔ آیت ۳۴۔ ۳۵۔

نوٹ نمبر۳:۔ آیت ۳۴۔ ۳۵۔ کے تحت تفسیر ماجدی کی عبارت کا اقتباس حسب ذیل ہے ..... حدیث نبوی اور اصطلاح شرعی میں کنز سے مراد وہ مال لیا گیا ہے جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے اور جس کی زکوٰۃ ادا ہوتی رہے اس پر اطلاق کنز کا نہ ہوگا..... جس کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی وہ کنز ہے چاہے سطح زمین پر کھلا پڑا ہو ...... اتنی صریح شدید مؤکد وعید عذاب سے ظاہر ہے کہ بڑے بڑے کوٹھی والے مہاجنوں بینکروں کی طرح سونے چاندی کے ڈھیر پر ڈھیر جمع کرتے رہنے کی گنجائش اسلام میں نہیں۔

۶۔ پ۱۰ س ۹۔ آیت ۶۰۔ میں رقم زکوٰۃ کے خرچ کی مدات ارشاد ہوئی ہیں۔ اس آیہ کے تحت مولانا ماجد دریا آبادی نے جو تفسیر تحریر کی ہے وہ نمبر شمار ۴۔ کے تحت درج کی گئی ہے۔ اس آیۃ کریمہ کی تفسیر کے سلسلہ میں مولانا آزاد نے طویل مضمون لکھا ہے۔ اس کا

اقتباس بھی سطور مابعد میں درج کیا جاتا ہے۔ تفسیر ماجدی، مولانا آزاد کے مضمون اور اس عبارت کو جو سلسلہ ۲ پر درج کی گئی ہے بیک وقت پیش نظر رکھنے سے اسلام کے اس اہم رکن زکوٰۃ کی اہمیت اس کے اجتماعی فوائد بخوبی ظاہر ہوں گے۔ دراصل یہ اسلامی معاشی پروگرام کے ضمن میں شمار ہونا چاہیئے۔

۷۔ مولانا آزاد کے مضمون کا اقتباس حسب ذیل ہے۔

(۱) فقیر اُسے کہیں گے جس کے پاس ضروریات زندگی کے لئے کچھ نہ ہو..... مسکین...... ایسے اشخاص ہیں جو وسائل معیشت کا اہتمام نہیں کر سکتے...... فقیر اور مسکین میں یہ فرق ہے کہ فقیر کو سوال کرنے میں عار نہیں ہوتا لیکن مسکین کو اس کی خودداری طلب والحاح کی اجازت نہیں دیتی......

حدیث میں آنحضرت نے مسکین کی یہ تعریف کی ہے "جسے ایسے وسائل میسر نہیں کہ تونگر کریں جس کا فقر ظاہر نہیں کہ لوگ خیرات دیں جو خود سوال کے لئے کھڑا نہیں ہوتا کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔ (حدیث ختم)

ایسے علماء دین جو دین کی تعلیم و خدمت کے لئے وقف ہو گئے ہوں اور فکر معیشت کے لئے وقت نہ نکال سکیں مساکین میں داخل ہیں...... ایسے افراد جن کو نوکری نہ ملتی ہو یا باوجود سعی کامل کے کوئی اور راہ معیشت نہ نکلتی ہو یقیناً مساکین میں داخل ہیں...

(۲)..... یہ خصوصیت صرف اسلام کی ہے...... کہ ہر مستطیع مسلمان پر ایک خاص ٹیکس مقرر کر دیا جو اسے اپنی تمام آمدنی کا حساب کرکے سال بہ سال ادا کرنا چاہیئے...... اور اسے اس درجہ اہمیت دی کہ اعمال میں نماز کے بعد اسی کا درجہ ہے..... حضرت مسیح نے یہ نہیں کہا کہ اتنا دیدو بلکہ یہ کہا کہ سب کچھ دیدو...... لیکن چونکہ اسلام کی طرح کوئی معین نظم قائم نہیں کیا اس لئے تعلیم محض زہد و ترک دنیا کا ایک اعلیٰ مقام بن کر رہ گئی۔

(۳) ..... قرآن یہ نہیں چاہتا کہ دولت کسی ایک گروہ کی ٹھیکہ داری میں آجائے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ دولت ہمیشہ سیر و گردش میں رہے ...... یہی وجہ ہے کہ وراثت کا نظام قائم کیا...... اور سود کا لین دین حرام کر دیا .... جس قوم میں سود کا جذبہ اُبھرے گا اس کے غالب افراد شقاوت و محرومی میں مبتلا رہیں گے۔ جس قوم میں خیرات کا جذبہ ابھرے گا اس کا کوئی فرد محتاج و مفلس نہیں رہے گا۔

(۴) ...... اگر مسلمان آج اور کچھ نہ کریں صرف زکوٰۃ کا معاملہ ہی احکام قرآنی کے مطابق درست کرلیں ..... تو ان کی تمام اجتماعی مشکلات و مصائب کا حل خود بخود ہو جائے گا۔

(۵) [زکوٰۃ کا نظام شرعی] ...... قرآن نے زکوٰۃ کا معاملہ ایک خاص نظام سے وابستہ کر دیا ہے اور اسی نظام کے قیام پر اس کے تمام مقاصد و مصالح کا حصول موقوف ہے۔ زکوٰۃ ایک ٹیکس ہے ..... جس طرح آجکل انکم ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ پس اس کی ادائیگی کا طریقہ یہ نہ تھا کہ ہر شخص خود ہی اپنا ٹیکس نکالے اور خود ہی خرچ بھی کر ڈالے بلکہ یہ تھا کہ حکومت اپنے کلکٹروں کے ذریعہ ہر شخص سے وصول کر کے بیت المال میں جمع کرے اور پھر ضروریات وقت کے مطابق جس مصرف کو مقدم دیکھے اس میں خرچ کرے۔

۶- ...... بنو امیہ کے زمانہ میں جب نظام خلافت بدل گیا اور حکام ظلم و تشدد پر اتر آئے تو بعض لوگوں کو خیال ہوا کہ ایسے لوگ ہماری زکوٰۃ کے کیوں امین سمجھے جائیں لیکن تمام صحابہ نے یہی فیصلہ کیا کہ زکوٰۃ انھیں کو دینی چاہیئے ......
عہد عباسیہ تک یہ نظام بلا استثنار قائم رہا لیکن ساتویں صدی ہجری میں جب تاتاریوں کا سیلاب تمام اسلامی ممالک میں امنڈ آیا اور نظام خلافت معدوم

ہوگیا تو سوال پیدا ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیئے .... اس وقت پہلے پہل اس بات کی تخم ریزی ہوئی کہ زکوٰۃ کی رقم بطور خود خرچ کر ڈالی جائے .... مگر ساتھ ہی فقہا نے اس پر بھی زور دیا کہ جن ملکوں میں اسلامی حکومت قائم نہیں رہی ہے ...... وہاں مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ کسی اہل مسلمان کو اپنا امیر مقرر کرلیں تاکہ اسلامی زندگی کا نظام قائم رہے۔

اگر کہا جائے کہ ...... اسلامی حکومت موجود نہیں۔ اس لئے ..... انفرادی طور پر خرچ کرنے لگے تو شرعاً اور عقلاً یہ عذر مسموع نہیں ہوسکتا ...... کس نے مسلمانوں کے ہاتھ اس بات سے باندھ دیئے تھے کہ اپنے اسلامی معاملات کے لئے ایک امیر منتخب کرلیں یا ایک مرکزی بیت المال پر متفق ہوجائیں یا ویسی ہی انجمن بنالیں جیسی انجمنیں بے شمار غیر ضروری باتوں کیلئے ـــ انھوں نے جابجا بنالی ہیں ..... لوگ اصلاح کیلئے طرح طرح کے ہنگامے بپا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں انجمنوں اور قومی چندوں کے ذریعہ وقت کی مشکلوں اور مصیبتوں کا علاج ڈھونڈ نکالیں گے حالانکہ مسلمانوں کے لئے اصلی سوال یہ نہیں ہے کہ کوئی نیا طریقہ ڈھونڈ نکالیں سوال یہ ہے کہ اپنے گم گشتہ طریقہ کا کھوج لگائیں

درازیِ شب و بیداریِ من ایں ہمہ نیست
زبخت من خبر آرید تا کجا خفتہ است

(۷) اگر محض دولتمند افراد کے عطیوں اور قومی انجمنوں کے نظام سے قوم کا اقتصادی مسئلہ حل ہوسکتا تو آج یورپ اور امریکہ سے بڑھ کر کون ہے جو ان دونوں باتوں کا انتظام کرسکتا ہے؟ لیکن معلوم ہے کہ ان کا کوئی قومی فنڈ اور کوئی قومی نظام بھی نچلے طبقوں کی بیکاری اور متوسط طبقہ کا افلاس روک نہ سکا۔ اور اب اجتماعی مسئلہ کا ہلاکت آفریں خطرہ ان کے سروں پر منڈلا رہا ہے ... اس صورت حال کا علاج صرف وہی ہے جو اسلام نے تیرہ سو برس پہلے تجویز کیا تھا یعنی قانون سازی کے ذریعہ قوم

کی پوری کمائی کا ایک خاص حصہ کمزور افراد کی خبر گیری کے لئے مخصوص کر دینا کہ

.... تُؤخَذُ مِنْ اَغْنِیَاءِ ہِمْ فَتُرَدُّ اِلٰی فُقَرَاءِ ہِمْ"

اور کہ

"کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَاءِ مِنْکُمْ" (پ ۲۸ س ۵۹ - آیت ۷)

(۸) .... زکوٰۃ کی نوعیت عام خیرات کی سی نہیں بلکہ یہ اپنے پورے معنوں میں ایک انکم ٹیکس ہے جو اسلامی حکومت نے ہر کمانے والے فرد پر لگا دیا تھا بشرطیکہ اس کی کمائی اس کی ذاتی ضروریات زندگی سے زیادہ ہو۔

موجودہ زمانہ کے انکم ٹیکس میں اور اس میں دو باتوں کا فرق ہے۔ ایک یہ کہ اپنی نوعیت میں یہ زیادہ وسیع ہے۔ یعنی صرف کاروبار کی گھٹتی بڑھتی آمدنی ہی پر عائد نہیں ہوتا بلکہ اندوختہ پر بھی واجب ہوتا ہے اگرچہ اس سال کوئی آمدنی نہ ہوئی ہو .... نیز ملکیتیں ..... جو بڑھنے کی استعداد رکھتی ہوں مثلاً مویشی۔ دوسری یہ کہ مقصد کے لحاظ سے یہ ایک خاص مصرف رکھتا ہے جس کی مختلف صورتیں معین کر دی گئی ہیں۔ اسٹیٹ کو حق نہیں کہ ان مصارف کے علاوہ کسی دوسرے مصرف میں خرچ کرے۔

(۹) قرآن نے یہودیوں کی اس گمراہی کا ذکر کیا ہے جو انھوں نے احکام شرع کی تعمیل سے بچنے کے لئے شرعی حیلے نکال لئے تھے۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں میں بھی اس گمراہی نے سر اُٹھایا حتیٰ کہ حیلہ کا معاملہ بعض کتب فقہ کا ایک مستقل باب بن گیا۔ ازاں جملہ ایک حیلہ زکوٰۃ کے باب میں بھی مشہور ہے ...... کہ جو شخص زکوٰۃ سے بچنا چاہے وہ کسی آدمی سے بخش دینے اور بخشوا لینے کا فرضی معاملہ کرے .... مثلاً شوہر نے اپنی بیوی سے رجب کے مہینہ میں کہہ دیا کہ میں نے اپنا مال تجھے ہبہ کر دیا اس نے کہا قبول اب شوہر پر زکوٰۃ نہیں رہی .. .. البتہ بیوی پر پڑ گئی بشرطیکہ بارہ مہینہ گذر جائیں لیکن وہ بارہ مہینہ کیوں گذرنے دیگی وہ جمادی الاول میں شوہر سے کہہ دیگی میں نے تمام مال اب تمہیں ہبہ کر دیا اس طرح

اس نیک بخت سے بھی زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی ...... لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ احکام شرع کی تعمیل میں اس طرح کی حیلہ بازی نکالنی فسق و ضلالت کا انتہائی مرتبہ ہے ...... اور صرف عملی زندگی ہی کو نہیں بلکہ ایمان و فکر کو بھی تاراج کر دینے والا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جونہی اس طرح کے حیلوں کا چرچا پھیلا تمام سلف امت نے اس پر انکار عظیم کیا اور آئمہ و فقہا میں کوئی نہیں جس نے انھیں جائز رکھا ہو۔

(۱۰) حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے کوئی خاص اسلامی عمل ہی ترک نہیں کر دیا ہے بلکہ ان کی پوری زندگی غیر اسلامی ہو گئی ہے ...... زاویہ نگاہ غیر اسلامی ہو گیا ہے وہ اگر اسلامی احکام پر عمل بھی کرنا چاہتے ہیں تو غیر اسلامی طریقہ سے اور یہ دینی تنزل کی انتہا ہے۔

(۱۱) یہ سمجھنا غلط ہے کہ زکوٰۃ دے دینے کے بعد انفاق و خیرات کے تمام اسلامی فرائض ختم ہو جاتے ہیں ...... اسلام نے مسلمانوں کو جس طرح کی زندگی بسر کرنے کی تلقین کی ہے محض اپنی اور اپنے بیوی بچوں کے لئے ہی کی زندگی نہیں ہے بلکہ منزلی، خاندانی، معاشرتی، جماعتی، اور انسانی فرائض کی ادائیگی کی ایک پوری آزمائش ہے اور جب تک ایک انسان اس آزمائش میں پورا نہیں اترتا اسلامی زندگی کی لذت اس پر حرام ہے۔

اس پر اس کے نفس کا حق ہے۔ بیوی بچوں کا حق ہے۔ والدین کا حق ہے رشتہ داروں کا حق ہے ہمسایہ کا حق ہے اور پھر تمام نوع انسانی کا حق ہے۔ اس کا فرض ہے کہ اپنی استطاعت اور مقدور کے مطابق یہ تمام فرائض ادا کرے ...... یہی وجہ ہے کہ قرآن نے اعمال میں سے کسی عمل پر اتنا زور نہیں دیا جس قدر نماز اور انفاق پر .... مومن وہ ہیں جن کا ہاتھ ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔

(۱۲) یہ سمجھنا کہ جہاں سال میں ایک مرتبہ زکوٰۃ کا ٹیکس دیدیا۔ انفاق فی سبیل اللہ کے تمام مطالبات پورے ہو گئے صریح قرآن کی تعلیم سے اعراض کرنا ہے۔ زکوٰۃ تو ایک خاص قسم کا ٹیکس ہے اور ایک خاص مقصد کے لئے لگایا گیا ہے جو سال میں ایک مرتبہ

دنیا پڑتا ہے لیکن ہماری زندگی کا ہر چوبیس گھنٹے ہم سے انفاق کا مطالبہ کرتا ہے اگر ہم اسلامی زندگی کا توشہ لے کر دنیا سے جانا چاہتے ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ حسب استطاعت اس کے تمام مطالبات پورے کریں۔

باب ۲۱

زکوٰۃ

۱۔ پ ۱ س ۲ ۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ وَمَا تُقَدِّمُوْا
آیت ۱۱۰
اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور جو کچھ
لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا
بھلائی تم اپنے واسطے آگے بھیجو گے اُسے اللہ کے پاس پالو گے۔ یقیناً تم جو کچھ کر رہے
تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (۱۱۰)
ہو اللہ خوب دیکھنے والا ہے۔

۲۔ پ ۸ س ۶ ۔ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ
آیت ۱۴۱
اور وہ ہی (اللہ) تو ہے جس نے باغ پیدا کیے (ٹٹیوں پر)
مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ
چڑھائے ہوئے اور بغیر چڑھائے ہوئے اور کھجور کے درخت اور کھیتی کہ ان کے کھانے کی
وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ
چیزیں مختلف ہوتی ہیں اور زیتون اور انار باہم مشابہ (بھی) اور غیر مشابہ (بھی) اس
اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ڮ وَلَا تُسْرِفُوْا ۭ
کے پھلوں میں سے کھاؤ جب وہ نکل آئے اور اس کا حق (شرعی) اس کے کاٹنے کے دن

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ (۱۴۲)

ادا کر دیا کرو اور اسراف مت کرو بیشک اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

تفسیر:۔ اس کا حق دو جس دن کٹے یعنی زکوٰۃ اور مال کی زکوٰۃ ہے برس کے بعد اور اس کی زکوٰۃ اُسی دن جس دن ہاتھ لگے۔ جو زمین اپنے مِلک میں ہو اور اس میں خراج نہ آتا ہو اس کے حصول میں حق اللہ کا ہے۔ اگر پانی دیئے سے ہو تو بیسواں حصّہ اور اگر بن پانی دیئے ہو۔ تو دسواں حصّہ (موضح القرآن)

۳۔ پ ۹ س ۷ ... قَالَ عَذَابِىٓ أُصِيبُ بِهِۦ مَنْ أَشَآءُ ۖ وَ
آیت ۱۵۶
(اللہ نے) فرمایا اپنا عذاب میں اسی پر واقع کرتا ہوں جس کیلئے چاہتا

رَحْمَتِى وَسِعَتْ كُلَّ شَىْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ

ہوں اور میری رحمت تو ہر چیز پر پھیلی ہوئی ہے سو اُسے ان لوگوں کیلئے تو ضروری ہی لازم کر دونگا

يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَوٰةَ وَالَّذِينَ هُم بِـَٔايَٰتِنَا يُؤْمِنُونَ (۱۵۶)

جو خوفِ خدا رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو لوگ ہماری نشانیوں پر ایمان رکھتے ہیں

۴۔ پ ۱۰ س ۹۔ إِنَّمَا الصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَٰكِينِ وَالْعَٰمِلِينَ
آیت ۶۰
صدقات (واجبہ) تو صرف غریبوں اور محتاجوں اور کارکنوں کا حق

عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ وَالْغَٰرِمِينَ

ہے جو ان پر مقرر ہیں نیز ان کا جن کی دلجوئی منظور ہے اور (صدقات کو صرف کیا

وَفِى سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ

جائے) گردنوں (کے چھڑانے) میں اور قرضداروں (کے قرضہ ادا کرنے) میں اور اللہ کی راہ

وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (۶۰)

میں اور مسافروں کی (امداد) میں یہ (سب) فرض ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ بڑا علم

والا ہے بڑا حکمت والا ہے۔

تفسیر:۔ نوٹ ۱:۔ انّما:۔ کلمہ حصر ہے۔ یعنی صرف انہی مدوں میں کسی اور مد میں نہیں۔

نوٹ ۲:۔ صدقٰت:۔ سے مراد یہاں صدقہ واجب ہے یعنی زکوٰۃ۔ (ماجد)

نوٹ ۳:۔ فقیر:۔ وہ نادار ہے جو سوال کرے (ماجد)

فقیر کے معنی ہیں جس کے پاس کچھ نہو (تھانوی)

نوٹ ۴:۔ مسکین:۔ وہ نادار ہے جو سوال کرے (ماجد) مسکین کے معنی ہیں جس کے پاس نصاب سے کم ہو (تھانوی)

۵:۔ والعٰملین:۔ یعنی جو ان صدقات کی تحصیل وصول کرنے پر مامور ہیں ان کی تنخواہوں میں۔

۶:۔ مؤلفۃ القلوب:...... انسانوں کا ہر وہ گروہ جس کی طرف سے ...... اسلامی حکومت کو کوئی نہ کوئی خطرہ درپیش ہو...... امام اور حکومت وقت کی صوابدید پر ہے۔

۷۔ فی الرقاب:۔ یعنی غلاموں کے آزاد کرنے کی مد میں۔

۸:۔ غارمین:۔ خواہ وہ قرضدار بجائے خود غنی و متمول ہی ہو۔ جس کے پاس دس ہزار روپیہ موجود ہو اور گیارہ ہزار کا مثلاً قرضدار ہے اسکو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ دنیا میں شاید اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جس نے مقروضوں کے ساتھ عملی ہمدردی کا سبق دیا ہے۔ اور اس گروہ کو بھی فقراء و مساکین ہی کی طرح حاجتمند سمجھا ہے۔

فاضل گرامی مولٰنا گیلانی لکھتے ہیں:۔ یہ دنیا کا وہ مظلوم گروہ ہے جس کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک تو بڑی بات ہے، اس وقت تک دنیا کی حکومتوں نے ان کے ستانے والوں اور ظلم و تشدد کے پہاڑ توڑنے والوں کو صرف زبانی نہیں بلکہ قانونی امداد و اعانت کو اپنا فریضہ قرار دے رکھا ہے۔ ہر حکومت کی فوجی اور عسکری

قوت اس کے لئے تیار رہتی کہ مقروضوں کے ذمہ قرضخواہوں کا جو دین و مطالبہ ہے۔ صرف اصل ہی نہیں بلکہ سود۔ در سود کے ساتھ اس کو وصول کروایا جائے۔ خواہ اس راہ میں اس کی ساری جائداد گھر کا سارا اثاثہ ہی کیوں نہ نیلام ہو جائے یہ ایک واقعہ ہے اور تہذیب و تمدن کی برقی روشنیوں میں سے یہ اندھیر کھلم کھلا اودھم مچائے ہوئے ہے"

(ماجد)

۹۔ فی سبیل اللہ۔ یعنی مجاہدین کی امداد میں۔ بعض نے حاجیوں کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔ بعض نے دینی طالب علموں کو بھی۔ بعض فقہا نے یہاں تک توسیع سے کام لیا۔ کہ طاعت الٰہی میں ہر قسم کے جدوجہد کرنیوالوں کو اس میں داخل کر دیا ہے۔

۱۰۔ فریضۃً من اللہ۔ یہ تاکید ہے ان احکام کے واجب العمل ہونے کی

(ماجد)

۱۱۔ مصارف زکوٰۃ میں یہ شرط ہے۔ کہ جس کو زکوٰۃ دی جائے وہ مالک کر دیا جائے بدونِ تملیک زکوٰۃ ادا نہ ہوگی (تھانوی)

روزہ

(چند تشریحی امور)

(۱) صوم کے معنی لغت میں رکنے کے ہیں ـــــ... اصطلاح شرعی میں خالص اللہ کے واسطے کھانے پینے...... اور دیگر ممنوعات شرعیہ سے فجر سے غروب آفتاب تک رکنے کو صوم کہتے ہیں۔

(۲) روزہ [رمضان] ۲ھ میں فرض ہوا۔

(۳) روزہ دین کی ان بنیادی احکام میں سے ہے جو تمام امتوں میں مشترک

رہے ہیں۔ اگرچہ......... آداب و شرائط میں فرق رہا ہو...... قرآن کریم میں حضرت مریم کے قصہ میں ان کا قول نقل کیا گیا ہے [ترجمہ آیۃ کریمہ "میں نے رحمٰن کے نام پر روزہ کی نیت کر رکھی ہے لہٰذا آج کسی سے نہ بولوں گی"] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں روزہ کی شرائط میں سے ایک شرط خاموشی بھی تھی۔

(۴) روزہ کوئی سزا نہیں ہے...... بلکہ یہ ایک جسمانی و روحانی ریاضت ہے جس میں بہت سے منافع متصور ہیں

(۵) ایک حدیث میں رسول اکرم صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ [ترجمہ "روزہ ڈھال ہے" اور دوسری حدیث میں فرمایا ہے کہ "روزے نصف صبر ہیں اور جو روزہ ان مقاصد کا وسیلہ نہ بنے اس کو مردود قرار دیا ہے۔

(۶) روزہ ایک ایسا عمل ہے جس کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں ہو سکتا...... اگر روزہ دار خود ہی ظاہر نہ کرے...... ان امور کے علاوہ روزہ اور متعدد معاشرتی۔ معاشی — سیاسی اور طبی فوائد پر مشتمل ہے۔ (ماخوذ از قاموس القرآن)

(۷) بدگوئی بدنظری بدزبانی حرام ہمیشہ ہی ہیں رمضان میں حرام تر ہو جاتی ہیں — SIR W.T. ARNOLD مسیحی معاندین کے جواب میں لکھتے ہیں کہ ماہ رمضان کے روزوں کے سلسلہ میں صرف اس قدر کہنا ہے کہ دین کا یہ رکن بجائے خود اس خیال کی تردید کے لئے کافی ہے کہ اسلام کی ترویج عیش پرستیوں کے جائز کر دینے سے ہوئی — کارلائل کے بقول محمدؐ کا مذہب تن آسانی کا مذہب نہیں ہے۔ (ماجد)

(۸) شریعت نے افطار و سحر ان دونوں اوقات کی کوئی ایسی حد بندی نہیں کی ہے جس سے چند سیکنڈ یا منٹ اِدھر اُدھر ہو جانے سے آدمی کا روزہ خراب ہو جاتا ہو...... حدیث میں آتا ہے کہ "حضورؐ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص سحری کھا رہا ہے اور اذان کی آواز آجائے تو فوراً چھوڑ نہ دے۔ بلکہ اپنی حاجت بھر کھا پی لے"

اسی طرح انطار کے وقت بھی غروب آفتاب کے بعد خواہ مخواہ دن کی روشنی ختم ہونے کا انتظار کرتے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ نبی صلعم سورج ڈوبتے ہی بلال کو آواز دیتے تھے کہ لاؤ ہمارا شربت۔ بلال عرض کرتے کہ یارسول اللہ ابھی تو دن چمک رہا ہے آپ فرماتے کہ جب رات کی سیاہی مشرق سے اٹھنے لگے تو روزہ کا وقت ختم ہوجاتا ہے (تفہیم القران)

(۹) توشۂ آخرت حصہ اوّل کے مسوّدہ میں روزہ کے باب کے تحت حسبِ ذیل ضمنی عنوانات قائم کئے گئے ہیں اور ان کے تحت آیت اور ترجمہ کے علاوہ کسی حد تک تفصیلی تفاسیر نقل کی گئی ہیں۔

فصل نمبر (۱) احکام (۲) بعض رعایت (۳) سحری (۴) اعتکاف (۵) بشارت ثواب (۶) مخاطب ازواج مطہرات (۷) مخاطب حضرت مریم صدیقہ (۸) لیلۃ القدر۔

باب ۲۲

روزہ

۱۔ پ ۲ س ۲۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ
آیت ۱۸۳
اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے جیسا کہ ان لوگوں پر
كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (۱۸۳)
فرض کیے گئے جو تم سے قبل ہوئے ہیں عجب نہیں کہ تم متقی بن جاؤ۔

آیت ۱۸۴۔ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۚ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا
(یہ روزے) گنتی کے چند روز کے (ہیں) پھر تم میں سے جو شخص

اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ

بیمار ہو یا سفر میں ہو اس پر دوسرے دنوں کا شمار رکھنا (لازم ہے)

يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا

اور جو لوگ اُسے مشکل سے برداشت کرسکیں ان کے ذمہ فدیہ ہے (کہ وہ) ایک

فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

مسکین کا کھانا ہے اور جو کوئی خوشی سے نیکی کرے اس کے حق میں بہتر ہے اور اگر تم علم

تَعْلَمُوْنَ (۱۸۴)

رکھتے ہو تو بہتر تمہارے حق میں یہی ہے کہ تم روزے رکھو۔

۲۔ پ۲ س۲۔ آیت ۱۸۵ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ

ماہِ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اُتارا گیا ہے۔ وہ لوگوں

هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ

کے لئے ہدایت ہے۔ اور (اسمیں) کھلے ہوئے (دلائل ہیں) ہدایت اور (حق و باطل

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا

میں) امتیاز کے۔ سو تم میں سے جو کوئی اس مہینے کو پائے لازم ہے کہ وہ (مہینہ بھر)

اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ

روزہ رکھے اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو (اس پر) دوسرے دنوں کا شمار

الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا

رکھنا (لازم ہے) اللہ تمہارے حق میں سہولت چاہتا ہے۔ اور

اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۱۸۵)

تمہارے حق میں دشواری نہیں چاہتا اور یہ چاہتا ہے) کہ تم شمار کی تکمیل

کرلیا کرو۔ اور یہ کہ تم اللہ کی بڑائی کیا کرو۔ اس پر کہ تمہیں راہ بتادی عجب نہیں کہ تم شکر گذار بن جاؤ۔

۳- آیت ۱۸۷ ...... وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ

اور کھاؤ اور پیو جب تک کہ تم پر صبح کا

الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ

سفید خط سیاہ خط سے نمایاں ہو جائے پھر روزہ کو رات

اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ...... (۱۸۷)

(ہونے) تک پورا کرو۔

تشریح:۔ **حج** :۔ لفظی معنیٰ قصد کرنا۔

ارادہ کرنا۔ اصطلاحِ شریعت میں حج کہتے ہیں زیارتِ بیت اللہ کا اس کے آداب و شروط کے ساتھ ارادہ کرنے کو۔ انسان کی فطرت ہے کہ وہ وعظ و نصیحت سے اتنا متاثر نہیں ہوتا جتنا عملی نمونہ سے ...... خداوندتعالیٰ نے ایسے بندگانِ خاص کو بھی مبعوث فرمایا جو ...... عام بندوں کے لئے نمونہ اور مثال بن سکتے ہیں... یوں تو ہر نبی اپنی انوکھی شان رکھتا ہے لیکن حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور خاتم الانبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کلِ سرسبد کی حیثیت رکھتے ہیں قرآنِ کریم نے ان دونوں بزرگوں کی زندگی اور ...... قربانی کو خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کے لئے نمونۂ عمل قرار دیا ہے .... **حج** ۔ حج ابراہیم علیہ السلام کی راہِ مولا میں فداکاری ...... کی یاد تازہ کرتا ہے۔ جب وہ اپنے آقا اور مولا کے حکم سے اپنی پیاری بیوی اور معصوم بچّے کو ایک لق و دق وادی میں تنِ تنہا اس لئے چھوڑ کر چلے گئے تھے کہ وہ سب سہاروں سے الگ ہو کر صرف اللہ کے سہارے زندگی کی منزلیں طے کریں — سفرِ حج ...... جاں سپارانہ زندگی کے مناظر کی یاد تازہ کر کے ایمان کی روشنی ...... کو تیز کر دیتا ہے

..... اسی لئے یہ چوتھا رکن قرار دیا گیا۔ (قاموس)

(۲) عُمرۃ :- اس کے لغوی معنی آباد جگہ کا قصد کرنا اور زیارت کرنا ہیں اور اصطلاحِ شرع میں میقات سے احرام باندھ کر خانہ کعبہ کا طواف کرنا ہیں اور اس کے بعد صفا و مروۃ پر سعی کرنا عمرۃ ہے ..... عمرے کے لئے کوئی مخصوص وقت نہیں ہے۔ ایام حج کے علاوہ سال بھر میں جب جی چاہے عمرۃ ادا کیا جا سکتا ہے ..... امام اعظمؒ کے نزدیک عمرۃ صرف سنت ہے۔ (قاموس)

باب ۲۴

حج

۱۔ پ س ۳۔ ...... وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ
آیت ۹۷

اور لوگوں کے ذمہ ہے۔ حج کرنا اللہ کے لئے اس مکان

إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (۹۷)

کا (یعنی) اس شخص کے ذمہ جو وہاں تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو۔ اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے۔

تفسیر: نمبر۱۔ استطاعتِ سبیل سے مراد وہاں تک پہونچ جانے کے ذرائع واسباب ہیں۔ (ماجد)

نمبر۲ :- حج، عباداتِ اسلامی کا چوتھا فریضہ بشرطِ استطاعت عمر میں ایک بار فرض ہے۔ گویا دنیائے اسلام کی بین الاقوامی سالانہ کانگریس ہے۔

نمبر۳ :- ارکانِ حج یعنی جو چیزیں فرض ہیں وہ تین ہیں (۱) پوشش احرام، یعنی حدودِ حرم میں داخلہ سے پہلے عام لباس اتار کر احرام یا بلا سلا ہوا لباس پہن لینا (۲) میدان عرفات میں ۹۔ ذی الحجہ کو حاضری ..... مصطلح میں اسے

وقوف کہتے ہیں (۳) طوافِ زیارت یعنی وقوف کے بعد خانۂ کعبہ کا طواف۔ (ماجد)

نوٹ:۔ فرائض کے علاوہ چند واجبات ہیں جن کا ذکر اس موقعہ پر ضروری نہیں ہے۔

۲۔ پ ۱۷ س ۲۲ آیت ۲۶ الحج منزل ۴ — وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ (۲۶)

اور (وہ وقت یاد دلائیے) جب ہم نے ابراہیم کو بیت اللہ کی جگہ بتادی (اور حکم دیا) کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو پاک رکھنا طواف کرنیوالوں اور قیام ورکوع وسجود کرنے والوں کے لئے۔

۳۔ ۲۷۔ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ (۲۷)

اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو لوگ تمہارے پاس پیدل بھی آئینگے اور دُبلی اونٹنیوں پر بھی جو دور دراز رستوں سے پہنچی ہوں گی۔

تفسیر:۔ نمبر ۱۔ البیت — بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ تو آنا۔ یعنی خانہ کعبہ کی عمارت — اوس وقت موجود نہ تھی۔ حضرت ابراہیم نے ہدایت غیبی پاکر وہاں تعمیر شروع کی۔

نوٹ ۲:۔ ذکر بیت کے ساتھ ہی ممانعتِ شرک کا ذکر اس لئے نہایت ہی مناسب ہوا کہ کسی نافہم کو تعظیم بیت سے پرستش بیت کا اور اسکے معبد ہونے سے اس کے معبود ہونے کا وہم نہ پیدا ہو جائے۔ [ماجد]

نوٹ (۲) کہتے ہیں کعبہ شریف کی جگہ آگے سے بہت بزرگ تھی پھر بعد مدتوں کے نشان نہ رہا تھا۔ حضرت ابراہیم کو حکم ہوا پھر عمارت بنائی اور تازہ کیا ایک بادل غیب

سے آکر کھڑا ہوا اس کی چھاؤں پر لکیر ڈالی اور بنیاد رکھی۔ اور امتوں میں رکوع نہ تھا یہ خاص اسی امت میں ہے تو خبر دی کہ آگے لوگ ہوں گے اس کو آباد کرنے والے۔

[موضح القرآن]

نوٹ ۱۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس اعلان کا حکم اُس وقت ملا تھا جب دنیا نہ تار سے واقف تھی نہ ٹیلیفون سے ..... لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا معلوم کس لاہوتی اسٹیشن سے ...... اس پیام کو نشر کیا کہ روئے زمین کے ہر براعظم کے ایک ایک گوشہ میں سمندر کے ایک ایک جزیرے میں یہ آواز پہونچ گئی اور ہزاروں برس گزر چکے کہ خلقت آج تک اس بے آب و گیاہ سرزمین کی طرف کھنچی چلی آتی ہے ..... مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ جب یہ حکم ملا ہے حضرت ابراہیم نے عرض کیا کہ اے پروردگار میری آواز کون سب کے کانوں تک پہنچائے گا؟ جواب ملا کہ ہم! (ماجد)

نوٹ ۱۴۔ اس عنوان حج کے تحت مزید آیات کریمہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) پ۲ س۲۔ آیت ۱۵۸ - ۱۸۹، ۱۹۶ و ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۳، (۲) پ۱۰ س۹۔ آیت ۳ (۳) پ۱۷ س۲۲۔ آیت ۲۸ - ۲۹ -

---

باب ۲۴

قربانی

۱۔ پ۱۷ س ۲۲۔ لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ
آیت ۲۸
تاکہ اپنے فوائد کے لئے آموجود ہوں اور تاکہ ایام معلوم میں اس کا
فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ
نام لیں ان چوپاؤں پر جو اللہ نے ان کو عطا کئے ہیں پس تم بھی اس میں سے کھاؤ اور
فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ (۲۸)
مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلاؤ۔

تفسیر۔ ع۱۔ ایام معلومٰت :۔ مراد قربانی کی تاریخیں ۱۰-۱۱-۱۲ ذی الحجہ ہیں۔ ع۲ :۔ چوپاؤں سے مراد قربانی کے جانور اونٹ گائے بھیڑ بکری ہیں۔

ع۳ :۔ قربانی کا منکر سطحی دماغ والا گروہ حال میں پیدا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ قرآن میں کہیں قربانی کا ذکر نہیں ملتا۔ کاش وہ قرآن ہی پر غور کرنا سیکھے اور اس آیت سے قربانی کی اہمیت کا سبق لے۔ (ماجد)

۲۔ پ۱۷ س ۲۲۔ وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ
آیت ۳۶
اور قربانی کے جانوروں کو ہم نے تمہارے لئے اللہ (کے دین) کی یادگار میں
فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ ۖ فَإِذَا
بنا دیا ہے تمہارے حق میں ان ہی کے اندر بھلائی (رکھ دی گئی) ہے سو تم انہیں کھڑے کر کے
وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ
ان پر اللہ کا نام لیا کرو پھر جب وہ کروٹ کے بل گر پڑیں تو خود بھی ان میں سے
كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۔ (۳۶)
کھاؤ اور بے سوالی اور سوالی کو بھی کھلاؤ ہم نے اس طرح ان (جانوروں) کو تمہارے

زیر حکم کر دیا تاکہ تم شکر ادا کرو۔

تفسیر:- ۱- بُدن جمع ہے بدنہ کی۔ اصل معنی ہیں موٹا تازہ اونٹ کے لیکن اہل عربیت نے اس سے گائے اور اونٹ دونوں مراد لیے ہیں...... قربانی کے دوسرے جانور یعنی بھیڑ بکری بھی اس حکم میں داخل ہیں۔

۲- یہ خاص ذکر اونٹ کی قربانی کا ہے اس کو اس طریقہ پر ذبح کیا جاتا ہے..... اس کی قربانی افضل بھی ہے.....

۳- قانع وہ ہے جو صبر کیے بیٹھا رہے جو کچھ بھی مل جائے اسے قبول کر لیتا ہے۔

۴- معتر- وہ ہے جو بیقرار ہو کر مانگتا رہتا ہے۔

۵- بعض عارفین نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلعم قربانی کا گوشت اہتمام کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔ (ماجد)

آیت ۳۷- لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ

اللہ تک نہ ان کا گوشت پہونچتا ہے اور نہ ان کا خون البتہ اس کے پاس

يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۭ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ

تمہارا تقویٰ پہونچتا ہے اسی طرح۔ اللہ نے انہیں تمہارا زیرحکم کر دیا ہے تاکہ تم اللہ کی بڑائی

لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۭ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ (۳۷)

بیان کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت دی اور آپ اخلاص والوں کو خوشخبری سنا دیجیے۔ ماجد

تفسیر:- یعنی اجر تو تمہارے اخلاص و نیت تقرب پر ملتا ہے۔ آیت نے قربانی کے سلسلہ میں ایک بڑی اہم اصل کا بیان کر دیا۔ (ماجد)

نوٹ:- قربانی کے تعلق میں مزید آیات کریمہ درج ذیل ہیں (۱) پ۲ س۲- آیت ۱۹۶- (۲) پ۶ س۵- آیت ۲- (۳) پ۷ س۵- آیت ۹۵ (۴) پ۷ س۵- آیت ۹۷ (۵) پ۱۷ س۲۲- آیت ۳۲-۳۳ (۶) پ۳۰ س۱۰۸- آیت ۲-

باب ۲۵

کِراماً کاتبین

"نام ہے ان دو فرشتوں کا جو بندوں کے اعمال و افعال لکھتے ہیں۔" (قاموس)

۱۔ پ ۲۶ س ۵۰۔ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ
آیت ۱۷-۱۸
(انہیں اس وقت کی یاد دلایئے) جب دو گرفت میں لینے والے فرشتہ

الشِّمَالِ قَعِيْدٌ (۱۷)

داہنے اور بائیں بیٹھنے والے گرفت میں لاتے رہتے ہیں ۔۱۷

۱۸۔ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ

وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالنے پاتا مگر یہ کہ اس کے پاس ہی ایک

عَتِيْدٌ (۱۸)

تاک میں لگا رہنے والا تیار ہے۔

تفسیر:۔ ۱۔ حدیث میں آتا ہے کہ دو فرشتہ ہر وقت اور ہر حال میں انسان کے ساتھ رہتے اور اس کے ہر چھوٹے سے چھوٹے عمل کو نیک ہو یا بد دیکھتے رہتے ہیں ...... رجسٹر میں درج کر لیتے ہیں ...... داہنی طرف کا فرشتہ نیکی کے اعمال لکھتا رہتا ہے اور بائیں طرف کا بدی کے اعمال ......

۲۔ اعمال کے بعد ذکر اقوال کا ہے۔ منہ سے ادھر بات نکلی نہیں کہ ادھر کاتب فرشتوں نے اسے نوٹ کر لیا ...... آیت کا استحضار رہے تو مسلمان سے کبھی بھی گناہ صادر نہ ہو سکے؟ (ماجد)

۲۔ پ ۳۰ س ۸۲۔ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ (۱۰)
آیت ۱۰-۱۱-۱۲
درآنحالیکہ تمہارے اوپر (ہماری طرف سے) یاد رکھنے والے۔

كِرَامًا كَاتِبِيْنَ (۱۱)

معزز لکھنے والے (مقرر) ہیں۔

يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ (۱۲)

وہ جانتے ہیں اس کو جو کچھ تم کر رہے ہو۔

تفسیر:- اصلاح عمل کے لئے ان آیتوں کا مراقبہ بہت مفید ہے (تھانوی)

مزید آیات (۱) پ۱۱ س ۱۰- آیت ۲۱ (۲) پ۲۵ س ۴۳ - آیت ۸۰

باب ۲۶

سکرات۔ نزع

۱- پ۷ س ۶- آیت- وَلَوْ تَرٰى إِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِىْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ

۹۳- الانعام
منزل ۲

کاش آپ اس وقت دیکھیں جب یہ ظالم موت کی سختی میں

وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا أَيْدِيْهِمْ أَخْرِجُوْٓا أَنْفُسَكُمْ

ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ (ان کی طرف) بڑھا رہے ہوں کہ اپنی جانیں

اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ

(جلد) نکالو۔ آج تمہیں ذلت کا عذاب ملے گا بہ سبب اس کے کہ تم اللہ پر جھوٹ اور اللہ کے ذمہ

عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ (۹۳)

ناحق باتیں جوڑا کرتے تھے۔ اور تم اللہ کی نشانیوں کے مقابلہ میں تکبر کیا کرتے تھے۔

تفسیر:- .... صاف ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ انسان کی جان یا روح

اس کے جسم سے الگ یا مغایر ایک چیز ہے۔

(ماجد)

۲۔ پ ۲۶ س ۵۰۔ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ
آیت ۱۹۔ قٓ
منزل ۷
اور آپہنچی موت کی بے ہوشی سچائی کے ساتھ یہی وہ
مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ (۱۹)

(حقیقت) ہے جس سے تو بدکتا رہتا تھا۔

۳۔ پ ۲۷ س ۵۶۔ فَلَوْلَآ إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ (۸۳) وَأَنْتُمْ
آیت ۸۳
سو جس وقت روح حلق تک آپہنچتی ہے اور تم اس
حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ (۸۴) وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ
وقت تکا کرتے ہو اور ہم تم سے بھی زیادہ قریب اس شخص کے ہوتے
وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ (۸۵)

ہیں البتہ تم نہیں سمجھتے ہو۔

تفسیر۔ موت اور روح کا منظر (ماجد)

۴۔ پ ۲۹ س ۷۵۔ كَلَّآ إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ (۲۶)
القیمۃ
آیت ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸
ہرگز نہیں۔ جب جان ہنسلی تک پہونچ جاتی ہے۔
وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ (۲۷) وَّظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ (۲۸)

اور پکارا جانے لگتا ہے کہ ارے کوئی جھاڑنے والا بھی ہے اور (مرنیوالا)

سمجھ لیتا ہے کہ اب مفارقت (کا وقت) ہے۔

۲۹ ــ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ (۲۹)

اور پنڈلی پنڈلی سے لپٹنے لگتی ہے۔

۳۰ ــ إِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِنِ الْمَسَاقُ (۳۰)

اس روز تیرے پروردگار ہی کی طرف جانا ہوتا ہے۔

نوٹ:۔ آیات مندرجہ بالا کے علاوہ اور بھی متعدد آیات ہیں جن کو درج نہیں کیا گیا ہے۔

باب ۲۷

قبض روح

۱۔ پ۲۱ س ۳۲۔ آیت ۱۱ السجدہ۔ منزل ۵ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ (۱۱)

آپ کہہ دیجئے تمہاری جان موت کا فرشتہ قبض کرتا ہے جو تم پر متعین کردیا گیا ہے پھر تم اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

تفسیر:۔ فرشتہ موت کوئی فاعل مختار نہیں محض ایک درمیانی واسطہ ہے اللہ ہی کا مقرر کیا ہوا۔ اس میں ان مشرک جاہلی قوموں کا رد آ گیا جن کے ہاں موت کا دیوتا ایک مستقل و متصرف حاکم ہے۔ (ماجد)

۲۔ پ۳۰ س ۷۹۔ آیت ۱ تا ۵ النزعت وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا (۱) وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا (۲) وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا (۳) فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا (۴) فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا (۵)

قسم ہے جان سختی سے نکالنے والوں کی اور بند آسانی سے کھول دینے والوں کی اور پیرتے ہوئے چلنے والوں کی پھر تیزی سے دوڑنے والوں کی پھر ہر امر کی تدبیر کرنے والوں کی (کہ قیامت آ کر رہے گی)

تفسیر:۔ مراد دونوں لفظوں میں فرشتے ہیں۔ جو کافروں کی جان انتہائی سختی کے ساتھ اُن کے پور پور میں گھس کر اور رگ رگ میں ڈوب کر نکالتے ہیں۔ اور مومنوں کی اس آسانی کے ساتھ کہ گویا بند کھول دیا ہے۔ (ماجد)

باب ۲۸

موت

۱۔ پ ۴ س ۳۔ آیت ۱۸۵ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ
ہر جان دار کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو تمہاری پوری مزدوری
اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ
تو بس قیامت کے دن ہی ملیگی تو جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل
الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۱۸۵
کیا گیا سو وہی کامیاب ہیں اور دنیا کی زندگی تو کچھ بھی نہیں بجز ایک دھوکے کے سودے کے۔

تفسیر:۔ ایک اس عقیدہ کا استحضار رہے تو ہر انسان کس قدر فرشتہ خصلت بن جائے۔ (ماجد)

۲۔ پ ۵ س ۴۔ آیت ۷۸ النساء اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ
تم جہاں کہیں بھی ہو گے وہیں تمہاری موت آلے گی خواہ تم
كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ
مضبوط قلعوں ہی میں ہو۔

۳۔ پ ۱۷ س ۲۱۔ آیت ۳۵ الانبیاء كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ
ہر جان دار موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور ہم تم کو آزماتے ہیں برائی اور
وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ (۳۵)
بھلائی سے خوب طرح اور ہماری ہی طرف تم لوٹ کر آؤ گے۔

تفسیر:۔ انسان جب تک...... زندہ رہے گا اس کا امتحان ہوتا رہیگا.... شر سے مراد انسان کے مخالف طبع حالات ہیں مثلاً مرض۔ افلاس وغیرہ... خیر سے مراد انسان کے موافق طبع حالات ہیں۔ صحت خوش حالی وغیرہ۔ (ماجد)

باب ۲۹

قبر

۱- پ ۳۰ س ۸۰ - قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ (۱۷) مِنْ اَيِّ شَيْءٍ
آیت ۱۷ تا ۲۲

انسان پر اللہ کی مار وہ کیسا ناشکرا ہے! (اللہ نے) اسے کس

خَلَقَهٗ (۱۸) مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ (۱۹) ثُمَّ

(حقیر) چیز سے پیدا کیا نطفہ سے اُسے پیدا کیا پھر اسے انداز (مناسب) سے

السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ (۲۰) ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ (۲۱) ثُمَّ

بنایا پھر اس کے لئے راستہ آسان کر دیا پھر اسے موت دی پھر اسے قبر میں لے گیا پھر جب

اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ (۲۲)

چاہے گا اُسے دوبارہ زندہ کر دے گا۔

نوٹ ۱:۔ فاقبرہٗ۔ پھر قبر میں رکھوا دیا اس کو یعنی مرنے کے بعد اس کی لاش کو قبر میں رکھنے کی ہدایت کر دی تاکہ زندوں کے سامنے یونہی بے حرمت نہ ہو۔

(عثمانی)

۲:۔ اس سے مراد انسان کا قبر میں لے جایا جانا ہے اس کے مصداق کے لئے تدفین ظاہری لازم نہیں۔ آگ میں جل کر پانی میں غرق ہو کر درندوں کی غذا بن کر ہر حال میں اور ہر صورت سے انسان جاتا عالم قبر ہی میں ہے۔ (ماجد)

۲- پ ۳۰ س ۱۰۲ - اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ (۱) حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ (۲)
آیت ۱ تا ۴

فخر کرنا تمہیں غافل کئے رہتا ہے تا آنکہ تم قبرستانوں میں پہنچ جاتے

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (۳) ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (۴)

ہو ہاں ہاں تمہیں عنقریب معلوم ہوا جاتا ہے۔ ہاں ہاں تمہیں عنقریب معلوم ہوا جاتا ہے۔

تفسیر۔ (۱) آیت میں اس عام حقیقت کا بیان ہے کہ دنیوی جاہ و مال سامان۔ قوت۔ شوکت پر فخر و ناز اور ان کی محبت و طلب۔ آخرت فراموش انسان کے قلب پر غفلت کے پردے ڈالے رہتے ہیں اور اس میں خوف خداو خشیت الہٰی پیدا ہی نہیں ہونے دیتے۔ یہاں تک کہ موت کا وقت آجاتا ہے اور انسان قبر میں پہنچ جاتا ہے۔

(۲) یہ ساری غفلتیں محض عارضی ہیں۔ آنکھ بند ہوتے ہی عالم برزخ شروع ہوجائے گا اور اسی کے ساتھ کشف حقائق بھی۔ خود ہی جان لوگے کہ اصل حقیقت کیا تھی اور تم اس دنیا میں کیسی شدید حماقت اور بھول میں پڑے رہے۔ (ماجد)

(امیر مینائیؒ)

تنہا نئے مکان میں مجھے بخت لائے ہیں
بچھڑے کھڑے ہوئے ہیں جو اپنے پرائے ہیں
دونوں کنارے قبر کے پہلو دبائے ہیں
دہشت کا ہے مقام نکیرین آئے ہیں

آغوش لحد میں جب کہ سونا ہوگا
جز خاک نہ تکیہ نہ بچھونا ہوگا
تنہائی میں آہ کون ہوئے گا انیس
ہم ہوئیں گے اور قبر کا کونا ہوگا

باب ۳۰

نفخ صور

۱۔ پ ۲۳ س ۳۶۔ وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی
آیت ۵۱
اور صور پھونکا جائے گا سو وہ لوگ یک بیک قبروں سے
رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ (۵۱)
(نکل نکل) اپنے پروردگار کی طرف جلدی جلدی چلنے لگیں گے۔
آیت ۵۲۔ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا سكتہ
کہیں گے ہائے ہماری کمبختی کس نے ہم کو ہماری خواب گاہوں
هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ (۵۲)
سے اٹھایا۔ یہ وہی ہے جس کا (خدائے) رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیمبروں نے سچ کہا تھا۔

تفسیر:۔ (۱) ھٰذا...... المرسلون۔ یہ پورا ٹکڑا قیامت کے دن فرشتوں کی زبان سے ادا ہوگا۔

۲۔ نفخ فی الصور۔ مراد صور کا نفخہ ثانی ہے۔ جب وہ از سر نو زندہ ہو کر اکھٹے ہو جائیں گے

۳۔ برزخ کی درمیانی زندگی حشر برپا ہونے پر خواب کی زندگی معلوم ہوگی (ماجد)

(۲) پ ۲۹ س ۷۸۔ يَوْمَ يُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا (۱۸) وَّ
آیت ۱۸
وہ دن جب صور پھونکا جائے گا تو تم لوگ گروہ
۱۹۔ فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا (۱۹) وَّ
گروہ ہو کر آؤ گے اور آسمان کھل جائے گا سو اس میں دروازہ ہی دروازہ ہو جائیں گے۔ اور

۲۰ ۔ سُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا (۲۰)

پہاڑ (جگہ سے) ہٹا دیئے جائیں گے سو وہ ریت کی طرح ہو جائیں گے۔

تفسیر:۔ صور کے نفخہ اول کے وقت یہ سارا نظام تکوینی درہم برہم ہو جائیگا۔

۳۔ پ ۳۰ س ۷۹۔ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ (۶) تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ (۷)

آیت ۶-۷ جس دن ہلا ڈالنے والی چیز ہلا ڈالے گی۔ جس کے بعد

۸-۹ قُلُوبٌ يَوْمَئِذٍ وَاجِفَةٌ (۸) أَبْصَارُهَا

ایک پیچھے آنے والی چیز آجائے گی۔ (بہت سے) دل اس روز دھڑک

خَاشِعَةٌ (۹)

رہے ہوں گے ان کی آنکھیں جھک رہی ہوں گی۔

تفسیر:۔ مراد صور کا نفخہ اولیٰ اور نفخہ ثانی۔ پہلا نفخہ ہر زندہ مخلوق کو فنا کر دے گا۔ دوسرا نفخہ ہر مردہ چیز کو از سر نو زندہ کھڑا کر دے گا۔

اس عنوان کی جملہ آیات تحریر نہیں کی گئی ہیں

باب ۳۱

قیامت

۱۔ پ ۷ س ۶۔ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ طِينٍ ثُمَّ قَضَىٰ أَجَلًا

آیت ۲۔ الانعام منزل ۲ وہ [اللہ] وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر

وَأَجَلٌ مُسَمًّى عِنْدَهُ ثُمَّ أَنْتُمْ تَمْتَرُونَ (۲)

ایک وقت مقرر کیا اور معین وقت اسی کے علم میں ہے پھر

بھی تم شک رکھتے ہو۔

۲۔ پ ۹ س ۷۔ آیت ۱۸۷ الاعراف
يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ۖ
یہ لوگ آپ سے قیامت کی بابت دریافت کرتے ہیں کہ اس کا
قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا
وقوع کب ہوگا آپ کہہ دیجیے کہ اس کا علم تو بس میرے پروردگار
لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۘؔ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا
ہی کے پاس ہے اس کے وقت پر اسے کوئی نہ ظاہر کریگا۔ بجز اس [اللہ] کے بھاری
تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ
[حادثہ] ہے وہ آسمانوں اور زمین میں وہ تم پر محض اچانک ہی آپڑے گی آپ سے دریافت
قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
کرتے بھی ہیں تو [اس طرح کہ] گویا آپ اس کی تحقیق کر چکے ہیں آپ کہہ دیجیے کہ اس
لَا يَعْلَمُوْنَ (۱۸۷)
کا علم تو بس اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ [یہ بھی] نہیں جانتے۔

۳۔ پ ۱۷ س ۲۲۔ آیت ۷
وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ
اور (اس سبب سے بھی کہ) قیامت آنے والی ہے اس میں ذرا
وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ (۷)
شبہ نہیں اور اللہ دوبارہ اُٹھائے گا انہیں جو قبروں میں ہیں۔

۴۔ پ ۲۳ س ۳۶۔ یٰسین منزل ۵ آیت ۴۸-۴۹
وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ
اور یہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب (پورا) ہوگا اگر تم سچے ہو
صٰدِقِيْنَ (۴۸) مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً
یہ لوگ بس ایک آواز سخت کے منتظر ہیں کہ وہ انھیں
تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ (۴۹)
آپکڑے گی اور یہ لوگ آپس میں لڑ جھگڑ رہے ہوں گے پھر نہ تو وصیت کرنے کی

۵۰۔ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَّلَآ إِلَىٰٓ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ۵

فرصت ہوگی اور نہ اپنے گھر والوں کے پاس واپس جا سکیں گے۔

۵۳۔ إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَإِذَا هُمْ

وہ بس ایک زور کی آواز ہوگی جس سے سب یکا یک جمع ہو کر

جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ (۵۳)

ہمارے سامنے حاضر کر دیئے جائیں گے۔

۵۴۔ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ

پھر اس دن کسی شخص پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا اور تم کو بدلہ بھی بس

إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ (۵۴)

ان ہی کاموں کا ملے گا جو تم کیا کرتے تھے۔

۶۵۔ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰٓ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ

آج ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور ہم سے ان کے ہاتھ کلام

أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (۶۵)

کریں گے اور ان کے پاؤں شہادت دیں گے کہ یہ لوگ کیا کیا کرتے رہتے تھے۔

۵۔ پ ۲۹ س ۷۵۔ يَسْـَٔلُ أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيَٰمَةِ (۶) فَإِذَا بَرِقَ

الْقِيَٰمَة
آیت ۶ تا ۱۵

پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب آئیگا سو جس روز آنکھیں

الْبَصَرُ (۷) وَخَسَفَ الْقَمَرُ (۸) وَجُمِعَ

خیرہ ہو جائینگی اور چاند بے نور ہو جائے گا اور چاند اور

الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ (۹) يَقُولُ الْإِنسَٰنُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ (۱۰)

سورج ایک حالت کے کر دیئے جائیں گے اس روز انسان کہے گا کہ اب کدھر بھاگوں

كَلَّا لَا وَزَرَ (۱۱) إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ (۱۲)

ہرگز نہیں کہیں پناہ کی جگہ نہیں۔ اس وقت ٹھکانا صرف آپ کے پروردگار کے پاس

يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَ اَخَّرَ (۱۳) بَلِ

ہوگا۔ اس روز انسان کو سب اگلا پچھلا کیا ہوا جتلا دیا جائیگا (بلکہ) اصل یہ ہے

الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ (۱۴) وَّ لَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ (۱۵)

کہ انسان خود ہی اپنی حالت پر خوب مطلع ہوگا گو وہ اپنے حیلے پیش لائے۔

۶- پ ۳۰ س ۷۹- يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا (۴۲)

النّٰزعٰت
آیت ۴۲ تا ۴۴

یہ لوگ آپ سے قیامت کی بابت سوال کرتے ہیں کہ اس کا وقوع

فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا (۴۳) اِلٰى رَبِّكَ

کب ہوگا سو اس کے بیان (کرنے) سے آپ کو کیا سروکار؟ اس کا مدار تو

مُنْتَهٰهَا (۴۴)

(صرف) آپ کے پروردگار کی طرف ہے۔

۷- پ ۳۰ س ۹۹- اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا (۱) وَ اَخْرَجَتِ

آیت ۱ تا ۵

جبکہ زمین اپنی جنبش سے خوب ہی ہلا ڈالی جائے، اور زمین اپنے بوجھ

الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا (۲) وَ قَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا (۳) يَوْمَئِذٍ

باہر پھینک نکالے اور آدمی بول اٹھے کہ اسے (یہ) ہوا کیا؟ اس روز زمین اپنی

تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا (۴) بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا (۵)

(سب) خبریں بیان کر گزریگی، یہ اسلئے کہ آپ کے پروردگار کا حکم اسے یہی ہوگا۔

۸- پ ۳۰ س ۱۰۱- اَلْقَارِعَةُ (۱) مَا الْقَارِعَةُ (۲) وَ مَا اَدْرٰىكَ

اَلْقَارِعَة
آیت ۱ تا ۵

وہ کھڑکھڑانے والی چیز! کیسی کچھ ہے وہ کھڑکھڑانے والی چیز! آپ کو

مَا الْقَارِعَةُ (۳) يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ

خبر ہے کہ کیسی کچھ ہے وہ کھڑکھڑانے والی چیز جس روز آدمی پریشان پروانوں

الْمَبْثُوْثِ (۴) وَ تَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ (۵)

کی طرح ہو جائیں گے اور پہاڑ دھنکی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے۔

باب ۳۲

بعث بعد الموت

۱۔ پ۱ س ۲۔ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ج
آیت ۲۸۔ تم لوگ کس طرح کفر کرسکتے ہو اللہ سے اور درآنحالیکہ تم بے جان تھے سو اس
ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (۲۸)
نے تمہیں جاندار کیا پھر وہی تمہیں موت دے گا۔ پھر وہی تمہیں زندہ کرے گا پھر اسی کی طرف
واپس کئے جاؤ گے۔

۲۔ پ۸ س ۷ ۔۔۔ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ (۲۹) ط
آیت ۲۹ ...... اس نے جس طرح تمہیں شروع میں پیدا کیا تھا اسی طرح تم پھر پیدا ہو گے

۳۔ پ۱۴ س ۱۶ ر ۵ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ
آیت ۳۸۔ النحل اور یہ بڑے زور شور سے خدا کی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ جو مرجاتا ہے
منزل ۳
اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ط بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّ
خدا اُسے دوبارہ نہیں اُٹھائے گا۔ کیوں نہیں [کریگا] اس وعدہ کو اس
لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (۳۸)
نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے لیکن اکثر لوگ [اتنا بھی] علم نہیں رکھتے۔

۴۔ پ۱۷ س ۲۱ ۔ يَوْمَ نَطْوِى السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ط
آیت ۱۰۴ وہ دن [یاد رکھنے کے قابل ہے] جس روز ہم آسمان کو لپیٹ دینگے
الانبیاء ۶
منزل ۴ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ط وَعْدًا عَلَيْنَا ط
جس طرح طومار کا غذات لپیٹ لیا جاتا ہے جس طرح ہم نے اول بار پیدا

اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ (۱۰۴)

کرنے کے وقت ابتدا کی تھی اسی طرح سے دوبارہ کر دینگے یہ ہی ہمارے ذمہ وعدہ ہے ہم ضرور اسے کر کے رہیں گے۔

۵۔ پ ۱۷ س ۲۲ ۔ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ
آیت ۷

اور [اس سبب سے بھی کہ] قیامت آنے والی ہے اس میں ذرا شبہ نہیں

وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِى الْقُبُوْرِ (۷)

اور اللہ دوبارہ اٹھائے گا انہیں جو قبر میں ہیں۔

۶۔ پ ۱۸ س ۲۳ ۔ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ (۱۵)
المؤمنون
آیت ۱۵-۱۶
منزل ۴

پھر تم اس [سب] کے بعد ضرور ہی مر کر رہو گے۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ (۱۶)

پھر تم قیامت کے دن از سر نو اٹھائے جاؤ گے۔

باب ۳۳

اعمالنامہ

۱۔ پ ۳ س ۳۔ آیت ۳۰ ۔ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ
آل عمران

جس روز ہر شخص اپنے ہر نیک عمل کو سامنے لایا ہوا پائے گا اور (اس طرح)

مُّحْضَرًا ۚۖ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَ

ہر برے کام کو بھی (اس روز) تمنا کرے گا کہ کاش اس شخص اور اس دن کے درمیان

بَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ۭ (۳۰)

مسافت بعید ہوتی۔

تفسیر:۔ یوم:۔ یعنی قیامت کے دن ۔ محضراً۔ اپنے مواجہہ میں اور اللہ کے حضور میں۔ ما عملت۔ یعنی اس عمل کو نامہ اعمال میں لکھا ہوا۔ (ماجد)

۲۔ پ۱۵ س ۱۷۔ آیت ۱۳ منزل ۴ وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ ؕ وَ

اور ہر انسان کا عمل ہم نے اس کے گلے کا ہار کر رکھا ہے اور اس کے

نُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا (۱۳)

واسطے قیامت کے دن ہم (اس کا) نامہ اعمال نکال کر سامنے کر دینگے

جسے وہ کھلا ہوا دیکھ لے گا۔

تفسیر:۔ طائرہٗ۔ ہر مکلف انسان کے افعال اختیاری مراد ہیں۔ (ماجد)

" ۔ بری قسمت۔ یعنی بری قسمت کے ساتھ برے عمل ہیں کہ چھوٹ نہیں سکتے وہی نظر آویں گے قیامت میں۔ قادر

الزمنہ فی عنقہ:۔ محاورۂ عرب میں شدت لزوم اور کمال ربط کے اظہار کے لیے آتا ہے۔ (ماجد)

۳۔ آیت ۷۱۔ یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ

(یاد رکھو) وہ دن جب ہم تمام انسانوں کو ان کے نامہ اعمال

اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ یَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَ لَا

سمیت بلائیں گے سو جس کسی کو اس کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں ملیگا سو ایسے لوگ

یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا (۷۱)

اپنا نامہ اعمال پڑھنے لگیں گے اور ان کا نقصان ذرہ بھر بھی نہ کیا جائے گا۔

۴۔ پ۲۴ س ۳۹۔ آیت ۷۰ وَوُفِّیَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ

اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا بدلہ ملے گا اور اللہ سب کاموں

بِمَا یَفْعَلُوْنَ (۷۰) ع

کو خوب جانتا ہے۔

۵۔ پ۲۵ س ۴۵۔ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ
الجاثیۃ
آیت ۲۸
اور آپ ہر فرقہ کو دیکھیں گے کہ دوزانو ہوں گے
تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ
ہر جماعت اپنے رجسٹر کی طرف بلائی جائے گی آج تمہیں
مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۲۸)
تمہارے کئے کا بدلہ ملے گا۔

آیت ۲۹۔ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ
یہ ہمارا رجسٹر ہے جو تمہارے حق میں ٹھیک ٹھیک بول رہا ہے تم
اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۲۹)
جو کچھ بھی کرتے رہتے تھے ہم سب لکھواتے جاتے تھے۔

تفسیر:۔ کِتٰبُنَا:۔ دفتر (قادر) رجسٹر (ماجد)۔ (نامہ اعمال) ہمارا دفتر ہے۔ (تھانوی)

۶۔ پ۳۰ س ۸۳۔ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ؕ (۱۸)
آیت ۱۸۔۱۹
۲۰۔۲۱
ہرگز (ایسا) نہیں (کہ جزاو سزا نہ ہو) بیشک نیک کاروں کا
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ (۱۹) كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ (۲۰)
نامۂ عمل علیین میں رہے گا۔ اور آپ کو کیا خبر کہ علیین (والا نامۂ عمل)
يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ (۲۱)
ہے کیا چیز۔ نشان کیا ہوا رجسٹر ہے جس کو مقرب (فرشتہ) دیکھتے ہیں۔

تفسیر:۔ حضرت کعب سے روایت ہے کہ جب ملائکہ مومن کی روح قبض کر کے لیجاتے ہیں تو ہر آسمان کے مقرب فرشتے اس کے ساتھ ہوتے جاتے ہیں یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک پہونچکر اس روح کو رکھ دیتے ہیں۔ پھر فرشتے عرض

کرتے ہیں کہ ہم اس کا نامہ اعمال دیکھنا چاہتے ہیں چنانچہ وہ نامہ اعمال کھول کر دکھلایا جاتا ہے (تھانوی)

۷۔ پ۳۰ س ۸۴۔ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ﴿۷﴾ فَسَوْفَ
آیت ۷ تا ۱۵ تو جس کسی کا نامہ عمل اس کے داہنے ہاتھ میں ملے گا سو اس سے آسان
یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا ﴿۸﴾ وَّ یَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ
حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے والوں کے پاس خوش خوش لوٹ کر
مَسْرُوْرًا ﴿۹﴾ وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ﴿۱۰﴾
آئے گا اور جس کسی کا نامہ عمل اس کی پیٹھ کے پیچھے سے ملے گا سو وہ موت
فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا ﴿۱۱﴾ وَّ یَصْلٰى سَعِیْرًا ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ
کو پکارے گا اور جہنم میں پڑے گا اپنے
كَانَ فِیْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ ﴿۱۴﴾
والوں میں خوش خوش رہا کرتا تھا اس نے خیال کر رکھا تھا کہ اسے لوٹنا نہیں ہے
بَلٰۤى ۚۛ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِیْرًا ﴿۱۵﴾
ضرور ہے اس کا پروردگار اسے خوب دیکھتا رہتا تھا۔

۸۔ پ۳۰ س ۹۹۔ یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ۬ لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ﴿۶﴾
آیت ۶-۷-۸ اس روز لوگ گروہ گروہ واپس ہو رہے ہوں گے کہ اپنے
فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ﴿۷﴾ وَ مَنْ یَّعْمَلْ
اعمال کو دیکھیں سو جو کوئی ذرہ بھر بھی نیکی کرے گا
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ﴿۸﴾
اسے دیکھ لے گا اور جس کسی نے ذرہ بھر بدی کی ہو گی اسے بھی دیکھ لے گا۔

۹۔ پ۳۰ س ۱۰۱۔ القارعۃ آیات ۶تا۱۱ فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ﴿٦﴾ فَهُوَ فِي
پھر جس کسی کا پلہ بھاری نکلے گا وہ خاطر خواہ آسائش میں
عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿٧﴾ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ
ہوگا اور جس کا پلہ ہلکا نکلے گا اس کا
مَوَازِينُهُ ﴿٨﴾ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ﴿٩﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ ﴿١٠﴾
ٹھکانہ ہاویہ ہوگا۔ اور آپ کو خبر ہے کہ وہ ہے کیا چیز وہ آگ
نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿١١﴾
ہے دہکتی ہوئی۔

باب ۴۴

"کافر اور اہل تقویٰ کا مآل"

پ۲۴ س ۳۹۔ آیات ۶۸ تا ۷۵ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ
اور صور پھونکا جائے گا تو ان سب کے ہوش اڑ جائیں گے
وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ۖ ثُمَّ
جو آسمانوں اور زمین میں ہیں بجز اس کے کہ جس کو اللہ چاہے
نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ﴿٦٨﴾ وَأَشْرَقَتِ
پھر دوبارہ صور پھونکا جائیگا تو سب کے سب اٹھ کھڑے ہونگے دیکھتے بھالتے ہوئے۔
الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ
اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اٹھے گی اور نامہ اعمال رکھ
وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٦٩﴾
دیا جائے گا اور پیمبر اور گواہ حاضر کیے جائیں گے اور سب میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیا جائیگا

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ع

اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا۔ اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا بدلہ ملیگا اور اللہ سب کے کاموں

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا

کو خوب جانتا ہے۔ اور جو کافر ہیں وہ گروہ گروہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس

فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ يَاْتِكُمْ

تک پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور ان سے دوزخ کے محافظ

رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ

کہیں گے کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم کو تمہارے پروردگار کی آیتیں پڑھ

لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ

کر سناتے تھے اور تم کو تمہارے اس دن کے پیش آنے سے ڈرایا کرتے تھے وہ (کافر) کہیں گے ہاں

كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ‎(۷۱)

(کیوں نہیں)، لیکن عذاب کی بات (آخر) کافروں پر پوری ہو کر رہی۔

قِيْلَ ادْخُلُوْۤا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ

(پھر) کہا جائیگا دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو (اور) اس میں (ہمیشہ) پڑے رہو تو غرض

مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ‎(۷۲)

برا ٹھکانا ہے تکبر کرنے والوں کا۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ

اور جو لوگ اہل تقویٰ تھے وہ جنت کی طرف گروہ گروہ روانہ کئے جائیں گے۔

حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ

یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہونچ جائیں گے اور اس کے دروازے

کھلے ہوں گے اور وہاں کے محافظ

خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿۷۳﴾

ان سے کہیں گے سلام علیکم مزہ میں رہو سو اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا

اور وہ کہیں گے اللہ کا (لاکھ لاکھ) شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور

الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ

ہمیں (اس) زمین کا مالک کر دیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں مقام کریں تو غرض کہ عمل

الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ

کرنیوالوں کا کیسا اچھا انعام ہے اور آپ فرشتوں کو دیکھیں گے کہ حلقہ باندھے ہونگے عرش کے

حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ

گرداگرد اپنے پروردگار کی تسبیح و حمد کرتے ہوئے اور بندوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ

بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۵﴾ ع

کر دیا جائیگا اور آواز آئیگی کہ ساری خوبیاں اللہ پروردگار عالم ہی کیلئے ہیں۔

باب ۳۵

مہمانی منجانب حق تعالیٰ جل شانہٗ

۱۔ پ ۴ س ۳۔ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ
آیت ۱۹۸

البتہ جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے ہیں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا

ان کے لئے باغ ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی

ان میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے (یہ تو) مہمانی (ہوگی) اللہ کی

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ (۱۹۸)

طرف سے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں کے حق میں کہیں بہتر ہے۔

تفسیر:۔ اللہ نے اہلِ جنّت کو اپنا مہمان ٹھہرا کر ان کا مرتبہ اعزاز و اکرام جس حد تک بڑھا دیا ہے الفاظ اس کے ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ (ماجد)

۲۔ پ۱۶ س ۱۸۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ
آیات ۱۰۷ – ۱۰۸

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے ان کی

لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا (۱۰۷) خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا

مہمانی کے لئے فردوس کے باغ ہوں گے۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے (اور) نہ وہ ان

يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا (۱۰۸)

سے کہیں اور نکلنا چاہیں گے۔

تفسیر:۔ فردوس جنّت کے وسط میں واقع ہے اور اس کی بہترین و بلند ترین منزل کا نام ہے ..... عربی میں اس کے معنیٰ چمن و گلشن کے ہیں ..... اہلِ جنت اپنی تبدیلی چاہیں گے بھی تو آخر کیوں؟ ؎

ہر لحظہ جمال خود نوعِ دگر آرائی
شورِ دگر انگیزی شوق دگر افزائی

(ماجد)

"اسلام"

چند الفاظ کی تشریح

(۱) اسلام :- اسلام کے اصل معنیٰ ہیں۔ اپنے آپ کو کسی کے حوالے کر دینا۔ مذہب اسلام کو اسلام اسلئے کہتے ہیں کہ اس کو قبول کرنے والا اپنے آپ کو خدا کے حوالہ کر دیتا ہے۔۔۔ گویا اسلام خداوند قدوس کی فرمانبرداری کا نام ہوا۔ (قاموس)

تسلیم و رضا۔ اطاعت۔ یہ سب الفاظ لفظ اسلام کے معنی میں شامل ہیں۔

(۲) سِلم کے لغوی معنیٰ۔ اسلام۔ صُلح (قاموس)

(۳) دین :- دین کے معنی مذہب۔ جزا۔ بدلہ۔ اطاعت اصل لغت کے اعتبار سے اطاعت اور جزا کے معنی میں ہے۔ پھر بطور استعارہ شریعت کے لئے استعمال ہوا۔ (قاموس)

(۴) مِلت۔ لفظی معنی مذہب۔ مشرب۔ قوم (قاموس)

(۵) لفظ مذہب۔ "ذَہَبَ" سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہیں "وہ گیا" اس طرح مذہب کے معنی ہوئے وہ رسم و رواج جن کی کوئی شخص بطور عبادت کے پیروی کرتا ہے۔

بعض علماء نے ان ہر سہ الفاظ (دین۔ ملت۔ مذہب) کا باہمی فرق یا بنائے امتیاز یہ قرار دی ہے کہ دین کا تعلق معبود حقیقی (اللہ تعالیٰ) سے ہے جس نے اس کو نازل کیا۔ ملت کا تعلق رسول کی ذات گرامی سے ہے جس کے توسط سے وہ نازل ہوا۔ اور مذہب کا تعلق ان ائمہ کرام سے ہے جنہوں نے اس کی تشریح کی۔ (ریلیجن آف اسلام)

باب ۳۶

اَلاِسلَام

(دین ۔ ملت ۔ مذہب)

۱ ۔ پ ۱ س ۲ ۔ وَوَصّٰی بِهَآ اِبرٰاهِمُ بَنِیْهِ وَيَعْقُوبُ ط

آیت ۱۳۲ اور ابراہیم اس کی ہدایت کر گئے اپنے بیٹوں کو اور اسی طرح یعقوب

یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ

بھی ۔ (اپنے بیٹوں کو) کہ اے میرے بیٹو بیشک اللہ نے تمہارے لئے دین کا انتخاب فرمایا

اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ط (۱۳۲)

ہے سو ایسا ہرگز نہ ہونے پائے کہ تم مرتے وقت بجز مسلم کے کچھ اور ہو۔

تفسیر:۔ نوٹ ۱ :۔ الدّین :۔ یعنی اس دین توحید کا ——— ملّتِ اسلام

کا ...... تمہیں کسی مزید تلاش میں حیران و سرگردان ہونے کی ضرورت ہی نہیں ———

تمہارے لئے یہ اللہ کا بنایا ہوا اور بتایا ہوا دینِ توحید موجود ہی ہے ......

مطلب یہ ہوا کہ مسلم ہر وقت بنے رہو ...... راقم سطور نامۂ سیاہ سے اگر فرمائش

کیجائے ...... تو اس کی نظر انتخاب اسی آیت بلکہ جزو آیت پر پڑے گی "اِنَّ اللّٰهَ

اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ" جی میں ہے کہ

زندگی کی ہر ساعت میں یہی آیت وردِ زبان رہے ——— اور دلمیں اسی کے معنی کا

استحضار رہے ——— موت کے وقت یہی دل و زبان پر بھی ہو اور بعد موت کفن پر

بھی لکھدی جائے اور قبر کے کتبہ پر بھی کندہ کر دی جائے ...... سارے قرآن مجید کا

لبّ لباب یہی آیت ہے۔ [ماجد]

نوٹ ۲ :۔ دین کی جو راہ حضرت ابراہیم نے اختیار کی تھی وہ کیا تھی ...

ان کے بعد ان کی اولاد جس طریقہ پر چلتی رہی، وہ کون طریقہ تھا؟ خود اسرائیل یعنی حضرت یعقوب نے اپنے بستر مرگ پر جس دین کی وصیت کی تھی وہ کون سا دین تھا ـــ یقیناً وہ یہودیت اور مسیحیت کی گروہ بندی نہ تھی۔ وہ صرف خدا پر ایمان لانے اور اس کے قانونِ سعادت کی فرمانبرداری کرنے کی فطری اور عالمگیر سچائی تھی اور اسی کی دعوت قرآن دیتا ہے ..... [آزاد]

۲۔ پ۲ س۲۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ
آیت ۲۰۸-۲۰۹ اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ

كَاۤفَّةً ۪ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ
اور شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو وہ تمہارا کھلا ہوا

عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (۲۰۸)
دشمن ہے۔

۲۰۹۔ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ
پھر اگر تم بعد اس کے کہ تمہارے پاس کھلی نشانیاں پہونچ چکی

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (۲۰۹)
ہیں ڈگمگا گئے تو جانے رہو (اللہ تعالیٰ) زبردست ہے بڑا حکیم ہے۔

تفسیر نمبر ۱:۔ اسلام صرف چند عقائد یا صرف چند عبادات یا صرف چند قوانین کا نام نہیں ہے۔ وہ تو ایک جامع اور مانع نظامِ حیات ـــ ایک مکمل و منظم دستورِ زندگی ہے ـــ انسانیت کے ایک ایک شعبہ، ہر ہر گوشہ پر حاوی اور اس کا ہر جزو اس کے کل سے اس کے دوسرے اجزا سے نہایت درجہ ملحق و مرتبط ـــ یہ ہو نہیں سکتا کہ کوئی شخص توحید تو اسلام سے لے لے لیکن عبادت کے لئے مسجد، مندر کلیسا سب کو یکساں سمجھے ـــ یا رسالت پر تو ایمان لے آئے لیکن معاشیات کے قاعدے

کارل مارکس سے اور اخلاق کے ضابطہ گوتم بدھ سے لینے جائے۔ معادیات، معاشیات، اخلاقیات۔ اجتماعیات، اسلام کے سب اپنے ہیں ــــ کسی اور فلسفہ، کسی اور دین، کسی اور نظریہ کی پیوندکاری اس کے ساتھ نبھ نہیں سکتی .... بہ قاعدۂ اشارۃ النص واجب ہوگیا کہ ظاہری باطنی ـ انفرادی، اجتماعی ــــ اعتقادی، عبادتی، سارے اعمال وامور میں اسلام ہی کا رنگ چڑھا رہے ـ

نوٹ نمبر۲ السِّلم ــــ سے مراد دینِ اسلام لی گئی ہے ـ اہلِ لغت نے بھی اسے قبول کیا ہے شیطٰن کے نقشِ قدم پر چلنا یہی ہے کہ اسلام میں غیر اسلام کی آمیزش کی جانے لگے اور اسے کوئی اصلاحی یا تجدیدی کارنامہ سمجھا جانے لگے ...... آیت میں وعید و تنبیہ شدید ہے ـ ایک طرف جاہل و مبتدع اہلِ تصوّف و طریقت کے لئے اور دوسری طرف "روشن خیال" اہلِ تجدّد کے لئے ـ (ماجد)

نوٹ نمبر۳ ـ ایمان کی برکتیں اور سعادتیں حاصل کرنے کے لئے صرف یہی کافی نہیں کہ اسلام کے دائرے میں آجاؤ بلکہ چاہیئے کہ پوری طرح آجاؤ ــــ یعنی اعتقاد و عمل کے ہر گوشہ میں ایمان کی روح تمہارے اندر پیدا ہوجائے (آزاد)

نوٹ نمبر۴ ـ ــــ شانِ نزول [محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی] اہلِ کتاب
ترجمہ احمد رضا خاں صاحب رح
میں سے عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان لانے کے بعد شریعت موسوی کے بعض احکام پر قائم رہے ــــ شنبہ کی تعظیم کرتے، اس روز شکار سے اجتناب لازم جانتے اور اونٹ کے دودھ اور گوشت سے پرہیز کرتے اور یہ خیال کرتے کہ یہ چیزیں اسلام میں تو مباح ہیں ان کا کرنا ضروری نہیں ـ اور توریت میں ان سے اجتناب لازم کیا گیا ہے تو ان کے ترک کرنے میں اسلام کی مخالفت بھی نہیں ہے اور شریعت موسوی پر عمل بھی ہوتا ہے ـ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ــــ اور ارشاد فرمایا گیا کہ اسلام کے احکام کا پورا اتباع کرو یعنی توریت کے احکام منسوخ

ہو گئے۔ اب ان سے تمسک نہ کرو۔

نوٹ نمبر ۵۔ (الف) زَلَلْتُمْ ۔ زلت کے معنی پھسل جانے کے ہیں جو بے اختیاری میں بھی ہوتا ہے۔ یہ لفظ لاکر ڈرا دیا ہے کہ قصداً و دانستہ مخالفت تو پھر بڑی چیز ہے، غلطی یا بے خیالی سے بہک جانے میں بھی گرفت کا احتمال ہے (ماجد)

(ب) اللہ کی ہدایت ظاہر ہو چکی ہے۔ اور وہ سب کچھ تمہیں بتلایا جا چکا ہے جس کی استقامت حق کیلئے ضرورت تھی اس پر بھی اگر تم نے ٹھوکر کھائی اور راہ ہدایت پر قائم نہ رہے تو یہ نعمت الٰہی کو محرومی سے بدل دینا ہوگا۔ اگر ایک گروہ کے ایمان و یقین کے لئے کلام الٰہی کی ہدایت کافی نہیں تو پھر اس کے بعد یہی رہ گیا ہے کہ خدا اس کے سامنے آکر اپنی زبان سے کہدے کہ میں تمہارا خدا ہوں۔ مجھ پر ایمان لاؤ۔ لیکن نہ ایسا ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ (آزاد)

نوٹ نمبر ۶۔ (الف)۔۔۔۔ فرماتے ہیں کہ اسلام کو پورا پورا قبول کرو۔ یعنی ظاہر اور باطن۔ عقیدہ اور عمل میں صرف احکام اسلام کا اتباع کرو۔ یہ نہ ہو کہ اپنی ہی عقل یا کسی دوسرے کے کہنے سے کوئی حکم تسلیم کر لو یا کوئی عمل کرنے لگو۔ سو اس سے بدعت کا قلع قمع مقصود ہے کیونکہ بدعت کی حقیقت یہی ہے کہ کسی عقیدہ یا کسی عمل کو کسی وجہ سے مستحسن سمجھ کر اپنی طرف سے دین میں شمار کر لیا جائے۔

(ب)۔۔۔۔ شریعت محمدی کے صاف صاف احکام معلوم ہونے کے بعد بھی اگر کوئی اس پر قائم نہ ہو بلکہ دوسری طرف بھی نظر رکھے تو خوب سمجھ لو کہ اللہ سب پر غالب ہے جس کو چاہے سزا دے۔۔۔۔۔ حکمت والا ہے جو کرتا ہے حق اور مصلحت کے موافق کرتا ہے۔۔۔۔ (عثمانی)

(۳) پ ۳ س ۳ - اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ قف وَمَا
آیت ۱۹
یقیناً دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے اور جو اختلاف کیا اس

اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَ

یعنی اہل کتاب نے سو وہ آپس کی ضد سے کیا بعد اس کے

هُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

کہ انہیں صحیح علم پہونچ چکا تھا اور جو اللہ کی آیتوں سے انکار کریگا سو

فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (۱۹)

اللہ یقیناً جلد حساب لینے والا ہے۔

تفسیر:۔ نوٹ نمبر ۱:۔ یہ رد ہے بادشاہ اکبر اور دوسرے بددینوں کے عقیدے کا کہ ہر دین دین حق ہے اور ہر مسلک خدا ہی کی راہ ہے اور دیر و حرم کفر و ایمان میں فرق صرف لفظی اور اصطلاحی ہے خط مستقیم حقیقت یہ ہے کہ دو نقطوں کے درمیان صرف ایک ہی ممکن ہے۔ راہ مستقیم خدا اور بندے کے درمیان صرف ایک ہی ہے۔ اور وہ اسلام ہے۔ جو انبیاء ہادیان حق کا دین ہمیشہ سے چلا آرہا ہے۔ الدین یعنی دین مقبول الدین اور الاسلام دونوں کا معرفہ ہونا حصر کے معنی دے رہا ہے یعنی دین مقبول صرف یہی ہے۔ (ماجد)

نوٹ نمبر ۲:۔ انسان کو اول دن سے ایک ہی دین دیا گیا ہے۔ اور وہ یہی اسلام ہے۔ تمام رہنمایان عالم نے ہمیشہ اسی دین کی تعلیم دی اور تفرقہ و اختلاف سے روکا۔ یہود اور نصاریٰ کا باہمی تفرقہ اور گروہ بندی اس لئے پیدا ہوئی کہ انہوں نے اصل دین سے انحراف کیا اور آپس کی ضد اور تعصب میں پڑ گئے۔ (آزاد)

نوٹ نمبر ۳:۔ فرنگی مورخین بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ قدیم اسرائیلی مذہب کا جانشین اب اگر کوئی ہے تو مسیحیت نہیں جس کے اندر یونان اور روما کے جاہلی مشرکانہ عقائد جمع ہوگئے ہیں بلکہ اسلام ہے۔ ملاحظہ ہو مورخین کی تاریخ عالم

(ماجد)

(۴) پ۳ س ۳۔ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ
آیت ۸۵
اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کو تلاش کریگا سو وہ اس سے
مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (۸۵)
ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ شخص آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔

تفسیر:۔ متعدد آیتوں میں یہ مضمون صاف صاف بیان ہوا ہے کہ سچا اور مقبول دین صرف یہی دین ہے۔ جس کی کتاب قرآن ہے اور جس کے لانے والے اور سکھانے والے محمد رسول اللہ صلعم ہیں اس ایک دین کے علاوہ اور جتنے بھی دین و مذہب چلے ہوئے ہیں سب کی مثال کھوٹے اور جعلی سکّوں کی سی ہے..... یہ کہنا کہ دیر و حرم۔ کعبہ و کلیسا سب یکساں ہیں ضلالت اور بے دینی کی انتہائی شکلیں ہیں۔ اکبر دارا شکوہ وغیرہ ان ناکام کوششوں کے لئے بجا طور پر بدنام ہو چکے ہیں۔ اور بڑے قلق کا مقام ہے کہ ہمارے زمانے میں بھی بعض اہل قلم ایسی ہی نامراد کوششیں کر چکے ہیں۔ (ماجد)

۵۔ پ۴ س ۴۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ
آیت ۱۰۲
اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جو اس کے ڈرنے کا حق ہے اور
وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (۱۰۲)
جان نہ دینا بجز اس حال کے کہ تم مسلم ہو۔

تفسیر:۔ یعنی جیو تو قانون تقویٰ الٰہی کے تحت اور مرو تو قانون اسلام کے مطیع زندگی اور موت دونوں کی منزلوں سے مسلمان کو اللہ کے تابع فرمان ہو کر ہی گذرنا ہے۔ (ماجد)

۶۔ پ۵ س ۴۔ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ
آیت ۱۱۵
اور جو کوئی بعد اس کے کہ اس پر (راہ) ہدایت کھل چکی رسول

لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ

کی مخالفت کرے گا اور مومنین کے راستہ کے علاوہ (کسی راستہ کی) پیروی کرے گا

مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ ع

ہم اُسے کرنے دیں گے جو کچھ وہ کرتا ہے اور پھر ہم اُسے جہنم میں جھونکیں گے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔

تفسیر۔ یعنی ہم اُسے اسی طریق پر چھوڑے رکھتے ہیں اپنے قانون مشیت تکوینی کے موافق مقصود یہ ہے کہ جبر و اکراہ سے کسی کو راہ حق کے قبول کرنے اور ماننے پر مجبور نہیں کیا جاتا بلکہ وضوح حق کے بعد جو بد بخت اپنی کجروی پر قائم رہنا چاہتا ہے اسی پر اُسے قائم رہنے دیا جاتا ہے...... فقہا نے...... اجماع امت کے حجت شرعی ہونے کا مبنیٰ قرار دیا ہے۔ استدلال یہ ہے کہ طریق مومنین سے الگ ہونا جب حرام اور مستحق جہنم ٹھہرا تو لازمی ہے کہ اس کا عکس یعنی اتباع طریق مومنین واجب ہو۔ اور اس کی مخالفت بھی کتاب و سنت کی مخالفت کے بعد ناجائز ٹھہرے اور یہاں قرآن مجید نے عدم اتباع طریق مومنین کو مخالفت رسول کے ساتھ جمع کرکے فرمایا ہے۔ (ماجد)

(۷) پ ۶ س ۵ آیت ۳ ...... اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ

آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت

عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ

پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بہ طور دین پسند کر لیا۔

تفسیر۔ (۱) اس اکمال دین و اتمام نعمت کے بعد ظاہر ہے کہ اب دین میں کسی ترمیم۔ اضافہ۔ تصرف کی گنجائش نہ رہی۔ نہ کسی نبی کے بعثت کی حاجت

(۲) الیوم۔ دین الٰہی چلا تو شروع ہی سے آ رہا تھا لیکن ہر نبی کے عہد

میں زمان و مکان کے مصالح و مقتضیات کے لحاظ سے احکام شریعت وقت و مقام کے ساتھ محدود و مخصوص رہتے تھے۔

(۳) دین اب پہلی بار عالمگیر اپنے جزئیات و تفصیلات کیساتھ ہو رہا ہے..... اب کائنات ارض کی تاریخ میں پہلی بار اس کا وقت آ رہا تھا کہ انسانیت کے ٹکڑے ایک دوسرے سے ملیں۔ رسل و رسائل کے ذرائع وسیع ہوں.... (ماجد)

(۴) آیت میں دین کی تکمیل کا اعلان ہے۔ سورۃ بقرہ کی آیت ۱۲۸۔ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا نقل کی تھی کہ ان کی نسل میں امت مسلمہ پیدا ہو جائے۔ پھر آیت۔ ۱۵ میں فرمایا تھا کہ خدا چاہتا ہے تم پر اپنی رحمت پوری کردے۔ یہاں فرمایا۔ آج کے دن خدا نے اپنی نعمت پوری کردی۔ اور امت مسلمہ اپنے تمام مقاصد و خصائص کے ساتھ ظہور میں آگئی۔ یہ آیت حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی تھی جو پیغمبر اسلام صلعم کا آخری حج تھا اور جس کے تقریباً تین ماہ بعد وہ دنیا سے تشریف لے گئے۔ (آزاد)

پ ۸ س ۶ - قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ۬ دِیْنًا

آیت ۱۶۱

آپ کہہ دیجیے کہ مجھ کو میرے پروردگار نے

قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (۱۶۱)

ایک سیدھا راستہ بتا دیا ہے ایک دینِ مستحکم، طریقہ ابراہیم راست رَوْ کا اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے۔

آیت ۱۶۲- قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ

آپ کہہ دیجیے کہ میری نماز اور میری [ساری] عبادتیں اور میری

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ (۱۶۲)

زندگی اور میری موت (سب) جہانوں کے پروردگار اللہ ہی کے لیے ہیں۔

آیت ۱۶۳۔ لَا شَرِيكَ لَهٗ ج وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ

[کوئی] اس کا شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم ملا ہے اور

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ (۱۶۳)

میں مسلموں میں سب سے پہلا ہوں۔

تفسیر:۔ آیت لبّ لباب ہے سارے دینِ اسلام کا ــــ اور عطر یا مغز

کل ملتِ ابراہیمی کا۔

نمبر (۲) اسلام میں نبی کی حیثیت محض ایک پیشگو یا مخبر کی، یا زیادہ سے زیادہ

محض ایک داعی کی نہیں، جیسا کہ بعض باطل مذاہب نے فرض کر رکھا ہے۔ بلکہ سب سے

پہلے خود ایک صاحب عمل انسان کی ہے جو دوسروں کے لئے مثال اور نمونہ کا کام دے سکے

۲۱پ س ۳۰۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ط

آیت ۳۰ تو تم یکسو ہو کر دین (حق) کی طرف اپنا رخ

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ط لَا تَبْدِيْلَ

رکھو اللہ کی اس فطرت کا اتباع کرو جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا

لِخَلْقِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ق وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

ہے اللہ کی بنائی فطرت میں کوئی تبدیلی نہیں یہی ہے سیدھا دین لیکن اکثر لوگ

لَا يَعْلَمُوْنَ (۳۰) ق

(اس حقیقت کا بھی) علم نہیں رکھتے۔

تفسیر:۔ (۱) صیغہ واحد اسی مناسبت سے ہے کہ خطاب مخاطبین کے

ایک ایک فرد سے ہے۔

(۲) فطرت کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص میں اللہ تعالیٰ نے خِلقتہً یہ استعداد

رکھی ہے کہ اگر حق کو سننے اور سمجھنا چاہے تو وہ سمجھ میں آجاتا ہے اور اس کے اتباع

کا مطلب یہ ہے کہ اس استعداد اور قابلیت سے کام لے اور اس کے مقتضا پر کہ ادراک حق ہے عمل کرے۔

(۳)۔ یہ اشارہ بھی نکلتا ہے کہ .... اس دین میں بھی کسی قسم کی ترمیم کی خواہش کرنا سرتاسر بے عقلی اور نادانی ہے۔ (ماجد)

(۴) قرآن کہتا ہے یہی راہ عمل نوع انسان کیلئے خدا کا ٹھہرایا ہوا فطری دین ہے اور فطرت کے قوانین میں کبھی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ یہی الدین القیم ہے یعنی سیدھا اور درست دین جس میں کسی قسم کی خامی نہیں۔ یہی دین حنیف ہے جس کی دعوت حضرت ابراہیم نے دی تھی اس کا نام میری اصطلاح میں "الاسلام" ہے۔ یعنی خدا کے ٹھہرائے ہوئے قوانین کی فرمانبرداری (آزاد)

عنوان ہذا کے تحت کم و بیش ۲۵۔ ۲۶۔ آیات ہیں۔ منجملہ ان کے صرف ۹۔ آیات شامل کی گئی ہیں۔

ارشادات قائداعظمؒ

منقول از مجلہ نمبر ۸۷

عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ چہلیک ملتان

از منشی عبدالرحمٰن خانصاحب

صفحہ نمبر ۹ :۔ دنیا کے کسی مذہب میں سیاست مذہب سے الگ ہو یا نہ ہو۔ میری سمجھ میں اب خوب آگیا ہے کہ اسلام میں سیاست مذہب سے الگ نہیں بلکہ مذہب کے تابع ہے۔

صفحہ نمبر ۱۲- میں نے قرآن مجید اور قوانین اسلامیہ کے مطالعہ کی اپنے طور پر کوشش کی ہے۔ اس عظیم الشان کتاب کی تعلیمات میں انسانی زندگی کے ہر باب کے متعلق ہدایات موجود ہیں۔ زندگی کا روحانی پہلو ہو یا معاشرتی سیاسی ہو یا معاشی غرضکہ کوئی شعبہ ایسا نہیں جو قرآنی تعلیمات کے احاطہ سے باہر ہو۔

صفحہ نمبر ۱۶- اسلام صرف چند عقاید و عبادات کا نام نہیں بلکہ اسلام سیاسیات، معاملات، معاشرت اور اخلاق کا مجموعہ ہے۔ ہمیں ان سب کو ساتھ لے کر چلنا ہوگا۔

صفحہ نمبر ۲۳- کیا کسی قوم پر اس سے بڑھ کر (خدا کا) کوئی انعام ہو سکتا ہے؟ یہی وہ خلافت ہے جس کا وعدہ خدا نے رسول اکرم سے کیا تھا کہ اگر تیری امت نے صراط مستقیم کو اپنے لئے منتخب کر لیا تو ہم اسے زمین کی بادشاہت دیں گے۔ خدا کے اس انعام عظیم کی حفاظت ہر پاکستانی مرد و زن بچے بوڑھے اور جوان پر فرض ہے۔

اسلام کی رونق کا کیا حال کہیں تم سے
کونسل میں بہت سید مسجد میں فقط جمن
— اکبر الہ آبادی

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے
— صفی لکھنوی

باب ۳۷

اسلامی طرزِ حکومت

پ۱۷ س ۲۲ ۔ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ
آیت ۴۱ ۔ منزل ۴ (وہ لوگ ایسے ہیں کہ) اگر ہم انھیں زمین میں حکومت دیدیں تو یہ
وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا
لوگ نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں (اور دوسروں کو بھی) نیک کاموں کا حکم دیں
عَنِ الْمُنْکَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (۴۱)
اور برے کام سے منع کریں اور انجام (سب) کاموں کا اللہ ہی (کے ہاتھ) میں ہے۔

نوٹ ملا:۔ یہ ہے اصلی اور سچی تصویر اسلامی طرزِ حکومت کی۔ گورنمنٹ اگر مسلمانوں، سچے مسلمانوں کی قائم ہو جائے تو مسجدیں آباد و پر رونق ہو جائیں۔ ہر طرف سے صدائیں تکبیر و تہلیل کی گونجا کریں۔ بیت المال کے بعد کوئی ننگا بھوکا نہ رہ جانے پائے۔ عدالتوں میں انصاف بکنے کے بجائے ملنے لگے۔ رشوت، جعلسازی، دروغ حلفی کا بازار سرد پڑ جائے۔ امیر کو کوئی حق، کوئی موقعہ، غریب کی تحقیر کا، ایذا کا نہ باقی رہ جائے۔ غیبتیں۔ بدکاریاں، چوریاں، ڈاکے خواب و خیال ہو جائیں۔ آبکاری کے محکمہ کو کوئی پانی دینے والا بھی نہ رہے۔ مہاجنی کوٹھیوں۔ سودخوار ساہوکاروں، بینکوں کے ٹھاٹ الٹ جائیں۔ گویے...... اگر تائب نہ ہوں شہر بدر کر دیے جائیں۔ سینما۔ تھیٹر تمام شہوانی نمائشگاہوں کے پردوں کو آگ لگا دی جائے۔ گندہ فحش افسانہ و شاعری کی جگہ صالح و پاکیزہ ادبیات لے لیں۔ غرض یہ کہ دنیا، دنیا رہ کر بھی نمونۂ جنت بن جائے...... محققین نے آیت سے خلفاء اربعہ کی صحت امارت و امامت پر یہی استدلال کیا ہے کہ ان چاروں...... کے دورِ حکومت میں ان اوصاف کا تحقق پوری طرح پایا گیا (ماجد)

نوٹ ۲:۔ .... چنانچہ حق تعالیٰ نے ان کو زمین کی حکومت عطا کی اور جو پیشن گوئی کی گئی تھی حرف بحرف سچی ہوئی .... اس آیت سے صحابہ رضی اللہ عنہم خصوصاً مہاجرین اور ان میں اخص خصوص کے طور پر حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی حقانیت اور مقبولیت و منقبت ثابت ہوئی۔ (عثمانی)

نوٹ ۳:۔ آیت اہم نے واضح کر دیا کہ قرآن کے نزدیک مسلمانوں کے اقتدار و حکومت کا اصلی مقصد کیا تھا ...... یعنی تمکن فی الارض کو کن مقاصد کے لئے کام میں لائیں گے۔؟ اس لئے کہ نماز قائم کریں۔ زکوٰۃ ادا کریں۔ نیکی کا حکم دیں۔ برائیوں سے روکیں۔ اور ظلم و بدعملی کی جگہ عدالت و نیکی کی مملکت قائم ہو جائے ...... اس بات پر بھی غور کرو کہ یہاں اسلامی اعمال میں سے اور کسی عمل کا ذکر نہیں کیا صرف قیام صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ کا ذکر کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے نزدیک مسلمانوں کے جماعتی اقتدار کی اصلی علامتیں یہی دو عمل ہیں جس گروہ کا اقتدار ان دو عملوں سے خالی ہو اس کا اقتدار اسلامی اقتدار نہیں سمجھا جا سکتا۔ آزاد ترجمان القرآن جلد ۲۔ صفحہ ۵۱۲

نوٹ:۔ اس موضوع کے متعلق ڈاکٹر امیر حسن صاحب صدیقی۔ صدر شعبہ تاریخ اسلام جامعہ کراچی کی مولفہ کتاب "اسلامی ریاست" بہت قابل قدر ہے۔ اور خاص اہمیت کی حامل۔

آپ منکر ہیں غلامی بھی نہیں ملتی ہے
سلطنت کر گئے عقبیٰ سے ڈرانیوالے

(اکبر الہ آبادی)

باب ۳۸

اسلام کا معاشی نظام

پ ۲ س ۲ ...... وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى
آیت ۱۷۷
منزل ۱
اور اس کی محبت میں مال صرف کرے قرابت داروں
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ
اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیروں اور سائلوں پر
وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ج ...... (۱۷۷)
اور گردنوں کو آزاد کر دینے میں۔

تفسیر:۔ علی حبہ۔ ضمیر اللہ کی طرف ہے۔ اس کی محبت سے مراد اللہ تعالیٰ کی محبت ہے ...... مطلوب و مقصود صرف وہ صرف مال ہے جو اللہ کی راہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے اللہ کے دین کے فروغ کے لئے ہو ...... دوسرے معنی یہ بھی لئے گئے ہیں کہ صرف مال۔ مال کی محبت کے باوجود ہو ...... اس میں ایک پختہ مومن کی تصویر آگئی ہے ...... مال و زر کی محبت اور قدر اس کے دل میں ہے ...... اپنے مرغوبات پر وہ خرچ کرنا چاہتا ہے ...... لیکن امر الٰہی کے آگے اپنی گردن جھکا دیتا ہے اپنی خواہشوں کو دبا دیتا ہے۔ اپنے شوق کو حکم خداوندی پر قربان کر دیتا ہے ...... وہ خرچ وہیں کرے گا جہاں شریعت حکم دیتی ہے۔ (ماجد صفحہ ۶۶)

نوٹ ۱:۔ ذوی القربیٰ:۔ مصارف خیر کی اسلام نے یہ کتنی مناسب اور حکیمانہ ترتیب قرار دے دی ہے۔ آیت کے اس جزو میں امت کا پورا نظام معاشی ایک خلاصہ کی شکل میں آگیا ہے۔ مالی اعانت سب سے پہلے اپنے عزیزوں قریبوں کی کرنا چاہیئے۔ یہ نہ ہو کہ بھائی کی کوٹھیاں تیار ہو رہی ہوں اور بہن جھونپڑے کو ترس

رہی ہو۔ چچا کے پاس موٹریں ہوں اور بھتیجے کو اک کے پیسہ بھی میسر نہ ہوں ہر زردار کو سب سے پہلے خبر گیری اپنے نادار عزیزوں۔ کنبہ والوں۔ بھائیوں۔ بھتیجوں۔ بہنوں۔ بھانجوں اور دوسرے قریبیوں کی کرنی چاہیئے۔ اس کے بعد نمبر محلہ کے بستی کے شہر کے یتیم بچوں بچیوں کا آتا ہے...... جن کا سرپرست باقی نہیں رہا ہے اس کے بعد درجہ بدرجہ بمنزامت کے عام مفلسوں محتاجوں اور پھر ان مسافروں راہ گیروں کا آتا ہے جو زاد راہ سے محروم ہیں.... آخر میں اہل حاجت سوالی رہ جاتے ہیں اس پورے معاشی پروگرام پر اگر قاعدے سے عمل ہونے لگے تو امت میں کہیں مفلسی تنگدستی بے معاشی بے روزگاری کا وجود باقی رہ سکتا ہے۔

نوٹ ۳:۔ فی الرقاب۔ (قیدی، غلام) یعنی جن کی گردنیں آزاد نہیں جو بندھے ہوئے یعنی غلام یا قیدی...... جو محبوس ہیں...... مراد ہے کہ زر معاوضہ دے کر قیدیوں کو قید سے اور غلاموں کو غلامی سے آزادی دلانا ہے۔

نوٹ ۴:۔ حدیث شریف جس نے اس آیت پر عمل کر لیا اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔

(۵) فرنگیوں میں ایک ذات شریف پادری وہیری (WHERRY) نامی ہوئے ہیں...... اس آیت پر پہونچکر قدرت ان کے قلم سے یوں لکھواتی ہے...... یہ آیت قرآن کی بلند ترین آیتوں میں سے ہے...... ذات باری پر ایمان اور نوع انسانی کے ساتھ حسن سلوک اس کو اس میں واضح طور پر تربیت کا جوہر اصلی بتایا گیا ہے اس میں لب لباب عقائد اور اعمال کا آگیا......

(۶) یتیم:۔ احکام شریعت میں یتیمی:۔ باپ کی طرف سے معتبر مانی گئی ہے۔

(۷) اسلام کی تعلیم نوازی یتیم پروری کا اعتراف اپنوں ہی کی طرح بیگانوں اور منکروں کو بھی ہے۔

(ز) برطانوی مصنف باسورتھ اسمتھ نے لکھا ہے:۔

پیغمبر کے توجہ خصوصی کے مرکز غلاموں کی طرح یتیم بھی رہے ہیں۔ وہ

خود بھی یتیم رہ چکے تھے۔ اس لئے دل سے چاہتے تھے کہ جو حسن سلوک خدا نے ان کے ساتھ کیا وہی وہ دوسروں کے ساتھ رکھیں۔ (محمدؐ اینڈ محمدؐ نزم صفحہ ۳۵۱)

(ز) امریکی ماہر اجتماعیات ڈاکٹر رابرٹس لکھتے ہیں۔

قرآن کے مطالعہ سے ایک خوشگوار ترین چیز یہ معلوم ہوتی ہے کہ محمدؐ کو بچوں کا کس قدر خیال تھا خصوصاً ان بچوں کا جو والدین کی سرپرستی سے محروم ہوگئے ہوں، بار بار تاکید بچوں کے ساتھ حسن سلوک کی ملتی ہے۔ (سوشل لاز آف دی قرآن صفحہ ۴۰-۴۱)

(ززز) اور پھر کہا ہے "محمدؐ نے یتیموں کے باب میں اپنی خاص توجہ مبذول رکھی ..... بدسلوکی کرنے والوں اور ان کے حقوق غصب کرنیوالوں کے خلاف، سخت سے سخت وعیدیں سیرت محمدیؐ کے اس پہلو کو ظاہر کرتی ہیں جس پر مسلمان مصنفین کو بجا طور پر ناز ہے۔ (ماجد)

(۸) ...... اگر ایک شخص خوش حال ہے اور اس کے رشتہ دار تنگی اور محتاجی میں مبتلا ہوگئے ہیں تو بحیثیت مسلمان ہونے کے اس کا فرض ہے کہ ان کی خبرگیری کرے اگر نہیں کریگا تو یقیناً عنداللہ جوابدہ ہوگا۔ کیونکہ صلۂ رحمی کا حق خدا کا ٹھہرایا ہوا حق ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهٖ وَالْأَرْحَامَ [۴-۱] ...... یہ طریقہ کسی حال میں بھی شرعی نہیں ہو سکتا کہ باوجود خوشحال ہونے کے اپنے رشتہ داروں کو فقر و فاقہ میں چھوڑ دیا جائے اور پھر اگر کچھ دیا بھی جائے تو اسے زکوٰۃ کی مد میں شمار کر لیا جائے ۔۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے کوئی خاص اسلامی عمل ہی ترک نہیں کر دیا ہے بلکہ ان کی پوری زندگی غیر اسلامی ہوگئی ہے۔ ان کی فکری حالت غیر اسلامی ہے۔ ان کی عملی رفتار غیر اسلامی ہے۔ ان کا دینی زاویہ نگاہ غیر اسلامی ہوگیا ہے۔ اگر وہ اسلامی احکام پر عمل بھی کرنا چاہتے ہیں تو غیر اسلامی طریقہ سے۔ اور یہ دینی تنزل کی انتہا ہے۔ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا! ..... قرآن نے اعمال میں سے کسی عمل پر اتنا زور نہیں دیا جس قدر نماز اور انفاق پر .....

مومن وہ ہیں جن کا ہاتھ ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ رات دن، پوشیدہ اور ظاہر ہر حال میں سرگرمِ انفاق رہتے ہیں۔ نیز فرمایا یہ شیطانی خیال ہے کہ خرچ کرنے سے ہم محتاج ہو جائیں گے۔ اور اس راہ میں بخل "فحش" ہے۔ یعنی سخت قسم کی برائی اور اللہ انفاق کا حکم دیکر تمہیں مغفرت اور خوشحالی کی راہوں پر لگاتا ہے (آزاد جلد ۲۔ ۱۳۵)

نوٹ ۹:۔ فحش و فحشا کا اطلاق ہر شدید برائی ہر بُری صفت پر ہوتا ہے۔ لیکن بخل پر فواحش کا اطلاق علی الخصوص ہوتا ہے ـــــ اس موقعہ پر مراد ادائے زکوٰۃ و صدقات میں بخل ہے [ماجد] حاشیہ تحت پ۳ س۲۔ آیت ۲۶۸۔

نوٹ ۱۰:۔ عنوان ہذا کے سلسلہ میں اگر دیگر ابواب (۱) اسلام میں دولت کا صحیح مقام (۲) انفاق (۳) رشتہ دار (۴) زکوٰۃ نیز آیت کریمہ متعلق صدقات (جو اس مجموعہ میں شامل نہیں ہیں) بھی ملاحظہ ہوں تو بحیثیت مجموعی اسلام کے معاشی نظام کی صحیح۔ جامع اور کامل نقشہ یا تصویر سامنے آسکتی ہے اور بعض اختلافی مسائل کے متعلق مستقل کتاب لکھی جانا بھی ممکن ہے۔

باب ۳۹

اسلام میں دولت کا صحیح مقام

(اقتصادیات)

پ ۲۸ س ۵۹ ۔ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى
آیت ۷ سنزل ۷
جو کچھ اللہ اپنے رسول کو (دوسری) بستیوں والوں سے بطور فے
فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى
دلوادے، سو وہ اللہ ہی کا حق ہے اور رسول کا اور (رسول کے) عزیزوں
وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ
کا اور یتیموں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا تاکہ وہ (مال فے) تمہارے
الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا
تونگروں ہی کے قبضہ میں نہ آجائے تو رسول جو کچھ تمہیں دے دیا کریں
نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
وہ لے لیا کرو اور جس سے وہ تمہیں روک دیں رک جایا کرو اللہ سے ڈرو بیشک اللہ
شَدِيْدُ الْعِقَابِ (۷)
سخت سزا دینے میں بڑا سخت ہے۔

تفسیر۔ نوٹ ۱۔ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الاغنیاء۔ دولۃ کے لفظی معنی دست بدست پھیرنے کے ہیں..... محققین نے کہا ہے کہ آیت میں صراحت کے ساتھ ذکر اگرچہ صرف فے کا ہے لیکن اس سے استنباط یہی ہوتا ہے کہ اسلام بالعموم یہی سرمایہ داری (کیپٹلزم) یا سرمایہ کے اجتماع و مرکزیت کے حق میں نہیں۔ (ماجد)

نوٹ ۲۔ دولۃ۔ بمعنی چلتا پھرتا رہنا۔ مال داروں میں مال کے چلتے پھرتے

رہنے کے یہ معنی ہیں کہ ان کے گروہ میں رہے اور حق داروں کو نہ پہونچے جیسا اہلِ جاہلیت کا دستور تھا۔ (نذیر)

نوٹ ۳:۔ .... یہ اموال محض دولتمندوں کے الٹ پھیر میں پڑ کر ان کی مخصوص جاگیر بن کر نہ رہ جائیں جن سے سرمایہ دار مزے لوٹیں اور غریب فاقوں مریں۔ (عثمانی)

نوٹ ۴:۔ .... دراصل اس آیتہ میں اسلام میں دولت کا صحیح مقام متعین کر دیا گیا ہے۔ آج کی طرح آغاز اسلام میں بھی انسانی سوسائٹی کی اکثریت دو طبقوں میں تقسیم تھی مزدوروں اور مفلسوں کا گروہ جو نان شبینہ کا محتاج تھا۔ مالداروں اور ساہوکاروں کی جماعت جو دولت کے انبار جمع کر رہی تھی .... اسلام نے اپنے اصلاحی پیغام میں اس غیر متوازن مالی نظام کو درہم برہم کر کے جو متوازن اور عادلانہ نظام قائم کیا اس کا مقصد یہ قرار دیا کہ دولت جوئے آب کی طرح رواں دواں رہے۔ گڑھیں میں گھرے ہوئے پانی کی طرح سڑ کر سوسائٹی کے دماغ کو متعفن نہ کر دے .... دولتمندوں ہی کے درمیان ہیر پھیر میں نہ رہ جائے ضرورت مندوں کو بھی استفادہ کا حق حاصل ہو اس مقصد کے حصول کے لئے جو اصول بطور طریقہ کار تجویز کئے ان کا ملخص یہ ہے۔

(۱) مال کو فتنہ اور آزمائش قرار دیا۔ کہ کون اسے مصارف خیر میں صرف کر کے نعمت خداوندی کا شکر ادا کرتا ہے اور کون اس سے روگردانی کر کے کفران نعمت کا مرتکب ہوتا ہے۔

پ۴ س ۳ ۔ لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ (۱۸۶)

آیت ۱۸۶ یقیناً تم اپنے مال اور جان سے آزمائے جاؤ گے۔ (ترجمہ ماجد)

پ۱۹ س ۲۷ ۔ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۖ

آیت ۴۰ (حضرت سلیمان) یہ بھی میرے پروردگار کا ایک فضل ہے تاکہ میری آزمائش کرے کہ آیا میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں۔ (ترجمہ ماجد)

(۲) بخل کو سخت مذموم قرار دیا اور بتایا کہ بخیلوں کا مال قیامت کے دن ان کے گلوں میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا۔

پ۴ س ۳ ۔ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ
آیت ۱۸۰
اور جو لوگ اس مال میں بخل کرتے رہتے ہیں جو کچھ اللہ نے انہیں
مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ
اپنے فضل سے دے رکھا ہے وہ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے حق میں کچھ اچھا ہے نہیں بلکہ ان
مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ
کے حق میں (بہت) برا ہے۔ یقیناً انہیں قیامت کے دن طوق پہنایا جائیگا اس (مال) کا جس میں انہوں نے بخل کیا۔

(۳) سونے اور چاندی کو دبا کر رکھنے والوں کو عذاب الیم کی دھمکی دی گئی۔

پ۱۰ س ۹ ۔ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ
آیت ۳۴
اور جو لوگ کہ سونا اور چاندی جمع کرکے رکھتے ہیں اور اس کو خرچ
وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ
نہیں کرتے اللہ کی راہ میں آپ انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔

(۴) اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنے کو اور اپنی خواہشوں کو نظرانداز کرکے عزیزوں، غیروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سائلوں اور غلاموں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کو اصل نیکی قرار دیا گیا ہے اور اس کا درجہ ایمان باللہ والرسلؐ کے بعد قرار دیا ہے۔

پ۲ س ۲ ۔ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ
آیت ۱۷۷
طاعت یہ نہیں ہے کہ تم اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف پھیر لیا
الْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ ....
ترجمہ پوری آیت کا لکھا۔
کرو بلکہ طاعت یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ اور قیامت کے دن اور

فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر ایمان لائے اور اس کی محبت میں مال صرف کرے قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیروں اور سائلوں پر اور گردنوں کے آزاد کردینے میں اور نماز کی پابندی کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے اور اپنے وعدوں کو پورا کرنے والے جبکہ وہ وعدہ کرچکے ہوں اور تنگی میں اور بیماری میں اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے یہی لوگ ہیں جو سچے اترے اور یہی لوگ تو متقی ہیں۔

(۵) سود اور اس کے متعلقات کو حرام کیا گیا کیونکہ روپیہ کی گردش کو روکنے اور ضرورت مندوں کی امداد سے باز رکھنے کا سب سے بڑا سبب ہے اور فرمایا گیا کہ سودخوار قیامت کے دن دیوانوں کی طرح اٹھے گا۔

(۶) ہر مالدار پر سونے چاندی اور مال تجارت میں سالانہ $\frac{1}{40}$ (۲ $\frac{1}{2}$ فیصد) انکم ٹیکس (زکوٰۃ) کی ادائیگی فرض قرار دی گئی ...... اسی طرح زرعی پیداوار اور جانوروں کے ریوڑوں میں لازمی خیرات کا حصہ مقرر کیا گیا۔

(۷) بعض اعمال خیر کو نکھارنے اور بعض گناہوں کے وبال کو دور کرنے کے لئے صدقات واجب قرار دیئے گئے۔ مثلاً کفارہ صوم ...... صدقہ فطر وغیرہ۔

(۸) مرنے والے کے مال وجائداد کو لازمی طور پر تقسیم کرنے کے لئے ایسا قانون وراثت تجویز کیا گیا کہ بڑے سے بڑی تعلقہ داری اور جاگیرداری بھی دو تین پشتوں کے بعد اپنی موت آپ ختم ہوجائے۔

اسلام کا یہ عادلانہ مالیاتی نظام اگر آج بھی دنیا کے کسی حصہ میں جاری وساری ہوجائے تو امریکی اور برطانوی امپیریلزم اور روسی کیمونزم کے درمیان ان دونوں کی حریفانہ کشمکش سے پریشان مخلوق خدا کو وہ سیدھا اور صاف راستہ نظر آجائے جو امن وسلامتی وصلح وآشتی ومواخات ومحبت والفت کی منزل مقصود تک پہنچاتا ہے۔ (قاموس)

نوٹ ۱: از مرتب :- قاموس القرآن میں پارہ نمبر اور آیت کا ترجمہ شامل نہیں ہے۔ ان کا اضافہ ضروری خیال کر کے ترجمہ مولوی عبدالماجد صاحب کی تفسیر سے نقل کیا گیا اور پارہ نمبر بھی لکھدیا گیا۔

نوٹ ۲:- باب ہذا کے سلسلہ میں ہی اگر دیگر ابواب (۱) انفاق (۲) رشتہ دار (۳) زکوٰۃ (۴) اسلام کا معاشی نظام۔ بہ یک وقت پیش نظر رکھے جائیں تو بحیثیت مجموعی اسلام کے معاشی نظام کی صحیح۔ جامع۔ اور کامل نقشہ یا تصویر سامنے آسکتی ہے۔ اور بعض اختلافی مسائل بخوبی حل ہو سکتے ہیں۔

(۳) "اسلام کا نظام تقسیم دولت" یہ مقالہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اس کانفرنس کیلئے تحریر فرمایا تھا جو پاکستان کی وزارت قانون نے راولپنڈی میں منعقد کی تھی۔ ماہ محرم ۸۶ھ کے ماہنامہ البلاغ میں یہ مقالہ پورا شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد کتابی شکل میں شائع ہوا۔ اس مقالہ کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو گیا ہے اس اس مقالہ کے متعلق خاکسار کا کچھ لکھنا "چھوٹا منہ بڑی بات" کے مصداق ہوگا۔ اس مقالہ کی اہمیت کا سرسری اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ روزنامہ جنگ راولپنڈی۔ الحق اکوڑہ خٹک اور الفرقان لکھنؤ میں بھی اسے نقل کیا گیا "صدق جدید" دریاآباد میں اس مقالہ کا اقتباس شائع ہوا جو میں نے مدیر البلاغ کی اجازت حاصل کر کے مدیر صدق جدید کی خدمت میں ارسال کیا تھا مولانا عبدالماجد صاحب دریاآبادی نے ۱۹۔ اپریل ۶۶ء کے "صدق جدید" میں ایک قابل قدر مقالہ کے عنوان سے ایک ادارتی شذرہ تحریر کیا تھا جس کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ "اسلامی معاشیات کو پانی کی طرح حل کر دیا ہے"

کاش کہ کوئی چھوٹی خواہ بڑی اسلامی ریاست جناب مفتی صاحب کے اس مقالہ اور جناب ڈاکٹر امیر حسن صدیقی کی کتاب "اسلامی ریاست" کو پیش نظر رکھ کر اپنی ریاست کا دستور العمل مرتب کرے تو ہو سکتا ہے کہ ہمارے ان کابر کے خواب کی

صحیح تعبیر ممکن ہو جو اسی جدوجہد میں اپنی تمام عمر صرف کرکے اس دارفانی سے رحلت کر گئے ہیں۔

برصغیر کی تقسیم سے پہلے مہاتما گاندھی نے اپنے اخبار میں ایک مضمون لکھا تھا جس کا خلاصہ کچھ ہی عرصہ ہوا صدق جدید میں شائع ہوا تھا۔ اس میں تحریر تھا کہ اگر "آزادی" حاصل ہوئی تو وہ اس طرزِ حکومت کے اختیار کئے جانے کی کوشش کریں گے جو طرزِ حکومت خلفاء راشد اول و دوم کے عہد میں رائج تھا۔ مجھ کو افسوس ہے کہ صدق جدید کا وہ پرچہ میرے پیش نظر نہیں ہے۔ میں نے اپنی یادداشت کے مطابق تحریر کیا ہے۔ لیکن یہ ایک ایسی بات ہے جو ابھی ان اخبار بیں اصحاب کے ذہن میں محفوظ ہوگی جو برصغیر کی تقسیم کے قبل اخبارات کا مطالعہ کرتے رہے ہوں گے۔

باب ۴۰

آدابِ مجلس

پ ۲۸ س ۵۸ - يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا

آیت ۱۱ منزل ۷

اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں جگہ کھول دو تو

فِى الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا

جگہ کھول دیا کرو اللہ تمہیں کھلی جگہ دے گا اور جب کہا جائے اُٹھ کھڑے ہو تو اُٹھ

فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

کھڑے ہوا کرو اللہ تم میں ایمان والوں کے اور اُن کے جنہیں علم عطا ہوا ہے درجے

دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (۱۱)

بلند کرے گا اور اللہ کو تمہارے اعمال کی پوری خبر ہے۔

باب ۴۱

اتفاق اتحاد

(۱) پ ۴ س ۳۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص
آیت ۱۰۳
منزل ۱
اور اللہ کی رسی سب مل کر مضبوط تھامے رہو اور باہم نا اتفاقی
وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً
نہ کرو۔ اور اللہ کا یہ انعام اپنے اوپر یاد رکھو کہ جب تم (باہم) دشمن
فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ج وَكُنْتُمْ
تھے تو اس نے تمہارے قلوب میں الفت ڈال دی سو تم اس کے انعام سے (آپس میں) بھائی
عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ط كَذٰلِكَ
بھائی بن گئے۔ اور تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تھے سو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔ اسی
يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (۱۰۳)
طرح اللہ اپنے احکام کھول کر سناتا رہتا ہے تاکہ تم راہ یاب رہو۔

تفسیر۔ (۱) اس تعلیم کے ایک عملی پہلو کا اعتراف ایک غیر مسلم کی زبان سے" اسلام نے اُن قبیلوں کو متحد کر دیا جو اس وقت تک برابر ایک دوسرے سے مصروف پیکار رہتے تھے۔ (آرنلڈ کی پریچنگ آف اسلام صفحہ ۲۱)

(۲) اس انعام کے تحت میں علاوہ فلاح اُخروی کے اتحاد قومی کی فلاح دنیوی بھی شامل ہے اتحاد امت بجائے خود ایک بہت بڑی نعمت ہے۔

(۳) جسطرح عرب قبل اسلام کی عداوت حد ضرب المثل تک پہونچی ہوئی تھی اسی طرح بعد اسلام عرب کی آپس کی محبت یگانگت اخلاص بھی بے نظیر رہا۔ جہاں مکی مکی کا اور مدنی مدنی کا دشمن تھا وہاں اسلام نے مکہ کے مہاجرین اور مدینہ کے انصار کو

ایسا شیر و شکر کرا دیا کہ دونوں واقعی آپس میں بھائی بھائی معلوم ہونے لگے ۔

انسائکلو پیڈیا برٹانکا اور گبن دونوں کے صفحات میں اسکا اعتراف موجود ہے ۔ (ماجد)

(۲) آیت ۱۰۵ ۔ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ

اور ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنھوں نے بعد اس کے کہ انہیں شواہد

بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَٰتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (۱۰۵)

پہنچ چکے تھے باہم تفریق کرلی اور مختلف ہوگئے ۔ عذاب عظیم ان ہی کو تو ہوتا ہے ۔

(۳) پ۱۰ س ۸ ۔ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا

آیت ۴۶
منزل ۲

اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو اور آپس میں

وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ۖ وَاصْبِرُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ

جھگڑا مت کرو ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرتے رہو اللہ

مَعَ الصَّابِرِينَ (۴۶)

نیک اور صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ۔

تفسیر :- (۱) کوئی نزاع نہ افراد امت میں باہم ہونی چاہیئے نہ امام یا امیر قوم سے

یہ اندرونی کشمکش ڈسپلن (نظم و اطاعت) کے حق میں زہر قاتل ہے ۔

(۲) فتفشلوا ۔ یہاں گویا یہ ارشاد کر دیا کہ انتشار قوت کا لازمی نتیجہ پست ہمتی

ہے ۔ جو رعب تمہاری یک دلی یک جہتی یک رنگی کی بنا پر چھایا ہوا ہے وہ جاتا رہیگا ۔

(ماجد)

(۴) پ۲۱ س ۳۰ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (۳۱) مِنَ الَّذِينَ

آیت ۳۲-۳۱
منزل ۵

اور شرک کرنیوالوں میں مت ہو یعنی ان لوگوں میں جنہوں نے اپنے دین کو

فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ (۳۲)

ٹکڑے ٹکڑے کرلیا اور گروہ گروہ ہوگئے ہر گروہ نازاں ہے اس (طریق) پر جو اس کے پاس ہے ۔

تفسیر:۔ (۱) بعض صحابیوں اور تابعین سے یہ قول بھی نقل ہوا ہے کہ اس سے مراد خود اہلِ قبلہ کے بدعتی فرقے ہیں۔

(۲) اہل باطل آج جو بے شمار ٹکڑیوں ٹولیوں میں تقسیم ہیں یہ قابل عبرت ہے۔۔

— یہ حقیقت تو بالکل کھلی ہوئی ہے کہ ہر گروہ اور ہر ٹولی عام اس سے کہ وہ اہل حق میں سے ہو یا اہلِ باطل سے بس اپنے ہی مزعومات و معتقدات یا آج کل کی زبان میں اپنی آئیڈیالوجی ہی میں مست ہے۔

باب ۴۲

اسراف فضول خرچی

(۱) پ۸ س ۷۔ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ .... کُلُوۡا وَ اشۡرَبُوۡا وَ لَا تُسۡرِفُوۡا ج
آیت ۳۱

اے اولادِ آدم .... اور کھاؤ اور پیو لیکن اسراف سے کام نہ لو

اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الۡمُسۡرِفِیۡنَ ع (۳۱)

بیشک [redacted] مسرفوں کو پسند نہیں کرتا۔

تفسیر:۔ (۱) اسراف نام ہے صرف کرنے میں حدِ اعتدال سے تجاوز کرنے کا۔۔ اندازہ معتبر اندازہ شرعی ہے اور اس کے بعد اندازہ عقلی نہ کہ اندازہ نفسانی یا جذباتی۔۔ .... کھانے پینے میں حد سے تجاوز نہ کرو۔

(۲) اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الۡمُسۡرِفِیۡنَ:۔ امام رازی نے لکھا ہے.... جب ثواب کی اس سے نفی ہو رہی ہے تو لازم ہے کہ وہ مستوجب عتاب ہو۔ (ماجد)

(۲) پ۱۵ س ۱۷۔ .... وَ لَا تُبَذِّرۡ تَبۡذِیۡرًا (۲۶)
آیت ۲۶-۲۷

اور مال کو فضولیات میں نہ اُڑا۔

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ ۖ وَكَانَ الشَّيْطَانُ

بیشک فضولیات میں اڑا دینے والے شیطانوں کے بھائی بند ہوتے ہیں اور شیطان اپنے

لِرَبِّهِ كَفُورًا (۲۷)

پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔

تفسیر:۔ (۱) اسلام مالدار کو یہ حکم نہیں دیتا کہ وہ اپنے نفس کی آسائش پر سرے سے کچھ خرچ ہی نہ کرے جائز حدود کے اندر اس نے اس کی بھی اجازت دی ہے۔

(۲) تبذیر کہتے ہیں مال کے بے موقع یعنی محل معصیت میں خرچ کرنے کو اور اور اس کی دو قسمیں ہو سکتی ہیں۔ (۱) معصیت بالذات مثلاً .... شراب۔ قماربازی وغیرہ اس میں کچھ بھی صرف کرنا ہر حال میں حرام ہے (۲) دوسرے معصیت بالغیر یعنی عمل تو بجائے خود جائز ہو لیکن اس میں شرکت سے مقصود شہرت تفاخر وغیرہ ہو۔

(۳) اخوان الشیطین:۔ یعنی ناشکری اور کفران نعمت میں شیطان کے مشابہ و ہم سطح ہوتے ہیں۔ انسان کی مذمت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ اسے شیطان سے تشبیہ دیدی جائے جو سرچشمہ ساری برائیوں کا ہے۔ (ماجد)

(۳) پ۱۵ س ۱۷۔ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ
آیت ۲۹
اور تو نہ اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لے اور نہ اسے بالکل

وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا (۲۹)

کھول ہی دے ورنہ تو ملامت زدہ تہی دست ہو کر بیٹھ جائے گا۔

تفسیر:۔ خرچ کے معاملہ میں اسلام کی تعلیم اعتدال۔ اقتصادی ومیانہ روی کی ہے۔ نہ اپنی حالت اور قدرت سے بڑھ کر خرچ اور نہ بالکل کنجوسی ہی نہ صرف بے محل خلاف موقع۔ نہ موقع محل پر صرف سے گریز۔ (ماجد)

(۴) پ۱۹ س ۲۵۔ آیت ۶۷ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا

اور وہ لوگ خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ

وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا (۶۷)

تنگی کرتے ہیں اور اس کے درمیان (ان کا خرچ) اعتدال پر رہتا ہے۔

تفسیر:۔ مختصر آیت کے اندر صحیح معاشیات ملّی و انفرادی کا اصل اصول بیان کر دیا ہے۔

باب ۴۳

اقسام نفس

(۱) پ۱۳ س ۱۲۔ یوسف آیت ۵۳ منزل ۳ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ

اور میں اپنے نفس کو بھی بری نہیں بتلاتا بیشک نفس تو بری ہی بات کا بتلانے

اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۵۳)

والا ہے بجز اس (نفس) کے جس پر میرا پروردگار رحم کردے بیشک میرا پروردگار بڑا مغفرت والا ہے بڑا رحمت والا ہے۔

تفسیر:۔ نوٹ ۱:۔ حضرت یوسف علیہ السّلام ...... یہ کلیہ بیان فرماتے ہیں کہ نفس بشری تو برائیوں کی جانب رجحان رکھتا ہی ہے۔ اور خود میرا نفس بھی بذات خود اس سے مستثنیٰ نہیں۔ جیسا ملکہ بدی سب انسانوں کے نفس میں ہے میرے نفس میں بھی ہے .... نفس تو بہرحال بدی کی ترغیب دیتا اور بدی کی راہوں کی طرف لے جاتا ہی رہتا ہے ...... (ماجد)

نوٹ ۲:۔ یہ نفس (امارہ) سرکشوں، خودسروں، مجرموں کا ہوتا ہے (ماجد سلسلہ نفس لوامہ)

نوٹ نمبر ۳:۔ بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا
نہنگ واژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

نہ مارا آپ کو جو خاک ہو اکسیر بن جاتا
اگر پارہ کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا

(ذوق دہلوی مرحوم)

(۲) پ ۲۹ س ۷۵۔ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ (۲)
القیمٰۃ آیت ۲ اور قسم کھاتا ہوں نفس ملامت گر کی۔

تفسیر:۔ نفس لوامہ یہ ہے کہ ..... جب معصیت سرزد ہو جائے تو وہ اس پر بہت ہی نادم ہو و سرنگوں ہو .... ادھر غفلت یا شامت سے کوئی لغزش ہوئی ادھر نفس کو توبہ وندامت کی بھی توفیق ہو گئی .... (ماجد)

(۳) پ ۳۰ س ۸۹۔ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (۲۷)
الفجر آیت ۲۷ اے اطمینان والی روح

۲۸۔ ارْجِعِيٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً (۲۸)
تو اپنے پروردگار کی طرف چل خوش ہوتی ہوئی اور خوش کرتی ہوئی۔

۲۹۔ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ (۲۹)
پھر تو میرے (خاص) بندوں میں شامل ہو جا۔

۳۰۔ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ (۳۰)
اور میری جنت میں جا داخل ہو۔

تفسیر:۔ ..... خطاب اس روح سے ہوگا جسے حقانیت اسلام پر ایقان واذعان ہوگا۔ اور کسی طرح کا شک ہوگا نہ انکار .... جو رضائے الٰہی اور احکام شرعیہ میں ایسے مطمئن ہو گئے ہیں کہ مخالفت کیا معنی کراہت و گرانی کا بھی وہم باقی نہیں رہا ہے ...... (ماجد)

باب ۴۴

انشاء اللہ

پ ۱۵ س ۱۸ ۔ آیت ۲۳-۲۴
وَلَا تَقُولَنَّ لِشَایءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا (۲۳)
اور آپ کسی چیز کی نسبت یہ نہ کہا کیجئے کہ میں اسے کل کر دوں گا
إِلَّآ أَنْ يَشَآءَ اللَّهُ ۚ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ
سوا اس (صورت) کے کہ اللہ بھی چاہے اور اپنے پروردگار کو یاد کر لیا کیجئے جب آپ
عَسَىٰٓ أَنْ يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا (۲۴)
بھول جائیں اور آپ کہدیجئے کہ عجب نہیں جو میرا پروردگار مجھے باعتبار رہنمائی کے اس سے بھی زائد قریب تر بات بتا دے۔

تفسیر: آیت کی شان نزول یہ ہے کہ ایک بار منکرین نے آ کر ...... رسول اللہ صلعم سے تین سوالات بطور امتحان دریافت کئے ایک یہ کہ ماہیت روح کیا ہے؟ دوسرے یہ کہ اصحٰب کہف کون تھے تیسرے یہ کہ ذوالقرنین کا کیا قصہ ہے۔ آپ نے وحی الٰہی کے بھروسہ پر وعدہ کر لیا کہ کل جواب دوں گا۔ اتفاق سے وحی پندرہ دن تک نہ آئی آپ کو قدرتاً غم و صدمہ رہا اس کے بعد وحی سے سوالات کے جوابات بھی ملے اور یہ حکم بھی ۔ (ماجد)

باب ۴۵

انفاق (مال کا خرچ)

(۱) پ۱ س ۲۔ ...... وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾
آیت ۳ منزل ۱

اور جو کہ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں۔

...... اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ق وَ اُولٰٓئِكَ

یہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

لوگ پورے بامراد ہیں۔

تفسیر:۔ (۱) رزق کا لفظ کلام عرب میں بڑے وسیع معنی رکھتا ہے۔ اس کے اندر ہر قسم کی نعمتیں آجاتی ہیں۔ خواہ ظاہری و مادی ہوں۔ مثلاً مال صحت اولاد یا معنوی و روحانی مثلاً علم و حکمت فہم سلیم وغیرہ۔

(۲) رزق کو اپنی جانب منسوب کرکے بتا دیا کہ جو نعمت جتنی اور جس قسم کی بھی انسان کو ملتی ہے سب اللہ ہی کے فیض و عطا کا ثمرہ ہوتی ہے انسان کی اپنی کوئی چیز بھی نہیں ہوتی۔ (ماجد)

(۳) مما رزقنهم ينفقون:۔ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو یہ اللہ کی مخلوق پر صرف کرتے رہتے ہیں۔

(۲) پ۲ س ۲۔ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ ....
آیت ۱۷۷
منزل ۱

بلکہ طاعت یہ ہے کہ

...... وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى

اور اس کی محبت میں مال صرف کرے قرابت داروں اور یتیموں

وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ

اور مسکینوں اور راہ گیروں اور سائلوں پر اور گردن کے آزاد کردینے میں

.... اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۭ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (۱۷۷)

یہی لوگ ہیں جو سچے اترے اور یہی لوگ تو متقی ہیں۔

اس آیۃ کریمہ کی تفسیر کے سلسلہ میں ملاحظہ طلب باب ۳۸۔ اسلام کا معاشی نظام نیز باب ۳۹۔ اسلام میں دولت کا صحیح مقام۔

(۳) پ۲ س ۲۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ڛ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ

آیت ۲۱۵ منزل ۱

آپ سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں آپ کہدیجئے کہ جو کچھ

مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى

تمہیں مال سے خرچ کرنا ہے سو وہ حق ہے والدین کا اور عزیزوں

وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

کا اور یتیموں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا اور جو بھی نیکی کروگے اللہ کو اس کا

بِهٖ عَلِيْمٌ (۲۱۵)

پورا علم رہتا ہے۔

تفسیر:۔ (۱) جو خرچ فرض ہوچکا تھا مثلاً زکوٰۃ وغیرہ۔ اس کی بابت سوال نہ تھا۔

(۲) قرآن جو مکمل دستور حیات ہے اس میں معاشیات کے مسائل کو نظر انداز نہیں کیا گیا ہے۔

(۳) خیر کا مفہوم علاوہ نیکی اور بھلائی کے معروف و متعارف معنی کے محمود اور نیک کمائی والے مال کے بھی ہیں۔

(۴) شریعت نے اپنے نظام میں خاندان کو جو مرکزی اہمیت دی ہے اس پر یہ (آیت) ایک ادنیٰ دلیل ہے۔ (ماجد)

(۴) پ ۲ س ۲۔ .... وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۵

آیت ۲۱۹
منزل ۱

اور (لوگ) آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کتنا

قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ

خرچ کریں آپ کہہ دیجئے کہ جتنا آسان ہو۔ اللہ اسی طرح تمہارے

لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۵ (۲۱۹)

لئے کھول کر احکام بیان کرتا ہے تاکہ تم سوچ لیا کرو۔

تفسیر:۔ (۱) عفو سے مراد اتنا خرچ کرنا ہے جو اپنے اوپر بار نہ ہو۔

(۲) آسانی کا معیار ...... کہ اس سے کسی حقدار کا حق ضائع نہ ہو اور اپنے

ضروری مصارف میں تنگی نہ اٹھانا پڑے۔ (ماجد)

(۵) پ ۳ س ۲۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

آیت ۲۶۱
منزل ۱

جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں ان کے مال کی

كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ

مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک دانہ ہے کہ اس سے سات بالیاں اُگیں ہر ہر

سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ

بالی کے اندر سو دانے ہوں، اور اللہ جسے چاہے افزونی دیتا رہتا ہے اللہ بڑا

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (۲۶۱)

وسعت والا ہے بڑا علم والا ہے۔

(۶) پ ۳ س ۲۔ .... وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ

آیت ۲۷۲

اور تم مال میں سے جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو (سب) تم کو پورا

وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ (۲۷۲)

پورا لوٹا دیا جائے گا اور تم پر ذرا بھی زیادتی نہ کی جائے گی۔

تفسیر:۔ سب تم کو پورا پورا لوٹا دیا جائے گا یعنی سارا اجر و ثواب آخرت میں۔ (ماجد)

(۷) پ ۳ س ۲۔ آیت ۲۷۳ منزل ۱ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

(اصل) حق ان حاجتمندوں کیلئے جو اللہ کی راہ میں گھر گئے ہیں ملک

ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ

میں چل پھر نہیں سکتے ناواقف انھیں غنی خیال کرتا ہے اُن کی احتیاطِ سوال کے باعث

تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوْا

تو انہیں ان کے بشرے ہی سے پہچان لے گا وہ لوگوں سے لگ لپٹ کر نہیں مانگتے اور تم مال میں

مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ (۲۷۳)

سے جو کچھ خرچ کرتے ہو اللہ اس کا خوب جاننے والا ہے۔

تفسیر:۔ مفسر تھانوی نے کہا ہے کہ آیت کے مصداق ہمارے ملک میں سب سے زیادہ وہ حضرات ہیں جو علوم دین میں مشغول ہیں...... اس کے ساتھ اگر فکر معاش کی مصروفیت کو جمع کر لیا جائے تو علم دین کی خدمت ناتمام رہ جائے گی...... (ماجد)

(۸) پ ۱۸ س ۲۴...... آیت ۳۳ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ؕ

اور اللہ کے اس مال میں سے بھی انہیں دو جو اس نے تمہیں عطا کیا ہے۔

تفسیر:۔ مال کی اضافت اللہ کی طرف کر کے یہ حقیقت تازہ کر دی کہ یہ مال تمہارا اپنا ہے کب۔ جو کچھ بھی خرچ کرو گے اللہ ہی کا تو مال ہوگا (ماجد)

نوٹ:۔ اس عنوان کے تحت میرے شمار کے مطابق کم و بیش ۸۴ آیت ہیں۔ منجملہ ان کے اس باب میں صرف ۸ آیت کریمہ شامل کی گئی ہیں۔ صدقات کے متعلق آیت ان سب کے علاوہ ہیں۔ صدقات کا باب بھی اس حصہ دوم میں شامل نہیں کیا گیا ہے۔

باب ۴۶

انصاف۔ عدل

(۱) پ ۵ س ۴۔ آیت ۵۸ ......وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا
اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے
بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ
ساتھ فیصلہ کرو۔ بے شک اللہ تم کو بہت ہی اچھی بات کی نصیحت کرتا ہے،
كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا (۵۸)
بے شک اللہ بڑا سننے والا ہے بڑا دیکھنے والا ہے۔

تفسیر۔ (۱) یہ خطاب حکام اور اہل حل وعقد سے ہو رہا ہے۔ (ماجد)

(۲) پ ۵ س ۴۔ آیت ۱۳۵ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ
اے ایمان والو انصاف پر خوب قائم رہنے والے اور اللہ کے
بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ
لئے گواہی دینے والے رہو، چاہے وہ تمہارے یا (تمہارے) والدین اور
وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ
عزیزوں کے خلاف ہی ہو وہ امیر ہو یا مفلس، اللہ (بہرحال) دونوں سے زیادہ حقدار
بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا ۚ وَإِنْ
ہے۔ تو خواہش نفس کی پیروی نہ کرنا کہ حق سے ہٹ جاؤ اور اگر تم کجی کرو گے یا پہلوتہی
تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا (۱۳۵)
کرو گے تو جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے خوب خبردار ہے۔

تفسیر۔ نمبر ۱۔ گواہی سے مقصود اللہ کی رضاجوئی ہے۔ دوسرے معنی یہ بھی

ہو سکتے ہیں کہ "اللہ کے گواہ بنجاؤ" یعنی تمہاری شہادت، شہادت الہٰی کے قائم مقام ہوجائے۔ فقہا نے یہی معنی لیکر استنباط یہ کیا ہے کہ جو امر گواہوں سے ثابت ہوجائے وہی قطعی ہے اور اس کی مخالفت جائز نہیں ہے ...... اگر مدعا علیہ خوب علم رکھتا ہو کہ حق مدعی کا نہیں اور فیصلہ غلط اور نا منصفانہ ہوا ہے تاہم اگر وہ تعمیل نہ کرے گا تو قاضی اسلام کی مخالفت اور گواہوں کی تکذیب کا مجرم ہوگا۔

نمبر (۲) مروت اور رعایت نہ خود اپنی کرو نہ اپنے کسی بزرگ کی نہ اپنے کسی عزیز کی بلکہ صرف اللہ کی اور حق و صداقت کی ..... حلفیہ شہادت کا ذکر نہیں۔ بلا حلف بھی کبھی جھوٹی گواہی کا مرتکب ہوسکتا ہے حکم عام ہے ہر قسمی گواہی کیلئے۔ صرف مالی اور عدالتی معاملات کی حد تک محدود نہیں ......

نمبر (۳) جھوٹی گواہی کے محرک دو ہی ہوتے ہیں ــــ فریق اگر امیر ہے تو اس کا دباؤ ــــ لحاظ ــــ مروت، اور اگر غریب ہے تو اس کے ساتھ جذبۂ ہمدردی ــــ یہاں دونوں کی جڑ کاٹ دی ہے، اور بتایا ہے کہ دونوں صورتوں میں جتنا تمہارا تعلق اس کے ساتھ ہے اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر اللہ کا تعلق اس کے ساتھ ہے۔

نمبر (۴) تاکید ہے کہ شہادت بالکل واقعہ کے مطابق ہونا چاہیئے۔ شاہد کے ذاتی رجحانات کا دخل بھی نہ آنے پائے۔

نمبر (۵) اِن تَلوٗا ــ یعنی شہادت دی تو جائے لیکن بددیانتی، خیانت اور اینچ پینچ کے ساتھ۔

تعرضوا ــــ یعنی سرے سے شہادت ہی نہ دی جائے۔ (ماجد)

(۳) پ ۶ س ۵ - آیت ۸ -

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ لِلّٰهِ

اے ایمان والو اللہ کے لئے پوری پابندی کرنے والے (اور)

شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ز وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى

عدل کے ساتھ شہادت دینے والے رہو اور کسی جماعت کی دشمنی تمہیں اس پر نہ آمادہ

اَلَّا تَعْدِلُوْا ط اِعْدِلُوْا قف هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ز وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط

کرے کہ تم اس کے ساتھ انصاف ہی نہ کرو۔ انصاف کرتے رہو کہ وہ تقویٰ سے بہت قریب

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (۸)

ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ کو اس کی (پوری) خبر ہے کہ تم کیا کرتے رہتے ہو۔

تفسیر (۱) جس قوم یا جماعت سے مسلمانوں کو بحیثیت مسلمان کے دشمنی ہوگی ظاہر ہے کہ وہ دشمن اسلام کافروں ہی کی ہوگی ـــــ تو گویا تاکید اسکی ہوئی کہ دشمنوں تک کے ادائے حقوق میں کمی نہ کرو ـــــ اللہ اللہ! دنیا کا کون قانون ایسا ملیگا جس نے اپنے باغیوں اور معاندوں تک کے حقوق کی یہ رعایت رکھی ہو۔

نمبر (۲) کافر کا کفر اُسے اس سے محروم نہیں کر دیتا کہ اس کے حق میں عدل کیا جائے ...... عدل و اعتدال کا لحاظ ہر معاملہ میں رہے ...... مرشد تھانوی نے فرمایا کہ معاملات میں طبعیات پر عمل نہ کرنا ایک مجاہدہ ہے اور یہاں اسی کی تعلیم ہے

(۳) پ۵۔ س۴۔ آیت ۱۳۵۔ جو شمار نمبر (۲) پر تحریر ہے = اُس آیت اور اس آیت کے سلسلہ میں مفسر تھانوی نے خوب فرمایا ہے کہ معاملات میں بے انصافی کے سبب عموماً دو ہی ہوتے ہیں، یا تو کسی فریق کی رعایت و مروّت اور یا کسی فریق کی عداوت و مخالفت ....آیت اول الذکر میں اقامت عدل کا حکم سبب اوّل کی مناسبت سے ہے۔ اور یہاں سبب دوم کی مناسبت سے (ماجد)

(۴) پ۸۔ س۶۔ آیت ۱۵۲۔

...... وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ج

اور جب بولو تو عدل (کا خیال) رکھو اگرچہ وہ (شخص)

وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ

قرابت دار ہی ہو اور اللہ سے جو عہد کیا ہے اسے پورا کرو اس [سب] کا [اللہ نے]

تَذَكَّرُوْنَ (۱۵۲)

تمہیں حکم دیا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔

تفسیر:۔ (۱) یعنی کسی کی قرابت یا عزیز داری تمہیں اس کے معاملہ میں نہ منصفانہ فیصلہ کرنے سے روکے نہ سچی گواہی دینے سے۔

(۲) واذا قلتم — یعنی جب تم کسی کے مقدمہ یا معاملہ میں زبان کھولو۔

(۵) پ ۱۴ س ۱۶ — اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ ......
آیت ۹۰

بیشک اللہ عدل کا ...... حکم دیتا ہے۔

(۶) پ ۲۵ س ۴۲ ...... وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ......
آیت ۱۵

ترجمہ اور مجھے یہ حکم ملا ہے کہ اپنے اور تمہارے درمیان انصاف کروں۔

تفسیر:۔ (تبلیغ و مخالفین سے بحث کے سلسلہ میں) یعنی تمہارے حق میں انصاف کو ملحوظ رکھوں اور تمہارے اوپر اس سے زائد بار نہ ڈالوں جتنے کا شریعت نے تمہیں مکلف کیا ہے۔ اور ہر حال میں تمہارے معاملہ میں عدل سے کام لیتا رہوں۔ (ماجد)

نوٹ ۱:۔ عنوان ہذا کے تحت میرے شمار کے مطابق کم و بیش ۱۶ ۔ ۱۷ آیات ہیں منجملہ ان کے صرف چھ آیات اس مجموعہ میں شامل کی گئی ہیں۔ اور وہ آیات بھی ان کے علاوہ ہیں جن میں ضمناً عدل و انصاف کی بابت باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

نوٹ ۲:۔ رشوت کے متعلق باب اس مجموعہ کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ چونکہ عدل اور رشوت کے معاملات کا باہم گہرا تعلق ہے اس لئے ارادہ ہے بشرط حیات ان ہر دو ابواب کے سلسلہ میں بحیثیت مجموعی سرسری تبصرہ تحریر کیا جا کر اس کتاب کے آخر میں بطور ضمیمہ شامل کیا جائے۔ انشاء اللہ۔

باب ۴۷

انتقام - بدلہ باہمدگر

(۱)
پ۱۴ س ۱۶ - وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ط
آیت ۱۲۶
اور اگر تم بدلہ لینا چاہو تو انہیں اتنا ہی دکھ پہنچاؤ جتنا دکھ انہوں نے تم
وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ (۱۲۶)

کو پہنچایا ہے اور اگر تم صبر کرو تو یہ صبر کرنیوالوں کے حق میں بہت ہی اچھا ہے۔

تفسیر: نوٹ ۱: - انتقام کا وقت بھی نازک ہوتا ہے۔ مظلوم کا نفس جوش انتقام میں آگے بڑھ جاتا اور اب خود ظالم ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید نے اس اشتعال کے وقت پر قابو رکھنے کی بار بار تاکید کی ہے ......

نوٹ ۲: - بہتر اور افضل تو انتقام نہ لینا ہی ہے لیکن اگر اس پر قدرت نہ ہو.... تو بہر حال ضروری ہے کہ سزا اس جرم ہی کے متناسب ہو اس سے زائد ہرگز نہ ہو۔

نوٹ ۳: - مقام بلند صبر و تحمل اور عفو درگذر ہی کا ہے۔ (ماجد)

(۲) پ۱۷ س ۲۲ - ذٰلِكَ ج وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ
آیت ۶۰
اور جو شخص اسیقدر تکلیف پہونچائے جتنی تکلیف اسے پہونچائی گئی اور پھر اس پر
بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ (۶۰)

زیادتی کیجائے تو اللہ اس کی ضرور مدد کریگا۔ بیشک اللہ بڑا معاف کرنیوالا ہے بڑا بخشنے والا ہے۔

تفسیر: نوٹ ۱: مسئلہ: - جو افعال ہر حال میں معصیت ہیں وہ اس عموم سے مستثنیٰ ہیں مثلاً کسی کے والدین کو برا کہے تو عوض میں اس کے والدین کو برا کہنا جائز نہ ہوگا۔

(تھانوی)

باب ۴۸

امانت

(۱) پ۳ س ۲۔ آیت ۲۸۳ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي

اور تم میں سے کوئی کسی اور پر اعتبار رکھتا ہے تو جس کا اعتبار کیا گیا ہے

اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ط

اُسے چاہیئے کہ دوسرے کی امانت (کا حق) ادا کرے اور چاہیئے کہ اللہ (یعنی اپنے پروردگار سے

ڈرتا رہے۔

(۲) پ۳ س ۳۔ آیت ۷۵ وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ

اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا بھی ہے کہ اگر تو اس کے پاس ایک

يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ج وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ

ڈھیر (کا ڈھیر) امانت رکھا دے تو وہ (بھی) تجھے ادا کر دے اور ان میں سے کوئی ایسا بھی

اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا

ہے کہ اگر تو اس کے پاس ایک دینار امانت رکھائے تو وہ تجھے اس کو واپس نہ کرے بجز اس صورت

لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ج ...... (۷۵)

کے کہ تو اس (کے سر) کھڑا رہے۔ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اوپر امیوں کے باب میں کوئی

ذمہ داری ہی نہیں۔

تفسیر:۔ (۱) ذکر یہود کا ہے۔ یہود کے حب زر کی یہ کتنی صحیح تصویر ہے۔

(۲) دینار۔ رومی حکومت کا ایک طلائی سکہ۔

(۳) یعنی وہ ادائے امانت میں برابر حیلہ حوالہ کرتا رہتا ہے۔ اور تقاضا برابر جاری

رکھنا پڑے گا۔

(۴) اُمیین یعنی ام القریٰ مکہ کے باشندے۔

(۵) یہود غیر یہود کے ساتھ کاروباری تعلق کے سلسلہ میں بدمعاملگی کے لئے برابر بدنام رہے ہیں۔ (ماجد)

(۳) پ ۵ س ۴۔ آیت ۵۸ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ

اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کو ادا کرو۔

تفسیر:۔ یہود میں عادت تھی کہ امانت میں خیانت کرتے.... مسلمانوں کو ان باتوں سے روکا گیا ہے منقول ہے کہ فتح مکہ کے دن آپ نے خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونا چاہا تو عثمان ابن طلحہ کلید بردار خانہ کعبہ نے کنجی دینے سے انکار کیا تو حضرت علی نے اس سے چھین کر دروازہ کھولدیا۔ آپ فارغ ہوکر جب باہر تشریف لائے تو حضرت عباس نے آپ سے درخواست کی کہ یہ کنجی مجھکو ملجائے اس پر آیت نازل ہوئی۔ اور کنجی عثمان بن طلحہ ہی کے حوالہ کی گئی (عثمانی)

(۴) پ ۱۸ س ۲۳۔ آیت ۸ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ (۸)

اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا لحاظ رکھنے والے ہیں

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ (۱۰) الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ

(بس) یہی لوگ وارث ہونے والے ہیں جو فردوس کے وارث ہوں گے اور اس

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۱۱)

میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔

تفسیر:۔ اپنی امانتوں سے مراد اپنی سپردگی میں لی ہوئی امانتیں ہیں۔ ماجد

(۵) پ ۲۹ س ۷۔ آیت ۳۲ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۔

اور جو لوگ اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا خیال رکھنے والے ہیں۔۔

.....اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۭ

.... یہی لوگ بہشتوں میں عزت سے داخل ہوں گے۔

تفسیر:۔ یعنی ان امانتوں کا خیال رکھنے والے جو انہوں نے اپنی سپردگی

میں لی ھیں ۔ (ماجد)

باب ۴۹

اولاد

(۱) پ ۱۳ س ۱۳۔ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ
آیت ۲۳
ہمیشگی کے باغ جن میں وہ (خود بھی) داخل ہونگے اور (وہ بھی) جو
اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ یَدْخُلُوْنَ
جنت کے لائق ہوں گے ان کے ماں باپوں میں سے اور ان کے میاں بیویوں میں سے اور ان کی اولاد
عَلَیْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ (۲۳)
میں سے اور فرشتے ان کے پاس ہر دروازہ سے داخل ہوتے ہوں گے۔
آیت ۲۴۔ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۲۴
(یہ کہتے ہوئے کہ) سلامتی ہو تم پر اس کے صلہ میں کہ تم صبر کرتے رہے
سو (تمہارا) اس جہان میں بہت ہی اچھا انجام ہے۔

تفسیر: نمبر ۱۔ یعنی یہ نیک کردار ...... جنت میں خود تو خیر داخل ہونگے ان کے ساتھ ہی ان کے بڑے اور چھوٹے اور برابر والے عزیزوں کو بھی جنت میں پہونچا دیا جائے گا بشرطیکہ ان میں صلاحیت بھی کسی درجہ کی جنت میں جانے کی ہوئی۔

(۲) مَنْ صَلَحَ ۔ اس قید نے صاف کر دیا کہ اہل جنت سے مطلق قرابت کا تعلق مغفوریت کے لئے کافی نہیں مغفرت تو ایمان ہی پر مرتب ہوگی۔ البتہ ترقی درجات و مراتب کی گنجایش اعزہ و اقربا کی شفاعت کی بنا پر ہے۔

(۳) زوج میں میاں بیوی، مذکر و مونث دونوں آگئے۔ ذریت کے تحت ...... لڑکے لڑکی وغیرہ۔

اٰبائِھِمْ کے تحت ...... بزرگان خاندان باپ اور ماں دونوں کی طرف سے۔

(۴) مِنْ کُلِّ بَابٍ۔ "ہر ہر دروازہ سے" ایک معنیٰ یہ بھی لیے گئے ہیں کہ مومن نے دنیا میں جتنی قسم کی طاعتیں کی ہیں مثلاً نماز روزہ حسن معاملات سچائی وغیرہ انمیں سے ہر ہر قسم کے لئے ایک دروازہ قائم ہوجائیگا اور فرشتہ ان میں سے داخل ہوں گے۔ (ماجد)

(۲) پ ۲۷ س ۵۲۔ آیت ۲۱ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کا ساتھ

اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ

دیا ہم ان کے ساتھ ان کی اولاد کو بھی شامل کردیں گے اور ہم ان کے عمل میں سے کوئی

كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ (۲۱)

چیز کم نہ ہونے دیں گے ہر شخص اپنے عمل میں محبوس رہیگا۔

تفسیر۔ نوٹ ۱:۔ ..... مراد ایسی ذریت ہے جو صاحب ایمان تو اپنے اسلاف ہی کی طرح ہو البتہ اعمال میں اتباع شریعت میں ان سے پیچھے ہو۔

۲:۔ اولاد کو بھی شامل کردینا۔ یہ ان اسلاف مقبولین کے اکرام ...... کیلئے ہوگا کہ ان کے ذریات کو بھی باوجود ان کے درجہ عمل کی پستی کے ان کے ساتھ ملحق اور ہم مرتبہ کردیا جائے گا ...... (ماجد)

باب ۵۰

انصار و مہاجر

(۱) پ۱۰ س ۸۔ آیت ۷۲ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اپنے مال

بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا

اور اپنی جان سے جہاد بھی کیا اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے (انھیں) پناہ

وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ط ...... (۷۲)

دی اور (انکی) مدد کی یہ لوگ ایک دوسرے کے وارث ہیں۔

تفسیر ...... وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا :- یہ مدح انصار مدینہ کی ہو رہی ہے جنھوں نے مہاجرین مکہ کو اپنے گھروں میں جگہ دی اور ہر طرح انھیں آسائش پہنچا پہنچا کر پردیس ان کے لئے دیس بنا دیا [ماجد]

(۲) پ۱۰ س ۸۔ آیت ۷۴ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي

اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت [بھی] کی اور جہاد [بھی]

سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ

کیا اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے [انھیں] رہنے کی جگہ دی اور ان کی مدد کی سو یہی

حَقًّا ط لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ۔ (۷۴)

لوگ تو ہیں پورے پورے مومن ان کے لئے مغفرت اور معزز روزی ہے۔

تفسیر:- جن مٹھی بھر مظلوم مسلمانوں نے دعوت حق کا بیج بویا تھا۔ ان کا یہ حال تھا لیکن آج جبکہ روئے زمین میں چار سو ملین مسلمان موجود ہیں انکی باہمی مواخاۃ کا کیا حال ہے ؟ ہندوستان کے مسلمانوں کا کیا حال ہے جس میں ستر ملین مسلمان بستے ہیں ؟ (آزاد)

(۳) پ۲۸ س ۵۹ ۔ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ
آیت ۹
اور ان لوگوں کا (بھی) حق ہے جو دارالاسلام اور ایمان میں ان کے قبل
يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ
سے قرار پکڑے ہوئے ہیں محبت کرتے ہیں اس سے جو ان کے پاس ہجرت کرکے آتا ہے اور
حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ
اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں اس سے جو کچھ کہ انھیں ملتا ہے اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ
خَصَاصَةٌ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ
خود فاقہ میں ہی ہوں اور جو اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے تو ایسے ہی لوگ
الْمُفْلِحُوْنَ (۹)
تو فلاح پانے والے ہیں۔

نوٹ :۔ انصار و مہاجر کے تعلق میں جملہ آیات اس مجموعہ میں شامل نہیں کی گئی ہیں اور
نہ ہجرت کا باب شامل کیا گیا ہے۔ البتہ مضمون کی مناسبت کے لحاظ سے ہجرت کے تعلق میں صرف دو
آیت کریمہ معہ ترجمہ و تفسیر درج ذیل ہیں۔

پ ۵ س ۴ ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىھُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ
آیت ۹۷
بیشک ان لوگوں کی جان جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کر رکھا ہے (جب)
قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ۭ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ
فرشتہ قبض کرتے ہیں تو ان سے کہینگے کہ تم کس کام میں تھے وہ بولیں گے ہم اس ملک میں بے بس تھے
قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُھَاجِرُوْا فِيْھَا ۭ
فرشتہ کہیں گے کہ اللہ کی سرزمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے ؟ تو یہی لوگ ہیں کہ جن کا
فَاُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىھُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا (۹۷)
ٹھکانا دوزخ ہے ۔ اور وہ بری جگہ ہے۔

۹ - اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَ

بجز ان لوگوں کے جو مردوں اور عورتوں بچوں میں سے کمزور ہوں

الْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا (۹۸)

(کہ) نہ کوئی تدبیر ہی کر سکتے ہوں اور نہ کوئی راہ پاتے ہوں۔

تفسیر:- (۱) فتح مکہ کے بعد ہجرت واجب نہ رہی ..... فقہانے لکھا ہے کہ ہجرت کا وجوب اوس وقت اس لئے تھا کہ منکرین کی ایذا اور مزاحمت سے محفوظ رہ کر مسلمان حکومت الٰہی کے اندر رہیں اور قانونِ الٰہی کا نفاذ اپنے ہاں کر سکیں ..... جب منکرین کی مزاحمت کا زور ٹوٹ گیا تو ہجرت بھی واجب نہ رہی لیکن پھر کہیں اور جب کبھی وہی وجوہ ہجرت پائے جانے لگیں ہجرت واجب ہوجائے گی۔

(۲) فقہاء نے لکھا ہے کہ جب ایک ملک میں رہ کر فرائض دین پوری طرح ادا نہ ہوسکتے ہوں اور یہ معلوم ہو کہ کوئی دوسرا ملک ہے جہاں فرائض دین ادا ہوسکتے ہیں تو پہلے سے دوسرے ملک کی طرف ہجرت واجب ہوجاتی ہے۔ (ماجد)

(۳) .... فرمایا جو لوگ استطاعت نہ رکھتے ہوں وہ تو مجبور ہیں لیکن جو کوئی ہجرت کی استطاعت رکھتا ہو اور پھر بھی دشمنوں کی آبادی نہ چھوڑے اور اپنی محرومی و ذلت کی حالت پر قانع ہوجائے تو وہ سخت معصیت کا مرتکب ہوگا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ جو لوگ اپنا وطن چھوڑ کر ہجرت کریں گے انھیں نئی نئی اقامت گاہیں اور معیشت کے نئے نئے سامان ملیں گے۔ (آزاد)

(۴) " ہے ترک وطن سنت محبوب الٰہی "

(۵) " مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا "

(۶) " ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست "

---

(۷) مسلم نے بھی تعمیر کیا اپنا حرم اور
تہذیب کے آزر نے ترشوائے صنم اور

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

مندرجہ بالا اقتباسات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اسلام میں وطنیت اور "فرزند ارض" کا تصور کیا اور کس حد تک ہے۔ نیز یہ کہ ۱۴ سو سال قبل کی بین الاقوامی اور بین الملّی آواز کا "بازگشت" کیا ہونا چاہیئے؟

باب ۵۱

بدی کو نیکی سے دور کرنا

نیکی سے برائی کو رفع کرنا ——— بھلائی سے برائی کو دور کرنا

(۱) پ ۱۲ س ۱۱۔ آیتہ ۱۱۴۔ منزل ۳ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۚ ذَٰلِكَ
بیشک نیکیاں مٹا دیتی ہیں بدیوں کو یہ ایک نصیحت ہے

ذِكْرَىٰ لِلذَّاكِرِينَ (ع ۱۱۴)
نصیحت ماننے والوں کے لئے۔

تفسیر۔ نوٹ ۱:۔ یہ صحیفہ اسلامی کی عجیب و غریب دفعہ ہے جس کی نظیر مشکل ہی سے کسی دوسرے صحیفہ دینی میں ملے گی ارشاد ہوتا ہے کہ ہر حسنہ کے بجائے خود تو خیر نیکی ہے ہی۔ ایک خاصہ اذہاب سیئہ (بدی کو ٹھانے) کا بھی رکھتی ہے۔ نیکیوں کی افزائش کی ترغیب کا اس سے بہتر نسخہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ اگر بندے اپنے باہمی معاملات میں اللہ کے اس قانون کو یاد رکھتے تو آج آپس کی رنجشوں شکایتوں کا دفتر کتنا مختصر ہو گیا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ

اپنے یہاں کا یہ قاعدہ رکھے کہ نیکیوں کے ہوتے ہوئے بدیوں پر نظر نہ کی جائے اور بندے اس کے برعکس یہ عمل جاری رکھیں کہ اپنے بھائیوں کی کمزوریوں لغزشوں خطاؤں کے آگے ان کی خوبیوں پر برابر خاک ہی ڈالے رہیں۔

مرشد تھانوی نے فرمایا کہ طاعت کے انوار سے معصیت کی ظلمتیں دور ہو جاتی ہیں اور ملکہ طاعت کے غلبہ سے مادہ معصیت مضمحل ہوتا جاتا ہے۔

نوٹ ۵:۔ یہ قاعدہ کہ نیکیوں سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ایک بڑی جامع نصیحت ہے ان لوگوں کے حق میں جو اسے سننا اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیں کہ اس سے نیکیوں کی بڑی ترغیب ہوتی ہے۔ (ماجد)

(۲) پ ۱۳ س ۱۳۔ آیت ۲۲ وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ
اور بدسلوکی کو حسن سلوک سے ٹالتے رہتے ہیں ان ہی کے حق میں
عُقْبَى الدَّارِ (۲۲)
نیک انجام ہے۔

(۳) پ ۱۸ س ۲۳۔ آیت ۹۶ منزل ۴ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ط
بدی کا دفعیہ ایسے برتاؤ سے کیجئے جو بہت ہی اچھا ہو۔

(۴) پ ۲۴ س ۴۱۔ آیت ۳۴ منزل ۶ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ط ادْفَعْ بِالَّتِي
اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی آپ نیکی سے بدی کو ٹال
هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ
دیا کیجئے تو پھر یہ ہوگا کہ جس شخص میں اور آپ میں عداوت ہے وہ ایسا ہو جائیگا جیسا
وَلِيٌّ حَمِيمٌ (۳۴)
کوئی دلی دوست ہوتا ہے۔

نوٹ ۱:۔ رسول اللہ صلعم کے اس تعامل مسلسل کے بعد ابوسفیان جیسے شدید

دشمن بالکل حلقہ بگوش ہو گئے تھے۔

نوٹ ۲:۔۔۔ مشہور غیر مسلم لیڈر گاندھی جی نے جو اپنا فلسفہ شانتی اور اہنسا کا چلایا ہے عجب نہیں جو اس کا ماخذ اصلی یہی آیت قرآنی ہوں (ماجد)

(۵) آیت ۳۵۔ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ج وَمَا يُلَقّٰهَآ
اور یہ بات ان ہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کرتے رہتے ہیں اور اسی کو

اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ (۳۵)
نصیب ہوتی ہے جو بڑا صاحب نصیب ہوتا ہے۔

باب ۵۲

بے مقصد مشغلہ

پ ۲۹ س ۴، منزل ۷۔ كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ (۳۸) ۙ اِلَّآ اَصْحٰبَ
آیت ۳۸ تا ۴۷
ہر شخص اپنے اعمال میں محبوس ہو گا مگر داہنے ہاتھ والے نہیں

الْيَمِيْنِ (۳۹) ڛ فِيْ جَنّٰتٍ ڛ يَتَسَآءَلُوْنَ (۴۰) ۙ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ (۴۱)
کہ وہ بہشت کے باغوں میں ہونگے اور مجرموں کی بابت پوچھ پاچھ کر رہے ہوں گے کہ تمہیں

مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ (۴۲) قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ (۴۳)
کونسی چیز دوزخ میں لائی۔ وہ کہیں گے ہم تو نہ نماز پڑھا کرتے تھے اور نہ ہم غریب

وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ (۴۴) ۙ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ (۴۵) ۙ
کو کھانا کھلایا کرتے تھے اور شغل میں رہنے والوں کے ساتھ ہم بھی مشغلہ میں پڑے

وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ (۴۶) ۙ حَتّٰىٓ اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ (۴۷) ؕ
رہتے تھے۔ اور ہم روز جزا کو جھٹلایا کرتے تھے یہاں تک کہ ہم کو موت آ گئی۔

تفسیر ۱۔ خوض سے ایسا شغل مراد ہے جو دین اور واجبات سے غافل کردے ..... تقریر کا حاصل یہ ہوگا کہ ہم نے نہ حقوق اللہ ہی ادا کئے اور نہ حقوق العباد ..... (ماجد)

باب ۵۳

بلا واقفیت یا بلا تحقیق کوئی بات کہنا

(۱) پ۳ س ۳ ۔ آیت ۶۶ .... فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (۶۶)

سو اب ایسی بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں (کچھ بھی) علم نہیں ۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ۔

تفسیر نوٹ :۔ مخاطب اہل کتاب ۔

(۲) پ۱۵ س ۷، آیت ۳۶ منزل ۴ ۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا (۶۶)

اور اس چیز کے پیچھے مت ہولیا کرو جس کی بابت تجھے علم (صحیح) نہ ہو۔ بیشک کان اور آنکھ اور دل ان کی پوچھ ہر شخص سے ہو گی ۔

تفسیر نوٹ :۔ یعنی ہر ہر شخص سے سوال اس کا ہوگا کہ کان سے سننے کا ۔ آنکھ سے دیکھنے کا دل سے سوچنے سمجھنے یقین کرنے کا کام جائز اور صحیح موقعوں پر کتنا لیا اور ناجائز اور غلط موقعوں پر کتنا ۔ احساس ذمہ داری کی تعلیم ہر ہر فرد کو اس سے بہتر اور کہاں ملے گی ؟ اس پر آج عمل ہونے لگے تو شخصی اور قومی ۔ انفرادی و اجتماعی دونوں قسم کے کتنے جھگڑے قصے آج دنیا سے مٹ جائیں ۔

بلا تحقیق ہر سنی سنائی بات کے پیچھے نہ ہولیا کرو ..... فقہا نے اسی آیت کے ذیل میں

کہا ہے کہ احکام شرعی محض اٹکل سے بتا دینا یا کسی پر بغیر تحقیق کوئی الزام لگا دینا دونوں اس آیت سے ناجائز ہوتے ہیں۔ (ماجد)

(۳) پ۱۸ س ۲۴- آیت ۱۵ منزل ۴
اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ
جب تم اپنی زبانوں سے اسے نقل در نقل کر رہے تھے اور اپنے
مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ
منہ سے وہ کچھ کہہ رہے تھے جس کی تمہیں کوئی تحقیق نہ تھی اور تم اُسے ہلکا سمجھ رہے
عَظِيْمٌ (۱۵)
تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بُری بات تھی۔

باب ۵۴

بدگمانی۔ دوسروں کے معاملات کے متعلق تجسّس (ٹوہ) میں رہنا

پ۲۶ س ۴۹- آیت ۱۲
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ
اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو کیونکہ بعض گمان
الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا ...... (۱۲)
گناہ ہوتے ہیں اور ٹوہ میں مت لگے رہو۔

تفسیر:- (۱) فقہا مفسرین نے لکھا ہے کہ حق تعالیٰ کے ساتھ نیک گمان رکھنا واجب ہے اور حق تعالیٰ اور عام مسلمانوں کے ساتھ بدگمانی ممنوع و ناجائز ہے۔۔۔ بدگمانیوں کی عام عادت جو بطور وبا کے ہم لوگوں میں پھیلی ہوئی ہے یہ آیت اس پر کیسی ضرب لگا رہی ہے۔ بات بات پر بلا وجہ بھائیوں سے بدگمانی بیوی بچوں سے بدگمانی پڑوسیوں سے بدگمانی نوکروں چاکروں سے بدگمانی گویا بدگمانی کو ہم لوگوں نے اوڑھنا بچھونا بنا

رکھا ہے۔ یہ بدگمانی کی خلش اگر دل سے دور ہو جائے تو ہم میں سے ہر ایک کی زندگی کتنی راحت سے بسر ہونے لگے...... (ماجد)

(۲) اوروں کے عیبوں اور کمزوریوں کی تلاش و جستجو میں نہ پڑنا چاہیئے تاوقتیکہ کوئی مصلحت یا ضرورت ہی اس کی نہ آپڑے چھپ کر باتیں سننا۔ یا اپنے کو سوتا ہوا بنا کر باتیں سن لینا یہ سب تجسس میں داخل ہے۔ البتہ اگر کسی سے مضرت پہونچنے کا احتمال ہو... کسی مسلمان کے چھپے ہوئے عیب کی پردہ دری کرنا ممنوع و ناجائز ہے بلکہ اس کی پردہ پوشی کرتے رہنا واجب ہے۔

باب ۵۵

بیوی بالخصوص عورت بالعموم

۱۔ پ ۲ س ۲۔ ...... هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ط
آیت ۱۸۷

وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو۔

تفسیر:۔ [لباس کی تشبیہ] قرب و اتصال کے لحاظ سے یا ایک دوسرے کے پردہ اور موجب تسکین ہونے کے لحاظ سے ہے ـــ انسان کے حق میں لباس کا ایک وصفِ امتیازی اس کی پردہ پوشی ہے ...... ہر اسلامی خاندان میں میاں بیوی کو ایک دوسرے کا پردہ پوش ہونا چاہیئے ..... عورت کے اخلاق کا کمال یہی ہے کہ شوہر کی ہر کمزوری کو چھپائے ـــ اس پر صبر کرے ـــ اسے بہتر سے بہتر صورت میں ظاہر کرے۔ مصرعہ

"ناخوش تو خوش بود بر جانِ من"

کا ثبوت قدم قدم پر پیش کرے..... مرد کے بھی کمال اخلاق کی یہی معراج ہے ـــ دونوں کی اخلاقی تکمیل کا یہ موثر ترین نسخہ اسلام نے باتوں باتوں میں بغیر کسی شدید اور

پُرتعب مجاہدہ میں ڈالے ہوئے روزمرّہ کے لطیف اور سہل مجاہدات کے ذریعہ بتادیا۔
یہ اس مذہب کی تعلیم ہے جو فرنگی محققین کی نظر میں پست اسلئے ہے کہ اس میں عورت کی تحقیر
کی گئی ہے۔ ع "کتنا غلط یہ حرف بھی مشہور ہو گیا"
کون جھوٹ اس سے بڑھ کر سخت، کون سا اتہام اس سے بڑھ کر صریح ہوگا منوسمرتی
والے ہندو مذہب کا ذکر نہیں، عہدِ عتیق اور جدید والے یہودی ـــــ نصرانی مذہبوں
سے سوال ہے کہ ان کے سارے دفتر کتب و اسفار میں کونسی تعلیم زن و شوہر کے باہمی
تعلّق و اعتماد کے باب میں اس درجہ کی ہے۔ (ماجد)

(۲) پ۲ س ۲۔ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى لا
آیت ۲۲۲
اور لوگ آپ سے حیض کا حکم دریافت کرتے ہیں آپ کہدیجئے کہ وہ

فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِى الْمَحِيْضِ لا ۲۲۲
(ایک طرح کی) گندگی ہے پس تم عورتوں کو حیض کے دوران میں چھوڑے رہو .....

تفسیر۔ نوٹ ۱:۔ اعتزلوا .... مجالست و مواکلت وغیرہ عام معاشرت
سے اس کا تعلق نہیں ہے۔ بعض قوموں میں عورتیں اپنے اس زمانہ میں نہ دوسروں کیساتھ
کھا پی سکتی ہیں نہ لیٹ بیٹھ سکتی ہیں۔ بعض قوموں میں اس زمانہ میں عورت کے ہاتھ کا
پکایا ہوا کھانا ناپاک سمجھا جاتا ہے۔ بعض مشرک قوموں میں یہ دستور ہے کہ اس
زمانہ میں عورت کو میلے کچیلے کپڑے پہنا کر گھر کے ایک الگ گوشہ میں اچھوت بنا کر بٹھا
دیا جاتا ہے ...... شریعتِ اسلامی میں اس قسم کے کوئی امتناعی احکام موجود نہیں ہیں۔
نوٹ ۲۔ ...... توریت کے قانون کا تشدد بھی اس باب میں اپنی مثال
آپ ہے۔ عورت اس زمانہ میں خود ہی ناپاک نہیں ہوتی بلکہ جو شخص یا جو چیز بھی اس
سے چھو جاتی ہے .. بھی ناپاک ہو جاتی ہے ..... [احبار ۱۵: ۱۹ ـ ۲۴] فقہائے
یہود ..... کہیں آگے بڑھ گئے ہیں اور ایسی ایسی قیدیں بیچاری عورت پر عاید کردی ہیں

کہ گویا وہ عورت نہیں کوئی بلا ہے۔ ملاحظہ ہو جیوش انسائکلو پیڈیا جلد ۱۱ صفحہ ۳۰۱
نیز ہیسٹنگز کی ڈکشنری آف دی بائبل جلد ۴۔ صفحہ ۸۲۷۔ (ماجد)

(۳) پ۲ س ۲۔ .... وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ آیت ۲۲۸

(ترجمہ) اور عورتوں کا (بھی) حق ہے جیسا کہ عورتوں پر حق ہے موافق دستور

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ع (۲۲۸)

(شرعی) کے، اور مردوں کو انکے اوپر ایک گونہ فضیلت حاصل ہے اور اللہ بڑا زبردست ہے بڑا حکمت والا ہے۔

تفسیر: نمبر ۱۔ یہ قرآنی بلاغت کا اعجاز ہے کہ اتنا بڑا مضمون اتنے مختصر فقرہ میں آگیا۔ اردو میں یہ مضمون یوں ادا ہوگا۔ جس طرح مردوں کا حق عورتوں پر ہے اسی طرح عورتوں کا حق بھی مردوں پر ہے۔ گویا دنیا کو یہ بتایا ہے کہ یہ نہ سمجھو کہ بس مردوں کے حقوق عورتوں پر اور شوہروں ہی کے حقوق بیویوں پر ہوتے ہیں ___ نہیں ___ بلکہ اسی طرح عورتوں کے بھی حقوق مردوں پر اور بیویوں کے حقوق بھی شوہروں کے ذمہ عائد ہوتے ہیں ___ حقوقِ نسواں کا یہ نام عرب کے ایک اُمّی کی زبان پر اُس وقت لایا جا رہا ہے جبکہ دنیا کی دنیا اس تخیل سے ناواقف تھی اور یہودیت و نصرانیت کی مذہبی دنیا میں تو عورت گویا ہر برائی کا سرچشمہ تھی ___ اور ذلت و حقارت کا ایک مرقع ___ یہود کے معتبر و مستند جیوش انسائکلو پیڈیا میں ہے "معصیت اوّل چونکہ بیوی ہی کی تحریک پر سرزد ہوئی تھی اس لئے اس کو شوہر کا محکوم کرکے رکھا گیا ہے اور شوہر اس کا حاکم ہے ___ شوہر اُس کا مالک و آقا ہے اور وہ اس کی مملوکہ ہے" [جلد ۶۔ صفحہ ۵۰۸] اور مسیحی دنیا سے متعلق مسٹر لیکی LECKY فرنگی مسیحی اپنی تاریخ اخلاق یورپ History of European Morals میں لکھتے ہیں کہ "عقیدہ یہ تھا کہ عورت جہنم کا دروازہ ہے اور تمام آفات بشری کا باعث

ہے۔ اُسے اپنے کو ذلیل سمجھتے رہنے کے لئے یہی وجہ کافی ہے کہ وہ عورت ہے (جلد ۲ صفحہ ۱۴۲)
یہ حال اونچے اونچے مذہبوں کا تھا۔ شرک و جاہلیت کے پست مذہبوں کا ذکر ہی بیکار ہے
اور خود عرب کا یہ حال تھا کہ عورتیں گویا انسان نہیں جانور یا جائداد ہیں کہ شوہر کے
بعد بیویاں بھی ترکہ میں سوتیلے بیٹوں کی ملک و تصرف میں آنے لگی تھیں مِثْلُ الَّذِی۔
یہ مثلیت و مماثلت کس لحاظ سے ہے؟ کیفیت یا کمیت کے اعتبار سے نہیں بلکہ نفس وجوب
کے لحاظ سے ہے۔ یعنی شوہر کہیں اس بھول میں نہ پڑ جائیں کہ اُن کے صرف حقوق ہی حقوق ہیں
اور فرائض کچھ نہیں فرائض ان پر بھی اُسی طرح عائد ہوتے ہیں جس طرح ان کی بیویوں
پر۔ اسی طرح بیویاں بھی کہیں اس افراط "روشن خیالی" میں نہ مبتلا ہو جائیں کہ
خدمت کرنا ہمارا کام نہیں یہ کام سب مردوں کا ہے۔ ہمارا کام خدمت لینا ہے۔

بالمعروف۔ حقوق باہمی کا معیار کیا ہے؟ آیت کا ٹکڑا اسی سوال کا جواب
ہے۔ یعنی اِن حقوق کے جزئیات و تفصیلات کو شریعت ہی کے اصول و کلیات کے ماتحت
ہونا چاہیئے۔ یا پھر عقلِ سلیم کے ماتحت۔ یہ نہیں کہ محض ہوائے نفس سے یا جاہلی مزعومات
کے ماتحت کوئی دستور گڑھ لیا جائے اور ان کا نام "ضابطہ حقوق نسواں" رکھ دیا جائے۔

نمبر ۲۔ ...... تہذیب جدید کے بے بنیاد مفروضوں میں سے ایک دعوٰی یہ بھی ہے
کہ مرد عورت ہر اعتبار سے ہم درجہ ہیں...... قرآن ابھی ابھی جاہلیت ہی کے ایک مفروضہ
کی تردید میں کہہ چکا ہے کہ عورت بے حق نہیں ہے۔ وہ بھی مردوں کی طرح اپنے حقوق
رکھتی ہے۔ اب وہ جاہلیت کے دوسرے دعوے کی تردید میں بے دھڑک اعلان کر رہا ہے
کہ دونوں جنسوں میں مساوات مطلق اور مساوات کامل نہیں بلکہ مرد کو عورت پر ترجیح و
فضیلت حاصل ہے۔ مرد عورت کے مالک نہیں۔ عورت اس کی کنیز یا باندی نہیں۔ بلحاظ
حقوق دونوں ایک سطح پر ہیں۔ پھر بھی مرد کو عورت پر ایک گونہ فضیلت و ترجیح حاصل
ہے۔ جدید علوم و طبیعات کے ماہرین جنہوں نے مرد و زن کی جسمانی ساخت و ترکیب

دماغی و ذہنی قویٰ اور طبعی خصوصیات کا مطالعہ و تحقیق میں عمریں بسر کردی ہیں ان کی بڑی جماعت آخر اس نتیجہ پر پہونچی کہ دونوں ایک دوسرے کے لئے متمّم و مکمل ہیں۔ تاہم بلحاظ قوت و بلحاظ عقل مرد ہی کو فضیلت حاصل ہے۔ اور عورت جن ملکوں میں مردوں کے برابر ثابت بھی ہوئی ہے وہاں اپنی نسائیت کا خون کرکے۔

عزیزٌ ـ وہ بڑی قوت والا ہے۔ ہر مانع پر غالب۔ جو احکام وہ چاہے دے سکتا ہے۔

حکیم:۔ ساتھ ہی وہ بڑی حکمت والا بھی ہے۔ اس لئے وہ وہی حکم دیتا ہے جو بے شمار حکمتوں اور مصلحتوں کے جامع ہوتے ہیں۔ (ماجد)

نوٹ نمبر ۳۔ ساتویں صدی مسیحی میں جب اسلام کا ظہور ہوا تو دنیا اس حقیقت سے یک قلم نا آشنا تھی کہ مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کے بھی کچھ حقوق ہوسکتے ہیں۔ منو کے قانون نے عورت کی ہستی صرف اس شکل میں دیکھی تھی کہ وہ مرد کے لئے پیدائش اولاد کا ذریعہ ہے اور اس کی نجات اس پر موقوف ہوئی کہ مرد کی خدمت گزاری میں اپنی زندگی فنا کردے۔ یہودی قانون عورت کو مرد کی جائیداد تصور کرتا تھا ــــ مسیحی کلیسا کا فیصلہ یہ تھا کہ انسان ہونے کے لحاظ سے مرد اور عورت یکساں نہیں ہیں؛ رومی قانون نے بھی جو یورپ کے تمام قوانین عامہ کا ابتدائی سرچشمہ ہے عورت کی جگہ مرد سے بدرجہا نیچے دیکھی۔ خاندانی زندگی میں صرف باپ بھائی شوہر اور بیٹے کی حیثیتیں نمایاں ہوتی تھیں۔ ماں۔ بہن، بیوی اور بیٹی کے لئے کوئی جگہ نہ تھی ..... آدم کی لغزش کا باعث حوّا ہوئی اس لئے گناہ کا پہلا بیج عورت کے ہاتھوں پڑا... اور وہی مرد کی گمراہی کے لئے شیطان کا آلہ کار بنی تھی ...... لیکن قرآن نے صرف عورتوں کے حقوق کا اعتقاد ہی پیدا نہیں کیا بلکہ صاف صاف اعلان کردیا کہ حقوق کے اعتبار سے دونوں کا درجہ ایک ہے۔ جس طرح مرد کے حقوق عورت پر ہوئے

ٹھیک اسی طرح عورت کے حقوق بھی مرد پر ہوئے ...... یعنی جس طرح عورت کو دینا ہے اسی طرح لینا بھی ہے ......

قرآن نے یہ چار لفظ کہکر کہ "لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِی عَلَیْهِنَّ" انسان کی معاشرتی زندگی کے سب سے بڑے انقلاب کا اعلان کردیا تھا۔ اِن چار لفظوں نے عورت کو وہ سب کچھ دیدیا جو اُس کا حق تھا مگر جو اسے کبھی نہیں ملا تھا.... اس اسلوبِ بیان کی جامعیت اور مانعیت پر غور کرو۔ زندگی اور معاشرت کی کون سی بات ہے جو اِن چار لفظوں میں نہیں آگئی اور کون سا رخنہ ہے جو بند نہیں کردیا گیا۔ البتہ آگے چل کر یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ باوجود حقوق کی برابری کے ایک خاص درجہ مرد کے لئے ماننا پڑتا ہے —— آیت وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ —— یعنی عورتوں کے مقابلہ میں مردوں کو ایک خاص درجہ ضرور حاصل ہوا۔ سورۂ آیت ۳۴ کا ترجمہ یہ ہے کہ مرد عورتوں کے لئے کار فرما ہوئے اس لئے کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی اور اس لئے کہ مرد اپنا مال عورتوں پر خرچ کرتے ہیں .... قرآن کہتا ہے کہ خاندانی زندگی کا نظام اس طرح چل رہا ہو کہ "قوّام" کی جگہ شوہر کی ہو —— بس اتنا ہی امتیاز ہے جو مرد کو عورت کے مقابلہ میں حاصل ہے —— ... معیشت کی فراہمی کا کام نظامِ معاشرت نے مردوں کے سر ڈالدیا ہے اسی کو وہ "ایک خاص درجہ" سے تعبیر کرتا ہے۔ اصلاً یہ ایک طرح کا باہمی تقسیمِ عمل ہے۔ مرد کماتا ہے عورت خرچ کرتی ہے۔

قرآن کے تمام مخاطبات عام ہیں...... اس نے مذہبی اعمال میں امتیاز کی کوئی لکیر ایسی نہیں کھینچی جسے عورت قبول نہ کرسکتی ہو۔ ...... انسان اِن دونوں نصف ٹکڑوں کے ملنے سے انسان ہے —— ایک نصف دوسرے نصف سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ تو کمتر ہے میں بہتر ہوں....... [آزاد]

نوٹ نمبر ۴۔ یورپ میں آج تک عورت اپنے ذاتی نام سے اپنی شخصیت نمایاں نہیں کر سکتی۔ جبتک شادی نہیں ہوئی مس ٹامسن ہے۔ جب شادی ہوگئی تو مسز جانسن ہوگئی یعنی خود اس کی شخصیت کوئی مستقل انفرادیت نہیں رکھتی۔ یا باپ کے سایہ میں دکھائی دیگی یا شوہر کے ـــــ لیکن مسلمانوں کی معاشرتی تہذیب میں کبھی ایسا نامنصفانہ تخیل پیدا نہیں ہوا۔ عورت لڑکی ہو یا بیوی وہ ہمیشہ فاطمہؓ اور عائشہؓ ہی کی حیثیت سے نمایاں ہوگی ......افسوس ہے کہ اب یورپ کی اندھی تقلید میں لوگ اس درجہ کھو گئے ہیں.... کہ ہندوستان اور مصر وغیرہ میں یہ عام طریقہ ہوگیا ہے کہ "مس" اور "مسز" اور "مادام" کی ترکیب سے جدید تعلیمیافتہ خواتین کو یاد کیا جاتا ہے حالانکہ یورپ کا یہ طریقہ قرونِ وسطیٰ کی غیر شائستہ ذہنیت کی یادگار ہے (آزاد)

(۴) پ۴ س ۳۔ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ
آیت ۱۹۵
سو ان کی دعا کو ان کے پروردگار نے قبول کرلیا اس لئے کہ میں تم میں "کسی
عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ ۖ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ ۖ (۱۹۵)

عمل کرنے والے کے خواہ مرد ہو یا عورت عمل کو ضائع نہیں ہونے دیتا تم آپس میں ایک دوسرے کے جزو ہو۔

تفسیر: (۱) ایک دوسرے کے جزو یعنی) تم دونوں الگ الگ قسم کی مخلوق نہیں ایک ہی نوع کی دو شاخیں ہو۔

(۲) جاہلی قوموں میں یہاں تک کہ مسیحیت میں بھی عورت ہونا بجائے خود ایک جرم و نقص تھا عورت غریب محض اس لئے کہ وہ عورت تھی بہت سے درجات سے بہت سے ثوابوں سے محروم تھی اس گمرہی کو مٹانے کے لئے صراحت کیساتھ یہ بیان کرنے کی ضرورت تھی کہ جنس مذکر و مونث سے عمل و اجرِ عمل پر مطلق کوئی اثر نہیں پڑتا عمل عمل کے لحاظ سے ہر عامل یکساں ہے۔

(۳)...... دونوں جنسوں کے درمیان اشتراک انسانیت کی یہ تعلیم بیسویں صدی عیسوی میں نہیں ساتویں صدی عیسوی کی ابتدا میں مل رہی ہے جبکہ فرنگستان اور ہندوستان دونوں میں عورت ہونا خود ایک جرم تھا اور عورت کا وجود مرادف تھا گندگی اور ناپاکی کے....... (ماجد)

(۴) روایات میں ہے کہ اُمّ سلمیٰ (سلمہ) رضی اللہ عنہا نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ قرآن میں کہیں ہم عورتوں کی ہجرت وغیرہ اعمال حسنہ کا بالتخصیص ذکر نہیں آتا۔ اس کا جواب اس آیت میں دیا گیا۔ (عثمانی)

(۵) پ ۴ س ۴۔ آیت ۲۰ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ

اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ [دوسری] بیوی بدلنا چاہو اور تم اسی

وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا ؕ

بیوی کو [مال کا] انبار دے چکے ہو تو تم اسمیں سے کچھ بھی واپس مت لو۔ کیا تم بہتان رکھ

اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا (۲۰)

کر اور صریح گناہ کر کے اُسے [واپس] لوگے۔

تفسیر:۔ نوٹ ۱۔ قنطاراً کے معنی مال کے انبار کے ہیں۔

نوٹ:۔ خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کا ایک واقعہ مختلف تفسیری کتابوں میں مختصراً درج ہے البتہ رسالہ "نشان منزل" بھوپال کے خاص نمبر بابت ماہ اگست ۱۹۶۶ء میں کسی قدر تفصیل سے تحریر ہوا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہ حکم نافذ فرمایا تھا کہ کوئی شخص سرکاری مقررہ شرح سے زیادہ نکاح کا مہر نہ باندھے۔ جو اس کی خلاف ورزی کریگا وہ مستوجب سزا ہوگا" یہ حکم سنتے ہی ایک بڑھیا بھرے مجمع میں کھڑی ہو گئی اور بولی...... من مانے اپنی منشاء سے تمہیں ایسے احکام دینے اور پابندی لگانے کا اختیار نہیں جسمیں خالق کائنات نے آزادی دی ہے اور پابندی

نہیں لگائی ...... تمہارے من مانے احکام کی تعمیل کا پابند و وفادار ہم نے اپنے کو نہیں بنایا" حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ بڑی بی بھلا یہ تو بتلاؤ کہ خالقِ کائنات نے من مانا مہر باندھنے کی اجازت کہاں دی ہے۔ بڑھیا تیز لہجہ میں بولی "تم نے قرآن نہیں پڑھا" اچھا سنو ارشاد ربانی ...... بڑھیا نے آیت مندرجہ بالا تلاوت کی۔ یہ سنکر حضرت عمرؓ نے فرمایا ایک بڑھیا عورت نے ٹھیک کہا اور ایک مرد سے غلطی اور خطا ہوگئی" چنانچہ حکم مذکور واپس لے لیا گیا۔

(۶) پ ۵ س ۴ - اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ
آیت ۳۴
مرد عورتوں کے سردھرے ہیں اس لئے کہ اللہ نے ان میں سے ایک دوسرے
بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ
کو بڑائی دی ہے اور اس لئے کہ مردوں نے اپنا مال خرچ کیا ہے سو نیک بیویاں اطاعت
قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ
کرنے والی اور پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت سے حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں۔ اور جو عورتیں ایسی
نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْ
ہوں کہ تم ان کی سرکشی کا علم رکھتے ہو تو انہیں نصیحت کرو اور انہیں خوابگاہوں میں تنہا
هُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
چھوڑ دو اور انہیں مارو پھر اگر وہ اطاعت کرنے لگیں تو ان کے خلاف بہانے نہ ڈھونڈو۔ بیشک
كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا (۳۴)
اللہ بڑا رفعت والا ہے بڑا عظمت والا ہے۔

تفسیر:- (۱) قوامون:- محافظ نگراں۔ حاکم۔ (قاموس) حاکم (تھانوی)

(۲) شان نزول (الف) حضرت سعد بن ربیع نے اپنی بی بی حبیبہ کو کسی خطا پر طمانچہ مارا ان کے والد انہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور ان کے شوہر کی شکایت

کی ۔ اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی ۔ (نعیم)

(ب) ایک صحابیہ نے اپنے خاوند کی نافرمانی بہت کی آخر کو مرد نے ایک طمانچہ مارا عورت نے اپنے باپ سے فریاد کی عورت کے باپ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر احوال ظاہر کیا آپ نے فرمایا کہ خاوند سے بدلہ لیوے اتنے میں یہ آیت اتری اس پر آپ نے فرمایا کہ ہم نے کچھ چاہا اور اللہ تعالیٰ نے کچھ اور چاہا ۔ اور جو کچھ اللہ نے چاہا وہی خیر ہے (عثمانی)

(۱) ..... روحانیات کی دنیا میں یعنی قرب حق اور حسن عمل کے لحاظ سے مرد و عورت کی حیثیت بالکل مساوی ہے ..... اب یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ مرد و زن کی یہ مساوات دنیوی معاملات میں اور انتظامی حیثیت سے قائم نہیں ۔ باپ اور بیٹے دونوں بحیثیت عبد بالکل ایک ہیں ..... لیکن دنیا میں شریعت ہی کا حکم ہے کہ باپ افسر ہو کر رہے اور بیٹا ماتحت ہو کر ۔ باپ حکم دے بیٹا حکم مانے اب بتایا جا رہا ہے کہ معاشرت کی انتظامی مشین میں مرد کو عورت پر غلبہ و تفوق حاصل ہے ۔

(۲) قوام کے معنی ہیں کسی شے کے محافظ منتظم مدبر کے اور یہاں مراد یہ ہے کہ مرد عورتوں کے امور کا انتظام کرنیوالے ۔ ان کی کفالت کرنے والے ان پر احکام نافذ کرنیوالے

(۳) بائیبل نے عورت کو کیا درجہ دیا ہے اس کا اندازہ ذیل کی عبارتوں سے ہوگا ۔

..... خداوند خدا نے ..... عورت سے کہا اپنے خصم کی طرف تیرا شوق ہوگا اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا (پیدائش ۳ : ۱۶) اے بیویو اپنے شوہر کی ایسی تابع رہو جیسے خداوند کی (کیونکہ شوہر بیوی کا سر ہے جیسے کہ مسیح کلیسا کا سر ہے ..... جیسے کلیسا مسیح کا تابع ہے ایسے ہی بیویاں بھی ہر بات میں اپنے شوہروں کی تابع ہوں (افسیوں ۵ ۔ ۲۲ ۔ ۲۴

(۴) قرآن حق کا کلام ہے اور ہمیشہ حق ہی کہتا ہے اور کلیسائی کونسلوں اور منوسمرتی کی طرح عورت کی تحقیر و تذلیل کا ہرگز قائل نہیں ۔

(۵) مرد کی یہ افضلیت اس کے قوائے جسمانی کی مضبوطی اور دل و دماغ کی برتری دونوں سے عیاں ہے۔

(۶) .... قرآنی نظام کی رو سے کمانا کسب معاش کرنا اور بیوی کے خرچ کا بار اٹھانا مردوں کے ذمہ ہے۔

(۷) نیک بیویوں کی مومنات صالحات کی علامت یہ ارشاد ہو رہی ہے کہ وہ شوہر کی غیبت میں اس کے عزت و ناموس اور اس کے مال و جائداد کی نگہداشت کرنے والی ہوتی ہیں۔ فرنگیت مآب اسکولوں کالجوں کی پڑھی ہوئی لڑکیاں غور کریں کہ انہیں اس قرآنی معیار سے کیا مناسبت ہے۔

(۸) مہذب۔ شریف۔ شائستہ بیویوں کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اب اس کے مقابل ناشائستہ اور رذیل فطرت کی بیویوں کے باب میں کچھ احکام بیان ہو رہے ہیں۔ وہ نظام قانون کامل نہیں ناقص ہے جو ذکر صرف اچھوں کے انعام و اکرام کا کرتا ہے اور بدوں کا تذکرہ بھی چھوڑ جاتا ہے۔

(۹) عورت کے نشُوز کے اصل معنیٰ یہ ہیں کہ شوہر کی نافرمانی پر کمر بستہ ہو جائے۔ ...... گویا پرمسرت ازدواجی زندگی کے بجائے تصادم و بغاوت شروع ہو جائے .... خوف یہاں علم کے معنی میں ہے یعنی جب ان کی بغاوت و نافرمانی تجربہ میں آجائے۔ یہ نہیں کہ محض بدگمانیاں یا دور کے احتمالات کو اس کے لئے کافی سمجھ لیا جائے۔

(۱۰) ..... مار ہلکی قسم کی ہو...... ایسی نہ ہو جس سے چوٹ زیادہ آجائے یا جس سے رفیق زندگی کی توہین لازم آتی ہو .... یہ مار مسواک جیسی ہلکی پھلکی چیز سے ہو۔ (ماجد)

(۱۱) مردوں کو عورتوں پر عقل و دانائی اور جہاد ...... امامت - اذان، خطبہ۔ جماعت و جمعہ ..... اور نماز و روزہ کے کامل طور پر قابل ہونے کے ساتھ کہ

ان کے لئے کوئی زمانہ ایسا نہیں ہے کہ نماز و روزہ کے قابل نہ ہوں ...... فضیلت دی

(نعیم)

باب ۵۶

بیوہ

(۱) پ۲ س ۲۔ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ
آیت ۲۳۴
اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ جاتے ہیں

اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ج

وہ بیویاں اپنے آپ کو چار مہینہ اور دس دن تک روکے رکھیں پھر جب وہ اپنی مدت تک

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ

پہونچ جائیں تو تم پر اس باب میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ عورتیں اپنی ذات کے بارے میں کچھ (کارروائی)

اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (۲۳۴)

کریں شرافت کیساتھ اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ اس سے خوب واقف ہے۔

تفسیات (۱) ...... بیوہ کے ساتھ دنیا کے کسی دوسرے مذہب نے کوئی خاص اعتنا برتا ہی نہیں ہے۔ بلکہ بعض مذہبوں نے توستی وغیرہ کو جائز کر کے بیوہ کو زندہ ہی جلا دیا ہے۔ اسلام نے بیوہ کو زندہ رہنے، پوری طرح زندہ رہنے کا، سہاگنوں ہی کیطرح زندہ رہنے کا حق عطا کیا ہے...... یہ اسلام کا ایک روشن ترین باب ہے۔ اس زمانہ میں بیوہ کیلئے بناؤ سنگار ناجائز ہے۔ (ماجد)

(۲) پ ۱۸۔ س ۲۴۔ آیت ۳۲۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ

اور تم اپنے بے نکاحوں کا نکاح کر دو اور تمہارے غلام اور باندیوں میں جو اس کے

وَ اِمَآئِكُمْ ط اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ط

(یعنی نکاح کے) لائق ہوں ان کا بھی اگر یہ لوگ مفلس ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے انھیں غنی

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (۳۲)

کردیگا اور اللہ بڑا وسعت والا ہے بڑا جاننے والا ہے۔

تفسیر:۔ ایم کے معنی ہیں عورت بلا شوہر یا مرد بلا عورت۔ عام ہے ہر مرد و عورت کے لئے جس کا نکاح یا تو سرے سے ہوا ہی نہ ہو یا ہوا ہو اور بہ سبب وفات وطلاق کے تجرد ہو گیا ہو۔

(۲) شریعت اسلام میں نکاح بجائے خود ایک فضیلت کی چیز ہے مسیحیت کی طرح ایک ناگزیر برائی کا نام نہیں .... (ماجد)

باب ۵۷

بیحیائی (فحش)

پ س ۶۔ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا
آیت ۱۵۱

آپ کہیئے کہ آؤ میں تمہیں پڑھکر سناؤں وہ چیزیں جو تم پر تمہارے پروردگار

تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ .... وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ

نے حرام کی ہیں (یعنی یہ کہ) اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ۔ اور بے حیائیوں

مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ج .... ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ

کے پاس بھی نہ جاؤ (خواہ) وہ علانیہ ہوں اور (خواہ) پوشیدہ .... اس سب کا اللہ نے تمہیں

تَعْقِلُوْنَ (۱۵۱)

حکم دے رکھا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو۔

تفسیر:۔ الفواحش کے معنی بہت وسیع ہیں .... بدکاری۔ بے حیائی۔ فحاشی کی

تمام صورتیں اس کے اندر آگئیں ...... بے حجابی لباس میں بے ستری وغیرہ کی تمام خفی صورتیں خواہ پبلک ہوں یا پرائیویٹ ہوں یکساں حرام قرار پائیں۔ چہرے پر پاؤڈر۔ لپ اسٹک وغیرہ لگا کر بن سنور کر نیم برہنہ لباس پہن کر خوشبوئیں لگا کر عورتوں کا آزادی کے ساتھ بے تکلف باہر نکلنا مردوں کے مجمع میں چلنا پھرنا سینما اور تھیٹر میں گندے نظاروں سے لطف اندوز ہونا آرٹ گیلری میں برہنہ تصویریں دیکھنا غرض تہذیب جدید کے سارے جاہلی عنصر اس آیت کی رو سے حرام ٹھہر جاتے ہیں۔ اخلاق کی پاکیزگی اور پاکیزہ خیالی جو فرد و جماعت دونوں کی حقیقی ترقی کا پہلا زینہ ہے اس کی جو نظیر شریعت اسلام نے قائم کردی ہے وہ کہیں اور تلاش سے بھی نہ ملے گی۔ (ماجد)

نوٹ :۔ آیۂ کریمہ مندرجہ بالا کے علاوہ اس عنوان کے تحت اور بھی متعدد آیات ہیں لیکن ان کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔

باب ۵۸

پردہ (مستورات)

(۱) پ۱۸ س۲۴۔ آیت ۳۱۔ سورۃ النور :۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ

اور آپ کہدیجئے ایمان والیوں سے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں

فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

کی حفاظت رکھیں اور اپنا سنگار ظاہر نہ ہونے دیں مگر ہاں جو اس میں کھلا ہی

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ص وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ

رہتا ہے اور اپنے دوپٹہ اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں۔ اور اپنی زینت ظاہر نہ

إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَآئِهِنَّ أَوْ آبَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَآئِهِنَّ

ہونے دیں مگر ہاں اپنے شوہر پر اور اپنے باپ پر اور اپنے شوہر کے باپ پر اور اپنے

أَوْ أَبْنَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ

بیٹوں پر اور اپنے شوہر کے بیٹوں پر اور اپنے بھائیوں پر اور اپنے بھائیوں کے

أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ

لڑکوں پر یا اپنی بہنوں کے لڑکوں پر اور اپنی (ہم مذہب) عورتوں پر اور

غَيْرِ أُولِى الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا

اپنی باندیوں پر اور اُن مردوں پر جو طفیلی ہوں (اور عورت کی طرف)

عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَآءِ ص وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ

انہیں ذرا توجہ نہ ہو اور اُن لڑکوں پر جو ابھی عورتوں کی پردہ کی بات سے واقف نہیں ہوتے

مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ط وَتُوبُوٓا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا

ہیں۔ اور عورتیں اپنے پیر زور سے نہ رکھیں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے اور تم سب اللہ کے

الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (۳۱)

سامنے توبہ کرو۔ اے ایمان والو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

تفسیر۔ نوٹ ۱۔ زینت۔ لفظ زینت عام ہے۔ اس کے تحت میں ہر وہ چیز آجاتی ہے۔ جو کہ مرد کے لئے باعث شوق اور رغبت ہو خواہ خلقی ہو مثلاً حسن اعضاء حسن صورت۔ خوش خرامی وغیرہ خواہ کسبی ہو مثلاً لباس۔ خوشبو۔ زیور۔ پوڈر۔ غازہ وغیرہ۔ (ماجد)

نوٹ ۲۔ بناؤ سنگار۔ ہم نے زینت کا ترجمہ کیا ہے جس کے لئے دوسرا لفظ آرائش بھی ہے۔ اس کا اطلاق تین چیزوں پر ہوتا ہے۔ خوشنما کپڑے۔ زیور۔ سر منہ ہاتھ پاؤں وغیرہ کی مختلف آرائشیں جو بالعموم عورتیں دنیا میں کرتی ہیں۔ جن کے لئے موجودہ زمانہ میں

کا لفظ بولا جاتا ہے۔ MAKE UP (مودودی)

نوٹ ۳:۔ مَا ظَھَرَ مِنْھَا ...... یعنی جسم کے وہ حصے مستثنیٰ ہیں جو اگرچہ زینت کے موقع ہیں لیکن ان کے چھپائے رکھنے میں عموماً سخت ہرج و زحمت ہے۔ مثلاً چہرہ کی ٹکیا اور ہتھیلیاں اور پیر...... حنفی فقہا و مفسرین کے ہاں چہرہ اور کفِ دست اور پیروں کے دیکھنے کی اجازت ملتی ہے لیکن متاخرین فقہا نے خوفِ فتنہ سے اب چہرہ کا کھلا رکھنا بھی ممنوع قرار دیدیا ہے۔ ناف سے گھٹنے تک کا ستر مذہب اہل سنت میں سب پر واجب ہے عورت کا عورت سے بھی مرد کا مرد سے بھی (ماجد)

نوٹ ۴:۔ خُمُرٌ۔ چادریں۔ اوڑھنیاں۔ دوپٹی۔ واحد۔ خمار۔ (قاموس)

جُیُوبٌ۔ گریبان۔ واحد جیب (قاموس)

وَلْيَضْرِبْنَ ...... جُيُوبِهِنَّ } ۔ نفسیات بشری کی محقق۔ رازداں اور بدکاری کے مبادی و مقدمات کی بیخ کنی کرنے والی شریعت اسلامی نے یہ فیشن چلایا کہ سینہ کا کوئی حصہ عریاں رہ جانا کیا معنیٰ وہ تو خاص طور پر ڈھکا رہے۔ (ماجد)

۲:۔ جاہلیت میں عورتیں خمار اوڑھنی سر پر ڈالکر اس کے دونوں پلو پشت پر لٹکا لیتی تھیں۔ اس طرح سینہ کی ہیئت نمایاں رہتی تھی۔ یہ گویا حسن کا مظاہرہ تھا۔ قرآن کریم نے بتلا دیا کہ اوڑھنی کو سر پر سے لاکر گریبان پر ڈالنا چاہیئے تا کہ اس طرح کان۔ گردن۔ اور سینہ پوری طرح مستور رہے۔ (ہند)

نوٹ ۵:۔ اس آیت کے نزول کے بعد مسلمان عورتوں میں دوپٹہ رائج کیا گیا جس کا مقصد یہ نہیں تھا کہ آج کل کی صاحبزادیوں کی طرح بس اُسے بل دے کر گلے کا ہار بنا لیا جائے۔ بلکہ یہ تھا کہ اُسے اوڑھ کر سر۔ کمر۔ سینہ سب اچھی طرح ڈھانک لئے جائیں..... حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب سورہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو سن کر لوگ اپنے گھروں کی طرف پلٹے اور جا کر انہوں نے اپنی بیویوں۔ بیٹیوں۔ بہنوں کو اس کی آیت

سنائیں۔ انصار کی عورتوں میں سے کوئی عورت ایسی نہ تھی ......جو سن کر بیٹھی رہ گئی ہو ہر ایک اُٹھی اور کسی نے اپنا کمر پٹہ کھول کر اور کسی نے چادر اٹھا کر فوراً اس کا دوپٹہ بنایا اور اوڑھ لیا ...... اسی سلسلہ کی ایک اور روایت میں حضرت عائشہ مزید تفصیل یہ بتاتی ہیں کہ عورتوں نے باریک کپڑے چھوڑ کر اپنے موٹے موٹے کپڑے چھانٹے اور ان کے دوپٹے بنائے ...... (مودودی)

نوٹ:۔ متفرق حواشی (۱) کافر عورت شریعت اسلام میں اجنبی مرد کے حکم میں ہے۔ پردہ اس سے بھی اسی طرح واجب ہے (ماجد)

۲۔ ...... ہر وہ آواز جو رغبت اور دلکشی کا باعث ہو...... ممنوع ہو گی۔ اللہ اللہ عفت اور طہارت کا کس درجہ اہتمام ہماری پاک شریعت میں ہے۔ ...... دوسری طرف گانے اور طرح طرح کے سریلے باجوں کیساتھ گانے ہی کی نہیں بلکہ ناچ اور مرد و عورت کے مشترک ناچ کی آزادیاں ہیں۔ وہ زیور جس میں از خود آواز پیدا ہوتی ہے شلاً گھنگرو ان کا پہننا ہی سرے سے ناجائز ہے (ماجد)

(۳) جس مسلمان کی نگاہ کسی عورت کے حسن پر پڑے اور وہ نگاہ ہٹا لے تو اللہ اس کی عبادت میں لطف و لذت پیدا کر دیتا ہے۔ (مودودی)

(۴) کتاب الجہاد میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ ایک خاتون اُمّ خالد کا لڑکا ایک جنگ میں شہید ہو گیا تھا۔ وہ اس کے متعلق دریافت کرنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں مگر اسی حال میں بھی چہرے پر نقاب پڑی ہوئی تھی۔ بعض صحابہ نے حیرت کیساتھ کہا کہ اس وقت بھی تمہارے چہرے پر نقاب ہے ...... جواب میں کہنے لگیں۔

(ترجمہ) "میں نے بیٹا تو ضرور کھو دیا ہے مگر اپنی حیا تو نہیں کھو دی" (مودودی)

(۵)۔ ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(ترجمہ) جو عورت عطر لگا کر راستہ سے گذرے تاکہ لوگ اس کی خوشبو سے لطف اندوز

ہوں تو وہ ایسی اور ایسی ہے آپ نے اس کے لئے بڑے سخت الفاظ استعمال فرمائے۔ (مودودی)

(۶) آپ نے اس کو بھی جائز نہیں رکھا کہ کسی مرد کا ہاتھ کسی غیر محرم عورت کے جسم کو لگے۔ چنانچہ آپ مردوں سے بیعت تو ہاتھ میں ہاتھ لے کر کرتے تھے لیکن عورتوں سے بیعت لینے کا یہ طریقہ آپ نے کبھی اختیار نہیں فرمایا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کبھی کسی غیر عورت کے جسم کو نہیں لگا آپ عورت سے صرف زبانی عہد لیتے تھے اور جب وہ عہد کر چکتی تھی تو فرماتے تھے جاؤ بس تمہاری بیعت ہو گئی

(مودودی)

(۷) آپ نے عورت کو محرم کے بغیر تنہا یا غیر محرم کیساتھ سفر کرنے سے سختی کیساتھ منع فرما دیا۔۔۔۔ اس امر میں اتفاق ہے کہ کسی مومن عورت کے لئے جو اللہ اور یوم آخر کو مانتی ہو محرم کے بغیر سفر کرنا حلال نہیں ہے۔ (مودودی)

(۸) .... جو لوگ قرآن و سنت کے صریح احکام کے خلاف مغربی معاشرت کے طور طریق اختیار کر لینے ہی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ انہیں کو اسلام ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور علانیہ دعوے کرتے پھرتے ہیں کہ اسلام میں سرے سے پردہ کا حکم موجود ہی نہیں ہے وہ گناہ اور نافرمانی پر جہالت اور منافقانہ ڈھٹائی کا اور اضافہ کر لیتے ہیں جس کی قدر نہ دنیا میں کوئی شریف آدمی کر سکتا ہے نہ آخرت میں خدا سے اس کی امید کی جا سکتی ہے .... اس سیرت اور اخلاق کے لوگوں سے کوئی جعلسازی۔ کوئی فریب۔ کوئی دغا بازی اور کوئی خیانت بھی خلاف توقع نہیں ہے۔ (مودودی)

(۲) پ۲۲ س۳۳۔ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ

آیت ۳۲ اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو جبکہ تم تقویٰ اختیار

اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ

کرد کھو تو تم بولی میں نزاکت مت اختیار کرو کہ اس سے) ایسے شخص کو خیال

مَّرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (۳۲)

(فاسد) پیدا ہونے لگتا ہے جسکے قلب میں خرابی ہے اور قاعدے کے موافق بات کہا کرو۔

(۱) تفسیر۔ محققین نے لکھا ہے کہ آیت میں خطاب ازواج نبیؐ سے ہے لیکن جو تعلیم دی گئی ہے وہ ساری امت کی عورتوں کے لئے ہے (ماجد)

(۲) جو احکام ان آیات میں بیان کئے گئے تمام عورتوں کے لئے ہیں (ہند)

(۳) بولی میں نزاکت کی ممانعت:۔

(الف) عورت کی آواز میں جو قدرتی نرمی اور لوچ ہوتا ہے اس کو بڑا دخل مرد کی خواہش نفسانی کے ابھارنے میں ہے چنانچہ جدید نفسیین نے بھی اس کا کھلے لفظوں میں اعتراف کیا ہے ...... اسلام کے ہمہ داں۔ ہمہ بیں شارع عزّوجل نے نفس کے اس محرک کو بھی اجراء احکام میں پوری طرح پیش نظر رکھا ہے اس کی ہدایت امت کی ہر عورت کیلئے ہے کہ اپنی آواز کی نزاکت سے کسی نامحرم کو ناجائز فائدہ اُٹھانے کا موقع نہ دے ......

(۴) ...... عرب کی تہذیب جاہلی میں آج کل کی جاہلی تہذیبوں کی طرح یہ دستور تھا کہ لیڈیاں تصنع کے بڑے بڑے طریقوں سے آواز اور لب و لہجہ میں طرح طرح کی رعنائی نزاکت اور دل فریبی پیدا کرتی تھیں۔ یہ ہنر وہاں کی فیشن ایبل سوسائٹی میں داخل تھا۔ اس لئے اس کی ممانعت خاص طور پر ہوئی ...... اور جب مطلق گفتگو کے باب میں یہ اہتمام تو نغمہ و موسیقی ظاہر ہے کہ عورت کے حلق و دہن سے نکلا ہوا نامحرم کے حق میں کیا حکم رکھے گا۔ (ماجد)

(ب) ضرورت پیش آنے پر کسی مرد سے بات کرنے میں مضائقہ نہیں۔ لیکن اس کے لہجہ میں کوئی لوچ نہ ہو۔ اس کی باتوں میں کوئی لگاوٹ نہ ہو۔ اس کی آواز میں دانستہ کوئی شیرینی گھلی نہ ہو ..... اسی بنا پر عورت کیلئے اذان دینا ممنوع ہے۔ (مودودی)

(ج) یعنی اگر تقویٰ اور خدا کا ڈر دل میں رکھتی ہو تو غیر مردوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے ...... نرم اور دلکش لہجہ میں کلام نہ کرو ...... پاکباز عورتوں کی شان یہ ہونی چاہیئے ۔ کہ حتی المقدور غیر مردوں سے بات چیت کرنے میں بہ تکلف ایسا لب و لہجہ اختیار کریں جس میں قدرے خشونت اور روکھا پن ہو اور بات بھی بھلی اور معقول ہو ۔ (ہند)

نمبر ۳ :- قاعدے کے موافق بات کیا کرو :-

یعنی حیاء و عزت و آبرو کے جو قاعدے شرفاء میں چلے آتے ہیں ۔ اپنا لب و لہجہ اُن کے مطابق رکھو ...... اس حکم کی جو اہمیت مدینہ کی ناموافق فضا میں تھی وہی اہمیت عام مومنات کیلئے آج کی غیر صالح فاسقانہ فاجرانہ فضا میں بھی ہے ...... شریفانہ لہجہ اور ہے اور دلشکن اور دل آزار لہجہ اور جوان عورت کے کلام کی آواز تو بدرجہ اولیٰ ممنوع ٹھہرے گی ۔ (ماجد)

(۳) پ ۲۲ س ۳۳ ۔ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ
آیت ۳۳ ترجمہ (ماجد) اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور جاہلیت قدیم کے مطابق
الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَ
اپنے کو دکھاتی مت پھرو اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور
أَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ
اللہ کا اور اس کے رسول کا حکم مانو ۔ اللہ تو بس یہی چاہتا ہے کہ اے (نبیؐ کے) گھر والو
عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (۳۳) ع
تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو خوب نکھار دے ۔

ترجمہ (ہند) اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور دکھلاتی نہ پھرو جیسا کہ دکھانا دستور تھا پہلی جاہلیت کے وقت میں اور قائم رکھو نماز اور دیتی رہو زکوٰۃ اور اطاعت

میں رہو اللہ کی اور اس کے رسول کی۔ اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں اے نبیؐ کے گھر والو۔ اور ستھرا کر دے تم کو ایک ستھرائی سے۔

نمبر ۱۔ تفسیر (الف) یعنی بلا ضرورت گھروں سے باہر نہ نکلو۔ اور مردوں سے اختلاط کے مواقع نہ آنے دو۔ شرعی یا دینوی ضرورتوں سے بپابندی ستر و حجاب باہر نکلنا اس سے مستثنیٰ ہے۔ (ماجد)

...... بیرونِ خانہ سرگرمیوں کے جواز میں بڑی سے بڑی دلیل جو پیش کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے جنگ جمل میں حصہ لیا تھا۔ لیکن یہ استدلال جو لوگ پیش کرتے ہیں انہیں شاید معلوم نہیں ہے کہ خود حضرت عائشہؓ کا اپنا خیال اس باب میں کیا تھا عبداللہ بن احمد بن حنبل زوائد الزھد ...... ابن سعد نے اپنی کتابوں میں ...... روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ جب تلاوتِ قرآن کرتے ہوئے اس آیت (وَ قَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ) پر پہنچتی تھیں تو بے اختیار رو پڑتی تھیں یہاں تک کہ ان کا دوپٹہ بھیگ جاتا تھا کیونکہ اس پر انہیں اپنی وہ غلطی یاد آجاتی تھی جو ان سے جنگ جمل میں ہوئی تھی۔ (مودودی)

نمبر ۲۔ تبرج :۔ (الف) اس میں قانون ستر و حجاب کو توڑ کر باہر آزادانہ گھومنے پھرنے کی قطعی ممانعت ہے۔ ستر و حجاب کی اتنی تاکید و پابندی کے بعد عورت کی "آزادی" کے دلائل قرآن مجید سے ڈھونڈے جانا جسارت اور ڈھٹائی کی انتہا ہے۔ (ماجد)

(ب) اسلام سے پہلے ...... عورتیں بے پردہ پھرتیں اور اپنے بدن اور لباس کی زیبائش کا علانیہ مظاہرہ کرتی تھیں۔ اس بداخلاقی اور بے حیائی کی روش کو مقدس اسلام کب برداشت کر سکتا ہے۔ اس نے عورتوں کو حکم دیا کہ گھروں میں ٹھہریں اور زمانہ جاہلیت کی طرح باہر نکل کر حسن و جمال کی نمائش کرتی نہ پھریں ......

باقی کسی شرعی یا طبعی ضرورت کی بنا پر بدون زیب و زینت کے مبتذل اور ناقابل

اعتنا ر لباس میں مستتر ہو کر احیاناً باہر نکلنا بشرطیکہ ماحول کے اعتبار سے فتنہ کا مظنہ نہ ہو۔ بلاشبہ اس کی اجازت نصوص سے نکلتی ہے ..... لیکن شارع کے ارشادات سے یہ ہر ا ہتہً ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پسند اس کو کرتے ہیں کہ ایک مسلمان عورت بہر حال اپنے گھر کی زینت بنے .....(عثمانی)

نمبر ۳۔ اَلْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى :۔ (الف) نظام جاہلی۔ ہر نظام غیر اسلامی ہے۔ جاہلیت اولیٰ سے مراد وہ مشرکانہ تہذیب و تمدن ہے جو اسلام سے قبل دنیا خصوصاً عرب میں یونانی و رومی تمدن کے اثر سے رائج تھی۔ کہ و مدینہ کی عورتیں بن ٹھن کر اس طرح باہر آزادانہ گھوما پھرا کرتی تھیں جس طرح آج فرنگی قوموں میں دستور ہے... ..... تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ کی شرح سبھی یہی لکھی ہے کہ اس تہذیب کی عورتیں آزادی سے مردوں کے ساتھ چلتی پھرتی۔ بیٹھتی بولتی رہتی تھیں۔ اور یہاں ممانعت اسی سے آئی ہے ...... ترتیب کلام پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ عورت پر حیاداری حفظ و ناموس کی تاکید نماز۔ روزہ اور زکوٰۃ سے بھی مقدم رکھی گئی ہے۔ محققین نے لکھا ہے کہ آیت میں خطاب ازواج نبیؐ سے ہے لیکن جو تعلیم دی گئی ہے وہ ساری امت کی عورتوں کے لئے ہے .... فقیہ مالکی قاضی ابو بکر عبیداللہ بن العربی اندلسی ..... کہتے ہیں کہ میں نے اپنی سیاحی میں کوئی ایک ہزار مقامات دیکھ ڈالے نابلوس کی عورتوں سے بڑھ کر پاک دامن کہیں اور کی نہیں پائیں۔ ان کے درمیان میں مہینوں ٹھہرا رہا۔ شہر میں یہ کبھی چلتی پھرتی نظر آئیں ...... اور پردہ داری اور باعصمتی کی یہی کیفیت میں نے مسجد اقصیٰ کی معتکف عورتوں میں بھی پائی ورنہ اور جگہ میں نے جہاں جہاں عورتوں کو بے پردہ چلتے پھرتے پایا۔ طرح طرح کی برائیوں اور فتنوں ہی میں مبتلا دیکھا...... یہ حال ۵۴۲ھ سے قبل کا ہے تو ظاہر ہے کہ آج ۱۳۶۹ھ میں کوئی غیرتمند مومن قاہرہ اور اسکندریہ تہران۔ انقرہ۔ بغداد و دمشق۔ کراچی و لاہور۔ دہلی و لکھنؤ کی کھلم کھلا بےحیائیاں دیکھنے

کی تاب کہاں سے لاسکتا ہے۔ نابلوس آج جس قدیم شہر کا نام ہے وہ فلسطین میں بیت المقدس کے شمال میں واقع ہے۔ (ماجد)

(ب) ...... جاہلیت سے مراد اسلام کی اصطلاح میں ہر وہ طرز عمل ہے جو اسلامی تہذیب و ثقافت اور اسلامی اخلاق و آداب اور اسلامی ذہنیت کے خلاف ہو۔ اور جاہلیت اولیٰ کا مطلب وہ برائیاں ہیں جن میں اسلام سے پہلی عرب کے لوگ اور دنیا بھر کے دوسرے لوگ مبتلا تھے۔ (مودودی)

(۴) پ ۲۲ س ۳۳۔ آیت ۵۹ یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ

اے نبی آپ کہدیجئے اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور (عام) ایمان والوں

الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ

کی عورتوں سے کہ اپنے اوپر نیچی کر لیا کریں اپنی چادریں تھوڑی سی اس سے وہ جلد پہچان لی جایا

اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (۵۹)

کریں گی اور اس لئے انہیں ستایا نہ جائیگا۔ اور اللہ تو بڑا مغفرت والا ہے بڑا رحمت والا ہے۔

تفسیر نمبر ۱ (الف) یعنی جب ضرورتاً باہر نکلنا ہو تو اپنی چادریں اپنے اوپر سروں سے لٹکا لیا کریں۔ تاکہ چہرہ کے اطراف تو خوب ڈھک جائیں اور خود چہرہ کی ٹکیا بھی ایک حد تک۔ ہمارے ملک میں اسی کو گھونگھٹ نکالنا کہتے ہیں ....

مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ۔ جلابیب جمع ہے جلباب کی اور جلباب بڑی چادر کو کہتے ہیں جو سارے جسم کے ڈھانپنے کے کام آجائے۔

اس قسم کے سارے احکام کا ماحصل عورت کے حجاب کامل کی تاکید ہے۔ بخلاف جاہلی تہذیبوں کے جہاں عورت کی نیم برہنگی ہی فیشن میں داخل رہی ہے۔ اور آج بھی ہے۔ مفسرین نے آیت کے ذیل میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ کی خدمت میں قبیلہ بنو تمیم کی کچھ بیبیاں حاضر ہوئیں جو لباس بہت باریک پہنے ہوئے

تھیں۔ حضرت صدیقہ نے اُنہیں ڈانٹا کہ کیسی مسلمان ہو۔ جو یہ نامسلموں کا لباس پہنے ہوئے ہو ...... عورت کی عصمت کے تحفظ میں بڑا دخل اس کی وضع و لباس کے وقار کو ہے ...... جوان عورت پر نامحرموں سے اپنے چہرہ کا پردہ واجب ہے اور یہ بھی واجب ہے کہ جب باہر نکلے تو پردہ کا اہتمام کرے۔ (ماجد)

(ب) جلباب عربی زبان میں بڑی چادر کو کہتے ہیں ...... آیت کا صاف مفہوم یہ ہے کہ عورتیں اپنی چادریں اچھی طرح اوڑھ لپیٹ کر اِن کا ایک حصہ یا ان کا پلو اوپر سے لٹکا لیا کریں۔ جسے عرف عام میں گھونگھٹ ڈالنا کہتے ہیں یہی معنی عہد رسالت سے قریب ترین زمانے کے اکابر مفسرین بیان کرتے ہیں .... عہد صحابہ و تابعیں کے بعد جتنے بڑے بڑے مفسرین تاریخ اسلام میں گذرے ہیں انہوں نے بالاتفاق اس آیت کا یہی مطلب بیان کیا ہے۔ امام ابن جریر طبری کہتے ہیں ...... یعنی شریف عورتیں اپنے لباس میں لونڈیوں سے مشابہ بن کر گھروں سے نہ نکلیں کہ اِن کے چہرے اور سر کے بال کھلے ہوئے ہوں۔ بلکہ انہیں چاہیئے کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کا ایک حصہ لٹکا لیا کریں ...... قرآن عورتوں سے کہتا ہے کہ تم بیک وقت چراغ خانہ اور شمع انجمن نہیں بن سکتی ہو۔ چراغ خانہ بننا ہے تو اُن طریقوں کو چھوڑ دو جو شمع انجمن بننے کے لئے موزوں ہیں۔ اور وہ طرز زندگی اختیار کرو جو چراغ خانہ بننے میں مددگار ہو سکتا ہے۔

(مودودی)

باب ۵۹

پڑوسی

پ۵ س۴۔ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ
آیت ۳۶
اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ کرو اور حسن سلوک
بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ
رکھو والدین کے ساتھ اور قرابت داروں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں اور پاس
وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ
والے پڑوسی اور دور والے پڑوسی اور ہم مجلس اور راہ گیر کے ساتھ
وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ
اور جو تمہاری ملک میں ہے ان کے ساتھ۔ قطعاً اللہ ایسوں کو دوست نہیں
مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ (۳۶)
رکھتا جو خود بین ہیں فخار ہیں۔

تفسیر:۔ حسن سلوک کی تاکید! والدین سے لے کر غلاموں اور باندیوں تک معاشرہ کے ہر ہر طبقہ کے ساتھ اور پھر اس حکم کا عطف توحید الٰہی پر۔ دنیا کی کسی دوسری آسمانی کتاب میں اس بے نظیر تعلیم کی نظیر ملیگی؟ اور اسی کے ساتھ محققین کی یہ تصریح کہ "اہل حقوق اگر کافر ہوں تب بھی ان کے ساتھ احسان کرے ......

والجار:۔ حدیث میں آیا ہے ...... کہ پڑوسی تین قسم کے ہیں (۱) ایک وہ جن پر تہرے حق ثابت ہیں۔ حق جوار، حق قرابت، حق اسلام (۲) دوسرے وہ جن پر دوہرے حق ثابت ہیں۔ حق جوار، حق اسلام (۳) تیسرے وہ جن پر ایک ہی حق ثابت ہے یعنی حق جوار اور وہ پڑوسی ہے جو مشرک کتابی ہو۔ قرآن مجید کی یہ

تصریح بھی یاد رہے کہ دونوں قسم کے پروسی حق رکھتے ہیں قریب والے اور قرابت والے بھی اور دور والے اور اجنبیت والے بھی مسلمان اگر آج ایک اسی تعلیم کو یاد رکھیں تو کتنی خانہ جنگیوں کا خاتمہ ہوجائے۔ (ماجد)

باب ۶۰

تخلیق کائنات بامقصد ہے — بے مقصد نہیں

(۱) پ۴ س ۳۔ ...... رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ج .....
آیت ۱۹۱

اے ہمارے پروردگار تو نے یہ (سب) لایعنی نہیں پیدا کیا ہے۔

نوٹ:۔ یعنی بلا غایت و مقصد نہیں پیدا کیا ہے۔ بڑے بڑے مصالح و مقاصد اس کے اندر رکھے ہیں اس میں رد آگیا علاوہ مادئین و دہریین کے جو کائنات کو محض بخت و اتفاق کا نتیجہ سمجھتے ہیں ان مذاہب باطلہ کا بھی جن کے نزدیک یہ نظام کائنات محض کسی دیوتا کا کھیل تماشہ یا ایک طرح کا طلسم و شعبدہ ہے۔ (ماجد)

(۲) پ۱۱ س ۱۰۔ ...... مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ ج ....
آیت ۵۔ منزل ۳

اللہ نے یہ (چیزیں) بے مقصد نہیں پیدا کی ہیں

نوٹ:۔ کل مقاصد و مصالح تو خدا معلوم کتنے ہونگے سب سے بڑا اور کھلا ہوا مقصد تو یہ ہے کہ انسان ان قوانین کی یک رنگی اور ان کے ضوابط کا نظام دیکھ کر توحید باری اور رد شرک پر استدلال کرے۔

(۳) پ۱۷ س ۲۱۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ (۱۶)
آیت ۱۶ منزل ۴

اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کو (اس طرح) نہیں بنایا کہ ہم کھیل کر رہے ہوں۔

نوٹ :۔ بلکہ ان کی تخلیق سے بے شمار حکمتیں اور مخلوق کی بے حساب مصلحتیں وابستہ ہیں اس میں رد ہے ان مشرک قوموں کا جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ کائنات محض "ایشور کی لیلا" یا خدا کی تماشا گاہ ہے اور حق تعالیٰ کا مقصود اس سے کچھ نہیں بجز تماشہ دیکھنے اور دکھانے کے۔

(۴) آیت ۱۷:۔ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّا تَّخَذْنٰهُ

اگر ہم کو یہی منظور ہوتا کہ ہم کھیل کے طور پر کریں تو ہم اپنے ہی پاس

مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ (۱۷)

(کی چیز) کو کھیل بنا لیتے اگر ہم کو (یہ) کرنا ہی تھا۔

نوٹ :۔ یعنی بالفرض ہمیں تفریح و تماشہ ہی مقصود ہوتا تو ہم بلا واسطہ مخلوقات اپنے ہی یا براہ راست تعلق رکھنے والی کسی چیز کو اختیار کر لیتے مثلاً اپنی صفاتِ کمال کے مشاہدہ کو ذی شعور مخلوق کو اس چکر میں کیوں ڈالتے۔

آیت سے معلوم ہوا کہ تخلیق کائنات خود مخلوق ہی کے نفع و مصلحات کے لئے ہے۔

عارف رومیؒ

من نہ کردم امر تا سودے کنم
بلکہ تا بر بندگان جودے کنم

(۵) آیت ۱۸:۔ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ

ہم تو حق کو باطل کے اوپر پھینک مارتے ہیں سو وہ اس کا بھیجہ نکال دیتا ہے

فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ (۱۸)

تو وہ دفعتہً مٹ جاتا ہے اور تمہاری (بڑی) کمبختی آئے گی کہ جو تم گھڑتے رہتے ہو۔

نوٹ :۔ یہ کائنات تماشا گاہ تفریح گاہ نہیں۔ حق و باطل۔ صدق و کذب۔ نور و ظلمت کی جنگ گاہ معرکہ گاہ ہے۔

(ماجد)

(۶) پ ۱۸ س ۲۳ - اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ
آیت ۱۱۵
ہاں تو تمہارا خیال تھا کہ ہم نے تمہیں یوں ہی بلا مقصد پیدا کر دیا ہے اور تم
اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ (۱۱۵)
ہمارے پاس لوٹا کر نہ جاؤ گے۔

نوٹ :- تمہاری کیسی شدید حماقت تھی کہ تم اپنی تخلیق ہی کا مقصد نہ سمجھے اور اسی کے دلائل کو جھٹلاتے رہے! گویا جس طرح شمع یا چراغ گل ہو جاتا ہے ایسے ہی انسانی روح بھی معدوم محض ہو جاتی ہے۔ قرآن اسی خیال باطل کی تردید کرتا ہے۔ اور انسان کی حیات دنیوی کا انجام پیشگاہ الٰہی میں حاضری بتاتا ہے اسی میں رد آگیا ان باطل مذہبوں کا جو انسان کا انجام فنائے محض سمجھے ہوئے ہیں۔ (ماجد)

(۷) پ ۲۱ س ۲۹ - خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّ
آیت ۴۴ منزل ۵ ترجمہ (آزاد) اللہ نے آسمان اور زمین کو حکمت اور مصلحت کے
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ع (۴۴)
ساتھ پیدا کیا ہے اور بلاشبہ اس باب میں ارباب ایمان کے لیے (معرفت حق) کی بڑی نشانیاں ہیں۔ ترجمان القرآن حصہ سوم۔

(۸) پ ۲۱ س ۳۰ - اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قف مَا خَلَقَ اللّٰهُ
آیت ۸ منزل ۵ کیا انھوں نے اپنے دلوں میں غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں اور
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ
زمین کو اور جو کچھ بھی ان کے درمیان ہے سب کو کسی حکمت ہی سے اور ایک میعاد معین تک
وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ (۸)
کے لیے پیدا کیا اور کثرت سے لوگ اپنے پروردگار کی ملاقات کے منکر ہیں۔

نوٹ :- مطلب یہ ہے کہ تکوینی کائنات خود اس امر کی مقتضی ہے کہ اس کے انجام کے

ظہور کے لئے ایک یوم آخرت ہو جس میں سلسلہ کائنات کی ہر کڑی اپنے اختتام کو پہونچے امکان حشر سے ان کا انکار خود ان کی بے غوری کا نتیجہ ہے۔

انسان خود اپنی ہی خلقت میں اگر غور کرتا رہے تو وہ اسے اس نتیجہ تک پہنچا دینے کے لئے کافی ہے۔

اِلا بالحق: کسی خاص مصلحت و مقصد کے ساتھ کسی خاص حکمت کے ماتحت (ماجد)

(۹) پ۲۳ س ۳۸۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا
آیت ۲۷ منزل ۶ اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو ان کے درمیان ہے بے حکمت نہیں
بَاطِلًا ۚ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا
پیدا کیا ہے یہ تو ان لوگوں کا خیال ہے جو کافر ہیں سو کافروں کے لئے بڑی خرابی ہے
مِنَ النَّارِ ؕ (۲۷)
یعنی دوزخ۔

نوٹ: یہاں مومن و کافر کے اساسی نقطہ نظر کا فرق بیان کر دیا ہے مومن کی نظر میں تکوینی مصلحتوں اور حکمتوں کا جلوہ حوادث کائنات کے ایک ایک جزیئہ سے نمایاں رہتا ہے۔ بخلاف اس کے جس کا ایمان توحید پر نہیں وہ اس کارخانہ کو بس مادی ہی قوانین کا محکوم و تابع سمجھتا ہے اور اس کی نظر سے مقصدی حکمتیں بالکل گم ہوتی ہیں۔ اور جو فلاسفہ مادیین کہلاتے ہیں۔ ان کا تو کھلا ہوا یہی مسلک ہے۔

باطلًا: یعنی بے مقصد بلا حکمت یوں ہی بلا کسی غرض صحیح کے (ماجد)

(۱۰) پ۲۵ س ۴۴۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا
آیت ۳۸-۳۹
اور آسمان اور زمین اور جو ان کے درمیان ہے یہ سب ہم نے یونہی
لٰعِبِيْنَ (۳۸)
خواہ مخواہ نہیں بنا ڈالا۔

مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (۳۹)

ہم نے ان کو کسی حکمت ہی سے بنایا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

نوٹ ۱۔ اس میں رد آگیا ان ساری جاہلی قوموں کا جو یہ سمجھتی ہیں کہ یہ ساری کائنات محض ایک تماشہ گاہ ہے .... قرآن مجید .... بتاتا ہے کہ اس کارخانہ آفرینش سے بڑے بڑے اہم مقاصد مقصود ہیں .... اکبرالہ آبادی کے الفاظ میں۔

اکبر اس فطرت خاموش کو بے حس نہ سمجھ
ہاں بصیرت سے تھی دیدۂ نرگس نہ سمجھ

(۱۱) پ ۲۶ س ۴۶۔ آیت ۳۔ منزل ۶ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ

ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے حکمت ہی کیساتھ

اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا

اور ایک میعاد مقرر کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ اور جو لوگ کافر ہیں وہ اس چیز سے جس سے انھیں

مُعْرِضُوْنَ (۳)

ڈرایا جاتا ہے بے رخی کئے ہوئے ہیں۔

نوٹ ۱۔ ...... آیت سے تین عقیدوں کی تعلیم نکلی ...... (۱) ساری موجودات عالم کا خالق حق تعالیٰ ہے۔ کوئی شے خود بخود وجود میں نہیں آگئی ہے، (۲) ہر شے کسی نہ کسی خاص حکمت یا مقصود کے ساتھ ہی پیدا کی گئی ہے جو خالق کائنات ہے وہ حکیم کل بھی ہے۔ (۳) ہر شے فنا پذیر ہے اور ایک مدت و میعاد مخصوص ہی کے لئے پیدا کی گئی ہے ..... امام رازی نے یہیں سے مسئلہ بھی نکالا ہے کہ فکر و استدلال سے کام لینا واجب ہے اور کام نہ لینا موجب ملامت ...... (ماجد)

باب ۶۱

جھوٹ۔ دروغ

۱۔ پ ۱۷ س ۲۲۔ آیت ۳۰ .... وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (۳۰)

اور بچے رہو جھوٹی بات سے

تفسیر:۔ جھوٹی بات کے تحت میں ہر جھوٹ آ جاتا ہے۔ (ماجد)

۲۔ پ ۱۹ س ۲۶ آیت ۲۲۱ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ (۲۲۱)

اچھا تو میں تم کو بتاؤں کہ شیطان کس پر اترا کرتے ہیں۔

آیت ۲۲۲۔ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ (۲۲۲)

ایسوں پر اترا کرتے ہیں جو (جھوٹے) لپاٹیے بدکردار ہوں۔

۳۔ پ ۲۳ س ۳۹۔ آیت ۳ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ (۳)

بیشک اللہ اسے راہ پر نہیں لاتا جو جھوٹا ہو ناشکرا ہو۔

نوٹ:۔ اس عنوان کے تحت کم و بیش سات آٹھ آیت ہیں منجملہ ان کے صرف ۳۔ آیات مندرجہ بالا درج کی گئی ہیں۔

کسے را کہ نا راستی گشت کار — کجا روز محشر شود رستگار
کسے را کہ گردد زبان دروغ — چراغ دلش را نباشد فروغ
دروغ آدمی را کند شرمسار — دروغ آدمی را کند بے وقار
ز کذاب گیرد خرد مند عار — کہ اورا نیارد کسے در شمار
دروغ اے برادر مگو زینہار — کہ کاذب بود خوار و بے اعتبار
زنا راستی نیست کار بتر — ازو گم شود نام نیک اے پسر

(سعدی شیرازیؒ)

باب ۶۲

حسن سلوک

(۱) پ ۵ س ۴ .... وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۭ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ
آیت ۱۲۸

صلح (بہ ہر حال) بہتر ہے اور طبیعتوں میں تو بخل ہوتا ہی

الشُّحَّ ۭ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا

ہے اور اگر تم حسن سلوک رکھو اور تقوی اختیار کئے رہو تو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ بیشک اس

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (۱۲۸)

کی پوری خبر رکھتا ہے۔

(۲) پ ۲۶ س ۴۸ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ
آیت ۲۹

محمد اللہ کے پیمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ تیز ہیں کافروں

عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ ....

کے مقابلہ میں (اور) مہربان ہیں آپس میں۔

تفسیر۔ رُحَمَاءُ بَیْنَھُم۔ یعنی ان کا برتاؤ اپنے دینی بھائیوں یعنی مسلمانوں کے ساتھ شفقت محبت و ہمدردی کا رہتا ہے۔ حب فی اللہ کے یہی معنی ہیں۔ یہ عام حکم ہر مسلمان کیلئے ہے ہر مسلمان میں یہ دونوں خصوصیات ہونی چاہئیں اب آج مسلمان اس آیت کے آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھ کر اپنے حال پر غور کرلیں .... (ماجد)

(۳) پ ۲۶ س ۴۹ - اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ
آیت ۱۰

بیشک مسلمان (آپس میں) بھائی ہی بھائی ہیں سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (۱۰)

اصلاح کر دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔

تفسیر:۔ (۱) اسلام یعنی دین فطرت نے ایک طرف تو غربت۔ امارت وغیرہ کے مختلف طبقات قائم رکھے اور ان کے مٹا ڈالنے کی خلاف فطرت کوشش میں قوت اور وقت ضائع نہیں کیا لیکن دوسری طرف یہ بھی بتا دیا کہ دین کا اشتراک ہر مادی۔ مالی نسبی نسلی۔ تفریق و امتیاز سے بالاتر ہے۔ اور بڑے چھوٹے امیر غریب شریف غیر شریف سب کو اخوت کے رشتہ میں پرو کر صحیح اور سچی سوشلزم (اشتراکیت) کی بنیاد قائم کر دی۔ یہیں سے یہ بھی نکل آیا کہ مسلم قومیت کی بنیاد نسلی۔ وطنی۔ لسانی وغیرہ نہیں صرف اعتقادی ہے۔ اور اشتراک و اخوت کا سنگ بنیاد صرف وحدت کلمہ ہے۔

(۲) اُخوّت کا رشتہ تو انتہائی محبت کا مظہر ہے۔ اس کے استحضار کے بعد پھر کیسا جدال کیسا قتال؟

(۳) اخوۃ۔ اَخ کی جمع۔ اخوۃ تو حقیقی بھائیوں کے لئے ہے۔ رشتہ ثانیہ کے بھائیوں کے لئے اخوان آتی ہے۔ قرآن نے یہاں اخوۃ لا کر گویا بتا دیا کہ مسلمانوں کا ایک دوسرے سے تعلق و رشتہ بالکل بھائیوں کا ہے۔

(۴) انما۔ کے کلمہ حصر نے اسے صاف کر دیا کہ یہ رشتہ اخوت صرف مؤمن ہی مومن کے درمیان ہے۔ مومن و کافر کے درمیان نہیں ہو سکتا۔

(۵) فاصلحوا۔ اس میں کمال ترغیب ہے اصلاح بین المسلمین کی۔

(۶) واتقوا اللہ۔ تقویٰ ہی کی ایک اعلیٰ فرد اصلاح بین المسلمین ہے۔

(۷) رحمت الٰہی کا ترتب اسی تقویٰ شعاری پر ہو گا۔

(ماجد)

باب ۶۳

خیانت

(۱) پ۴ س ۳ - وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ
آیت ۱۶۱
اور کسی نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے اور جو کوئی خیانت کریگا وہ
بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ
قیامت کے دن اپنی خیانت کی ہوئی چیز کو حاضر کریگا پھر ہر شخص کو اس کے کئے ہوئے کا
وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (۱۶۱)
پورا عوض ملیگا اور ان پر بالکل ظلم نہ ہوگا۔

تفسیر۔ فقہاء مفسرین نے لکھا ہے کہ ...... خیانت معصیت کبیرہ ہے
اور یہ بھی کہا ہے کہ حکام کا ہدیہ قبول کرنا بھی اسی حکم میں داخل ہے (ماجد)

(۲) پ۵ س ۴ - اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا (۱۰۷)
آیت ۱۰۷
اور اللہ کسی ایسے شخص کو نہیں چاہتا جو بڑا خائن اور گنہگار ہو۔

(۳) پ۱۳ س ۱۲ - وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ (۵۲)
آیت ۵۲
اور یہ کہ اللہ خیانت کرنے والوں کی چال کو چلنے نہیں دیتا۔

نوٹ:۔ قول یوسف علیہ السلام (ماجد)

باب ۶۴

خودکشی

(۱) پ ۲ ر س ۲- وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ج
آیت ۱۹۵
اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو - (ترجمہ احمد رضا خاں صاحب)

دیکھو صفحہ ۴۸- حاشیہ ۲۶۱- احمد رضا خاں صاحب -

وہ جو چیز بھی خطرۂ ہلاکت کا باعث ہو ان سب سے باز رہنے کا حکم ہے حتیٰ کہ بے ہتھیار میدان جنگ میں جانا یا زہر کھانا یا کسی طرح خودکشی کرنا. علماء نے یہ مسئلہ بھی اخذ کیا ہے کہ جس شہر میں طاعون ہو وہاں نہ جائیں اگرچہ وہاں کے لوگوں کو وہاں سے بھاگنا ممنوع ہے۔

(۲) پ ۵ س ۴- ...... وَلَا تَقْتُلُوٓا اَنْفُسَكُمْ ط
آیت ۲۹
اور اپنی جانوں کو قتل نہ کرو (ترجمہ ماجد) حاشیہ ۵۱۸-

کہ خودکشی نہ کرو- ماجد — مودودی

(۳) پ ۱۵ س ۱۷- وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ط ۳۳
بنی اسرائیل آیت ۳۳ قتل نفس کا ارتکاب نہ کرو جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ۔

(ترجمہ مودودی)

قتل نفس سے مراد صرف دوسرے انسان کا قتل ہی نہیں بلکہ خود اسے اپنے آپ کو قتل کرنا بھی ہے۔ اس لئے کہ نفس جس کو اللہ نے ذی حرمت ٹھہرایا ہے اسکی تعریف میں دوسرے نفوس کی طرح انسان کا اپنا نفس بھی داخل ہے لہٰذا جتنا بڑا جرم گناہ قتل انسان ہے اتنا ہی بڑا جرم اور گناہ خودکشی بھی ہے..... اس کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ آدمی دنیا کی چھوٹی چھوٹی تکلیفوں اور ذلتوں اور رسوائیوں سے بچ کر عظیم تر اور ابدی تکلیف و رسوائی کی طرف بھاگتا ہے۔

(تفہیم)

باب ۶۵

رشتہ دار

(۱) پ۱ س ۲۔ آیت ۸۳ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ

اور (اس وقت یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ عبادت نہ

اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى

کرنا (کسی کی) بجز اللہ کے اور حسن سلوک سے پیش آنا (اپنے) ماں باپ سے اور قرابت داروں

وَالْمَسٰكِيْنِ ....

اور یتیموں اور محتاجوں (سے بھی)

تفسیر:۔ (۱) بعض شارحین قرآن نے بھی یہاں عہد لینے کو حکم دینے کے معنی میں لیا ہے۔ (۲) اس سے ملتے جلتے احکام توریت موجودہ میں اب بھی موجود ہیں ..... اپنے مفلس بھائی کی طرف سے اپنے ہاتھ مت بند کیجیو بلکہ تو اس پر اپنا ہاتھ کشادہ رکھیو اور کسی کام میں جو وہ چاہے بہ قدر احتیاج کے ضرور اس کو قرض دیجیو ...... ماجد

(۲) پ۲ س ۲۔ آیت ۱۷۷ ......وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى

اور اس کی محبت میں مال صرف کرے قرابتداروں اور یتیموں

وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ

اور مسکینوں اور راہ گیروں اور سائلوں پر اور گردنوں کے آزاد کردینے میں۔

تفسیر:۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۱۶۵۔ باب ۳۸۔ اسلام کا معاشی نظام

(۳) پ۲ س ۲۔ آیت ۲۱۵۔

يَسْــَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۥ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ

آپ سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں آپ کہدیجیے کہ جو کچھ تمہیں مال سے خرچ کرنا ہے سو

فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ

وہ حق ہے والدین کا اور عزیزوں کا اور یتیموں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا

وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ (۲۱۵)

اور جو بھی نیکی کرو گے اللہ کو اس کا پورا علم رہتا ہے۔

تفسیر:۔ ملاحظہ ہو باب ۴۵۔ صفحہ ۱۸۳۔ شمار نمبر ۳۔

(۴) پ ۴ س ۴۔ آیت ۱ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ

اے لوگو اپنے پروردگار سے تقویٰ اختیار کرو جنے تم (سب) کو ایک ہی

نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا

جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بکثرت مرد اور عورتیں پھیلائے

كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ

اور اللہ سے تقویٰ اختیار کرو جس کے واسطے سے ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور قرابتوں

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا (۱)

کے باب میں بھی (تقویٰ اختیار کرو) بے شک اللہ تمہارے اوپر نگران ہے۔

تفسیر:۔ (۱) اِتَّقُوْا رَبَّكُمْ :۔ پروردگار سے ڈرنا اس کے احکام کی مخالفت سے ڈرنا ہے۔ (۲) اَلْاَرْحَام :۔ یہ ہے قرابت اور رشتہ داری کی اہمیت اسلام میں، حقیقت میں امت کے نظام اجتماعی کا سنگ بنیاد شریعت میں قرابت یا رحم ہی کو قرار دیا ہے۔ ...... رحم کا اطلاق وسیع ہے جملہ اعزہ و اقرباء اس کے اندر آجاتے ہیں ...... فقہا اس پر متفق ہیں کہ قرابت کا لحاظ واجب ہے اور اسے قطع کرنا جرم ہے۔

(۳) اگر (ان امور کا) استحضار رہے تو آج خانگی زندگیاں کس قدر خوشگوار ہو جائیں۔ (ماجد)

(۵) پ ۹ س ۸ .... فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ..... (۱)
آیت ۱
پس اللہ سے ڈرتے رہو اور اپنے آپس کی اصلاح کرو۔

تفسیر:۔ اپنے آپس کے سابقہ کو ایسا سنبھالو سنوارو کہ باہمی رشک و مسابقت کا نام و نشان نہ رہے اور بندوں کے حقوق پوری طرح ادا کرو ۔۔ گویا تقویٰ و اصلاح کی جامعیت کا حکم آیۃ میں آگیا۔ (ماجد)

نوٹ:۔ رشتہ داری کے تعلق میں کم و بیش ۱۳۔ ۱۴۔ آیات اور بھی ہیں جو اس مجموعہ میں شامل نہیں کی گئی ہیں۔

باب ۶۶

رشوت ۔ سحت (حرام)

(۱) پ ۲ س ۲۔ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ
آیت ۱۸۸
اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر مت کھاؤ۔ اڑاؤ اور نہ
وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ
اسے حکام تک پہنچاؤ کہ جس سے لوگوں کے مال کا ایک حصہ تم گناہ سے کھا جاؤ، درآنحالیکہ
بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ع (۱۸۸)
تم جان رہے ہو۔

تفسیر:۔ لا تاکلوا۔ اکل یہاں لفظی معنی میں نہیں ۔۔۔۔ بلکہ کسی طرح بھی اپنے تصرف میں لے آنا ہے۔ باطل سے مراد ہے ہر ناجائز طریق۔ گویا دو مختصر لفظوں میں تقویٰ مالی کی ساری تعلیم آگئی۔ ہر خیانت سے احتیاط کی تاکید۔ اور ہر قسم کی امانت و دیانت کا حکم۔

اموالکم ۔۔۔۔ اموالکم کا صحیح مفہوم "اپنا مال" سے نہیں بلکہ ایک دوسرے کا مال۔

...... ڈاکٹر رابرٹ نے ایک کتاب قرآن مجید کے قوانین معاشری پر لکھی ہے اس میں اس آیت کو نقل کر کے لکھا ہے "یہ آیت اس امر کی شہادت مزید ہے کہ محمدؐ نے اپنے پیروؤں میں کتنی تاکید باہمی حسن معاملت کے باب میں رکھی ہے" سوشل لاز آف دی قرآن صفحہ ۱۰۸۔

بینکم :۔ کے دائرہ کی وسعت میں فقہائے ساری نسل آدم کو داخل کیا ہے۔ اور صرف مسلمانوں کے مال تک حکم کو محدود نہیں رکھا ہے مسلم ہو یا کافر کسی کا بھی مال دغا۔ فریب ظلم وغیرہ سے لینا جائز نہیں صرف کافر حربی کے مال پر تصرف و تسلط جائز ہے کہ اس سے تو اعلان جنگ ہو ہی چکا ہے۔ لیکن اس سے بھی علی الاطلاق نہیں بلکہ خاص خاص قیود و شرائط کے ساتھ۔ رشوت جعلسازی۔ خیانت کافر حربی کے معاملات میں بھی درست نہیں۔

...... جو لوگ اپنی چرب زبانی سے سخن سازی سے اپنے "اثر" و "پیروی" سے جھوٹے مقدمے جیت جائیں انہیں اور زیادہ ڈرنا چاہیئے کہ ان پر علاوہ دوسرے جرائم اور فریق ثانی کی حق تلفی کے ایک مزید جرم حاکم عدالت کے فریب میں مبتلا کرنے کا بھی عائد ہو گا۔

تدلوا بھا:۔ مجازاً تو کسی چیز کو کہیں پہونچانے یا اُسے ذریعہ وسیلہ بنانے کے ہیں .... مطلب یہ ہوا کہ مال کو حکام تک پہونچنے کا۔ اپنی رسائی رسوخ پیدا کرنے کا ذریعہ نہ بناؤ اور رشوت وغیرہ مالی تحفہ تحائف سے حکام پر اثر نہ ڈالو۔

(۲) پ ۶ س ۵۔ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ط

آیت ۴۲۔ المائدہ
منزل ۲

جھوٹ کے بڑے سننے والے ہیں حرام کے بڑے کھانے والے ہیں۔

تفسیر:۔ سحت ہر حرام خوری کے لئے عام ہے ..... یہاں مراد رشوت ہے اور یہی معنی اب اس کے خاص ہو گئے ہیں۔ (ماجد)

اس سلسلہ میں پرانے عہد نامہ کتاب استثنا باب ۱۶۔ ۱۸۔ ۱۹ کی عبارت حسب ذیل ہے۔

صفحہ ۱۸۲ (پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور مطبوعہ ۱۹۶۵ء گریٹ برٹن)

"تو اپنے قبیلوں کی سب بستیوں میں جن کو خداوند تیرا خدا تجھ کو دے قاضی اور حاکم

مقرر کرنا جو صداقت سے لوگوں کی عدالت کریں۔ تو انصاف کا خون نہ کرنا تو نہ تو کسی کی رو

رعایت کرنا اور نہ رشوت لینا کیونکہ رشوت دانشمند کی آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہے اور صادق

کی باتوں کو پلٹ دیتی ہے۔

(۳) پ ۶ س ۵ ۔ آیت ۶۲ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

اور آپ ان میں سے دیکھتے ہیں گناہ اور ظلم اور حرام کھانے پر لپکتے

وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۶۲)

ہوئے کیسے برے ان لوگوں کے کرتوت ہیں۔

تفسیر: سحت ۔ اس میں سود رشوت اور جبر یا مکر سے حاصل کی ہوئی ہر آمدنی آگئی ۔

اثم ۔ قوت نطقیہ سے صادر ہوتا ہے ۔ عدوان قوت غضبیہ سے اور اکل سحت

قوت شہویہ سے (ماجد)

۶۳ ۔ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ

کیوں ان کے مشائخ اور علماء انہیں گناہ کی بات کہنے اور حرام کے

وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (۶۳)

کھانے سے نہیں روکتے ہیں، کیسی بری ان کی کارستانیاں ہیں۔

تفسیر۔ لولا ۔ الّا کے معنی میں ہے ...... جب اس کا داخلہ مستقبل پر ہوتا ہے ......

تو اس کے معنی صیغہ امر کے اور مبالغت کے پیدا ہو جاتے ہیں صحابہ و تابعین اور علماء

سلف سے مروی ہے کہ یہ آیت قرآن مجید کی سخت ترین آیتوں میں سے ہے۔ (ماجد)

(۴) پ ۱۴ س ۱۶ ۔ آیت ۹۵ ۔ النحل منزل ۳ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا

اور اللہ کے عہد کو [دنیا کے] تھوڑے نفع کے عوض میں نہ بیچ ڈالو۔ بیشک

عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۹۵)

اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ تمہارے حق میں کہیں بہتر ہے اگر تم علم [صحیح] رکھتے ہو۔

تفسیر:- ابن عطیہ نے فرمایا کہ جس کام کو پورا کرنا کسی شخص کے ذمہ واجب ہے وہ اللہ کا عہد اس کے ذمہ ہے اوس کے پورا کرنے پر کسی سے معاوضہ لینا اور بغیر لئے نہ کرنا اللہ کا عہد توڑنا ہے۔ اسی طرح جس کام کا نہ کرنا کسی کے ذمہ واجب ہے کسی سے معاوضہ لے کر اس کو کر دینا یہ بھی اللہ کا عہد توڑنا ہے اس سے معلوم ہوا کہ رشوت کی مروجہ قسمیں سب حرام ہیں۔

جیسے کوئی سرکاری ملازم کسی کام کی تنخواہ حکومت سے پاتا ہے تو اس نے اللہ سے عہد کر لیا ہے کہ یہ تنخواہ لیکر مفوضہ خدمت پوری کروں گا اب اگر وہ اس کے کرنے پر کسی سے معاوضہ مانگے اور بغیر معاوضہ اس کو ٹلائے تو عہد اللہ کا توڑنا ہوا۔ اس طرح جس کام کا اس کو محکمہ کی طرف سے اختیار نہیں اس کو رشوت لے کر کر ڈالنا بھی اللہ سے عہد شکنی ہے (بحر محیط)

ماخوذ از ماہنامہ البلاغ بابت ماہ جمادی الاول ۱۳۸۹ھ اگست ۱۹۶۹ء جلد ۳ شمارہ ۵ صفحہ ۱۴۔

باب ۶۷

رفتار

۱- پ۱۵ س ۱۷- وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۚ إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ
آیت ۳۷- منزل ۴
اور زمین پر اترا کر نہ چلا کر تو نہ زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ
الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا (۳۷)
پہاڑوں کی لمبائی کو پہونچ سکتا ہے۔
كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِندَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا (۳۸)
یہ سارے برے کام تیرے (رب) پروردگار کے نزدیک بالکل ناپسند ہیں۔

۱- پ۱۹ س ۲۵- آیت ۶۳- منزل ۴-
وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا
اور (خدائے رحمٰن کے (خاص) بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ

خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (۶۳)

چلتے ہیں اور جب ان سے جہالت والے لوگ بات چیت کرتے ہیں تو وہ کہدیتے ہیں خیر۔

تفسیر: نوٹ ۱:..... مقصود یہاں رفتار کی کوئی مخصوص ہیئت نہیں بلکہ محض تواضع وانکسار کا بیان ہے۔

نوٹ ۲:۔ سلٰمًا "خیر" اردو محاورہ میں ایسے ہی موقع پر آتا ہے جہاں بات کو ختم کردینا اور پی جانا منظور ہوتا ہے۔ یہ سلام "تسلیم" سے نہیں "تسلّم" سے ہے جو علیحدگی اور براءت کے موقع پر آتا ہے۔

جہالت والوں سے مراد ہر وہ شخص ہوتا ہے جو بات جہالت کی کرے..... (ماجد)

نوٹ ۳:۔ سلٰمًا کے لفظ کے تراجم یکساں نہیں۔ ذیل میں مختلف تراجم درج ہیں۔

شاہ رفیع الدین صاحب:۔ کہتے ہیں کہ سلام ہے۔

تھانوی صاحب ، وہ رفع شر کی بات کہتے ہیں۔

شیخ الہند رح کہیں صاحب سلامت

نذیر احمد صاحب (تو ان کو) سلام کریں (اور الگ ہو جائیں)

شاہ عبد القادر رح:۔ کہیں صاحب سلامت۔

۳۔ پ ۱۹ س ۲۵۔ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا (۷۲)
آیت ۷۲

اور جب وہ لغو شغلوں کے پاس سے گذرتے ہیں تو شرافت کے ساتھ گذر جاتے ہیں۔

تفسیر:۔ نوٹ ۱:۔ یعنی نظریں نیچی کرکے سلامت روی کے ساتھ ان بیہودگیوں سے گذر جاتے ہیں نہ ان لایعنی مشاغل کی طرف مشغول ہوتے ہیں نہ عاصیوں کی تحقیر کرکے اپنا کبر ظاہر کرتے ہیں۔

نوٹ ۲:۔..... ہمارے زمانے کے میلے ٹھیلے مختلف بازیوں کے جمگھٹے ناچ رنگ کی

محفلیں تھیٹر سینما وغیرہ سب اس کے تحت میں داخل ہیں۔

نوٹ ۳:- لغو عملی یا زبانی ہر دو لایعنی مسئلہ ہے جو بچنے کے قابل ہوتا ہے گانے تماشے خاص طور پر اس کے مفہوم میں داخل ہیں۔ (ماجد)

۴۔ پ ۲۱ س ۳۱۔ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ
آیت ۱۸
اور لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر اور زمین پر اکڑ کر مت چل بیشک

مَرَحًا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ (۱۸)

اللہ کسی تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

۵۔ پ ۲۱ س ۳۱۔ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ ...... (۱۹)
آیت ۱۹، منزل ۵
اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر۔

باب ۶۸

روح

پ ۱۵ س ۱۷۔ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ
آیت ۸۵
اور آپ سے یہ روح کی بابت پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ روح میرے

رَبِّي وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا (۸۵)

پروردگار کے حکم سے (بنی) ہے اور تمہیں علم تو تھوڑا ہی دیا گیا ہے۔

تفسیر: (۱) یہ سوال کرنے والے یا تو مشرکین قریش تھے (جیسا کہ نسائی و ترمذی کی روایتوں میں آیا ہے) اور یا یہود مدینہ تھے (جیسا کہ مسلم و بخاری کی روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے) بہرصورت سائل جو بھی ہوں سوال سے مقصود استفادہ اور اپنے جہل کو دور کرنا نہ تھا بلکہ مقصود امتحان تھا۔

(۲) قرآن کے اس مختصر وحکیمانہ جامع دو لفظی جواب نے ان تمام لاطائل بحثوں کی بے حاصلی ظاہر کردی جو صدیوں سے جاہلی فلاسفہ کے درمیان چلی آرہی تھیں مثلاً یہ کہ روح مجرد ہے یا مادی؟ بسیط ہے یا مرکب؟ جوہر ہے یا عرض؟ وغیرہ۔ روح کی حقیقت بھی منجملہ ان مسائل کے ہے جن کے باب میں اکثر مذاہب باطلہ کو ٹھوکر لگی ہے اور روح کا قدیم وغیر فانی ہونا تو بہت مشرکانہ مذاہب میں مسلم رہا ہے۔ چنانچہ ہندوستان میں آریہ سماجیوں کے نام سے جو فرقہ انیسویں[19] صدی مسیحی کی پیداوار ہے اور جو بت پرستی کا دشمن اور عقیدہ توحید کا مدعی ہے وہ بھی روح کی قدامت ہی کا قائل ہے۔ وہ خدا کی طرح پرش (روح) اور پھر کرتی (مادہ) کو بھی قدیم مانتا ہے۔ قرآن کا اصل مقصود اسی عقیدہ روح پرستی پر ضرب لگانا ہے۔

(۳) یہ حقیقت روح کا علم نہ تمہارے حدود فہم کے اندر ہے اور نہ تمہاری ضروریات دینی وعلمی میں داخل ہے اسی لئے تمہیں عطا بھی نہیں ہوا۔ (ماجد)

(۴) ترمذی نسائی اور مسند میں ہے کہ قریش مکہ نے علماء یہود سے سن کر یہ سوال کیا تھا کہ روح کیا ہے؟ اس پر یہ آیت اتری ..... توریت اور انجیل میں "روح" کا لفظ فرشتے کے لئے بولا گیا ہے اور قرآن نے فرشتہ اور وحی دونوں کیلئے استعمال کیا ہے پس یہاں "الروح" سے مقصود جسم انسانی کی روح ہے یا فرشتہ؟..... اکثر مفسر اس طرف گئے ہیں کہ یہاں "الروح" سے مقصود جسم انسانی کی روح ہے..... فرمایا..... اس معاملہ کے لئے جو کچھ بھی تمہیں بتلایا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کا حکم کام کر رہا ہے..... اس سے زیادہ پانے کی کاوش کیوں کرو ..... تمہارا دائرہ علم نہایت محدود ہے ..... تم علم میں سے جو کچھ پا سکتے ہو اصل حقیقت کے مقابلہ میں بہت ہی تھوڑا ہے وہ اس سمندر میں چند قطروں سے زیادہ نہیں اور تمہیں اسی پر قناعت کرنا ہے..... اس پہلو پر بھی نظر رہے کہ فرمایا "من امر ربی" میرے پروردگار کے حکم سے۔ یعنی وہ پروردگار

ہے اور پروردگاری یہی چاہتی تھی کہ یہ جوہر پیدا ہو۔ (آزاد)

(۵) مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر کے سلسلہ میں کسی قدر تفصیل سے بحث کی ہے۔ چونکہ اس کا خلاصہ بھی کچھ کم طویل نہ ہوگا۔ اس لئے خلاصہ لکھنا بھی مناسب نہیں خیال کیا گیا۔ بحث کے دوران چند اشعار بھی تحریر کئے ہیں جس سے اس مسئلہ "روح" کے متعلق کچھ روشنی حاصل کیجا سکتی ہے۔ منجملہ ان کے ایک شعر یہ ہے۔

(۱) اے بروں از وہم و قال و قیل من۔
خاک بر فرق من و تمثیل من

باب ۶۹

سلام

(الف) بوقت ملاقات)

(۱) پ ۵ س ۴۔ وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا
آیت ۸۶۔ منزل ۱

اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر طور پر سلام کرو یا

أَوْ رُدُّوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا (۸۶)

اُسی کو لوٹا دو بیشک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

تفسیر۔ نوٹ ۱۔ معاشرت کے ان جزئیات کو حقیر سمجھ کر نظرانداز نہ کر دیا جائے۔ سلام کے جواب میں سلام تو بہر حال واجب ہے۔ اس کے بعد اختیار دو دیئے گئے ہیں ایک یہ کہ جواب سلام۔ سلام سے بہتر ہو۔ دوسرا یہ کہ ایسا ہی ہو۔

نوٹ ۲...... سلام کرنے والا اگر مسلمان ہو تو اس کا جواب زیادتی کے ساتھ دیا جائے۔ اور اگر غیر مسلم ہے تو اس کے الفاظ دہرائے جائیں۔

نوٹ ۳:۔ تحیۃ ۔ کے اصلی معنی تو زندگی سے خبر دینے کے ہیں۔ پھر دعائے زندگی کے معنی ہوگئے۔ اہلِ عرب جب آپس میں ملتے تھے تو اس کلمہ دعا کو استعمال کرتے تھے اسلام نے اسے سلام کے معنی میں کر دیا۔ (ماجد)

(۲) پ۱۸ س ۲۴۔ آیت ۲۷۔ منزل ۴ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ

اے ایمان والو تم اپنے (خاص) گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل

بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ

مت ہو جب تک کہ اجازت حاصل نہ کر لو اور ان کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو تمہارے حق

خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (۲۷)

میں یہی بہتر ہے تاکہ تم خیال رکھو۔

(۳) آیت ۶۱ ۔ فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً

پھر جب گھروں میں تم داخل ہونے لگو تو اپنے لوگوں کو سلام کر لیا کرو

مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ

(جو) دعا کے طور پر اللہ کی طرف سے (مقرر) ہے بابرکت (اور) عمدہ (چیز) اللہ اسی طرح

الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (۶۱)

تم سے کھول کر احکام بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

تفسیر:۔ نوٹ :۔ ایک بار پھر اس کی تاکید کہ معاشرتی و خانگی زندگی کے یہ جزئی احکام حد درجہ اہم اور واجب الاعتناء ہیں۔

مبٰرکۃ :۔ بابرکت اس اعتبار سے کہ سلام پر ثواب مرتب ہوتا ہے۔

طیبۃ :۔ عمدہ اس اعتبار سے کہ مخاطبین کا دل اس سے خوش ہو جاتا ہے۔ (ماجد)

سلام

(بعنوان ومواقع مختلف)

(۱) پ۵ س۴ — وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ج
آیت ۹۴ منزل ۱
اور جو تمہیں سلام کرتا ہو اسے یہ مت کہدیا کرو کہ تو مسلمان ہی نہیں۔

(۲) پ۷ س۶ — وَاِذَا جَآءَکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ
آیت ۵۴ منزل ۲
اور جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری نشانیوں پر ایمان رکھتے
سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ ۙ
ہیں تو آپ کہدیجئے کہ تم پر سلامتی ہو تمہارے پروردگار نے اپنے اوپر رحمت لازم کر رکھی ہے۔

تفسیر:۔ نوٹ:۔ السلام علیکم:۔ تو مسلمانوں کے ہاں کا اصطلاحی سلام بھی ہے ہر دوسرے فرقہ اور قوم کے طریق سلام وتحیت سے ممتاز۔ نہ ڈنڈوت۔ نہ پالاگن۔ نہ گڈ مارننگ۔ نہ جے رام جی کی۔ نہ نمستے نہ آداب وبندگی۔ بلکہ صرف دعائے رحمت کہ اللہ ہر طرح فلاح وسلامتی نصیب رکھے۔ وہ جامع وبے نظیر دعا جو ہر موقع پر ہر مرتبہ اور ہر سن کے انسان کو دن اور رات کے ہر وقت بلا تکلف دی جا سکتی ہے۔ ماجد

(۳) پ۱۱ س۱۰ — دَعْوٰىھُمْ فِیْہَا سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَتَحِیَّتُھُمْ
آیت ۱۰ منزل ۳
اسی میں اُن کا قول ہو گا پاک ہے تو اے اللہ وہ اس میں ان کی (باہمی) دعا
فِیْہَا سَلٰمٌ ج وَاٰخِرُ دَعْوٰىھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ع (۱۰)
"سلام" ہو گی اور ان کی آخری بات ہو گی کہ ساری تعریف اللہ پروردگار عالمین کے لئے ہے۔

تفسیر:۔۔۔۔۔۔ (جنت میں) یہ اس وقت جب وہ ایک دوسرے کو دیکھیں گے ملیں گے باہم مخاطب ہوں گے۔۔۔۔۔ آیت سے معلوم ہوا کہ خالق کی تسبیح اور خلق کے سلام سے مدارج بلند ہوتے ہیں۔۔۔۔۔۔ ماجد

(۴) پ۱۳ س ۱۳ - سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾
آیت ۲۴ سلامتی ہو تم پر اس کے صلہ میں کہ تم صبر کرتے رہے سو (تمہارا) اس جہان میں
بہت ہی اچھا انجام ہے۔

تفسیر:۔ نیک کردار لوگوں کے خود جنت میں داخل ہونے کے بعد (وہ بھی) جو جنت
کے لائق ہوں گے ان کے ماں باپوں۔ میاں بیویوں اولادیں سے اور فرشتہ ان کے پاس ہر دروازہ
سے داخل ہوتے ہوں گے (یہ کہتے ہوئے)

(۵) پ۱۳ س ۱۴ - وَاُدْخِلَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ
آیت ۲۳۔ منزل ۳ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ ایسے باغوں میں داخل کئے
تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ط
جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہونگی ان میں اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ رہیں گے اس کے اندر ان
تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ (۲۳)
کی دعا (آپس میں) سلام ہوگی۔

(۶) پ۱۴ س ۱۶ - كَذٰلِكَ یَجْزِی اللّٰهُ الْمُتَّقِیْنَ (۳۱) الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰهُمُ
آیت ۳۲۔ منزل ۳ اسی طرح کا عوض اللہ اہل تقویٰ کو دیتا ہے (یعنی لوگ) جن کی
الْمَلٰٓئِكَةُ طَیِّبِیْنَ لا یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْكُمُ لا ادْخُلُوا
روحیں فرشتے قبض کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ پاک ہوتے ہیں (فرشتے) کہتے جاتے ہیں تم پر
الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۳۲)
سلام ہو تم جنت میں داخل ہو جاؤ اپنے اعمال کے سبب سے۔

(۷) پ۱۶ س ۱۹ - لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ط
آیت ۶۲ منزل ۴ (اس جنت میں) وہ کوئی فضول بات نہ سنیں گے۔ ہاں البتہ سلام
(کی آواز سومن) سنیں گے۔

(۸) پ ۱۹ س ۲۷۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ
آیت ۵۹ منزل ۵
آپ کہہ دیجیے کہ ہر تعریف اللہ کے لئے ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جنہیں اس نے منتخب کیا ہے۔

(۹) پ ۲۳ س ۳۶۔ سَلٰمٌ قف قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ (۵۸)
آیت ۵۸ منزل ۵
سلام انہیں کہا جائیگا پروردگار مہربان کی طرف سے۔

(۱۰) پ ۲۳ س ۳۷۔ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ (۷۸) صلے سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِى الْعٰلَمِيْنَ (۷۹)
آیت ۷۸-۷۹ منزل ۶
اور ہم نے ان کے لئے پیچھے آنے والوں میں (یہ بات) رہنے دی کہ نوحؑ پر سلام ہو عالم والوں میں۔

نوٹ:۔ چنانچہ آج تک ملائکہ و مومنین ان پر سلام بھیجتے اور ان کے حق میں رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔

(۱۱) پ ۲۳ س ۳۷۔ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ (۱۸۱) ج
آیت ۱۸۱
اور سلام ہو پیمبروں پر۔

نوٹ:۔ حق تعالیٰ جن بندوں پر سلام بھیجیں ان کا واجب الاتباع ہونا بالکل ظاہر ہے۔

(۱۲) پ ۲۵ س ۴۳۔ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ؕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (۸۹) ع
آیت ۸۹
اور آپ ان سے بے رخ رہیئے اور کہہ دیجیے کہ تم کو سلام سو عنقریب انہیں معلوم ہو کر رہیگا۔

نوٹ:۔ سلام تحیت کے معنی میں نہیں۔ سلام متارکت ہے۔

(۱۳) پ ۲۷ س ۵۶۔ آیت ۲۵ - ۲۶ - منزل ۷
لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا (۲۵) لا
وہ وہاں نہ بک بک سنیں گے نہ اور کوئی بیہودہ بات۔

اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا (۲۶)

بس (ہر طرف) سلام ہی سلام کی آواز آئے گی۔

باب ۷۰

سود

(۱) پ ۳ س ۲۔ آیت ۲۷۵۔ منزل ۱۔

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ

جو لوگ سود کھاتے رہتے ہیں وہ لوگ نہ کھڑے ہو سکیں گے سوا اس کے کہ جیسے کھڑا

يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا

ہوتا ہے جسے شیطان نے جنون سے خبطی بنا دیا ہو یہ سزا اس لئے ہوگی کہ وہ کہتے ہیں کہ بیع

الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ

بھی تو سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے

فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ

پھر جس کسی کو نصیحت اس کے پروردگار کی طرف سے پہونچ گئی اور وہ باز آگیا تو جو کچھ پہلے

وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

ہو چکا وہ اس کا ہو چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ رہا اور جو کوئی پھر عود کرے تو یہی

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۲۷۵)

لوگ دوزخ والے ہیں اس میں وہ ہمیشہ پڑے رہیں گے۔

تفسیر۔ نوٹ ۱۔ یا کلون الربٰو سے مراد اردو محاورہ میں سود لینا ہے۔۔۔۔

الربٰوا۔ ربٰو کے لغوی معنی ہر زیادتی اور اضافہ کے ہیں۔ خصوصاً سرمایہ میں اضافہ کے۔۔۔۔

اصطلاح شریعت میں ربٰو کہتے ہیں اصل قرضہ پر زیادتی کو یا بلا معاوضہ مال۔ مال پر زیادتی کو ...... اہل عرب اس لفظ کو اُس زائد رقم کے لئے استعمال کرتے تھے جو قرض خواہ اپنے قرضدار سے مہلت کے معاوضہ میں وصول کرتا تھا۔

نوٹ نمبر۲۔ من المس۔ اس سے مراد عربی محاورہ میں جنون ہوتی ہے۔

یہ منظر قیامت کے دن کا ہے کہ آخرت میں اپنی قبروں سے اٹھنے پر یہ سود خوار سیدھے کھڑے تک نہ ہو سکیں گے ...... بلکہ متوالوں ...... خبطیوں۔ دیوانوں کی طرح گرتے پڑتے لڑکھڑاتے ہوئے ...... محققین کا بیان ہے کہ حشر میں انسان اسی صورت کے ساتھ اٹھے گا جس قسم کی سیرت اور خصلتیں دنیا میں اس پر غالب رہی ہوں گی۔ قال العارف رومی

سیرتے کو بر نہادت غالب است

ہم براں تصویر حشرت واجب است

نوٹ نمبر۳۔ آج کل کے روشن خیالوں کی طرح اس عہد کے سیٹھوں کا بھی کہنا یہ تھا کہ مالی نفع تجارت میں بھی تو ہوتا ہے پھر جب تجارت حرام نہیں تو سود کیوں حرام ہو؟ ...... سود کی تو ایک متعین رقم بے کھٹکے ہر حال میں مہاجن کو ملتی رہتی ہے۔ برخلاف اس کے تجارت میں نفع و نقصان دونوں کے احتمالات ہر وقت لگے رہتے ہیں اور تاجر کو نقصان سے بچنے کے لئے وقت محنت ذہانت سب کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے ...... امام رازیؒ نے ...... یہ بالکل صحیح لکھا ہے کہ سود کی رقم آخر کس چیز کا معاوضہ ہوتی ہے؟ بجز مفت خوری کی بدترین شکل کے اور کیا ہے۔

نوٹ نمبر۴۔ جب حکیم مطلق نے ایک معاملت کو جائز اور دوسری کو حرام ٹھہرا دیا ہے تو اس کے معنی ہی یہ ہیں کہ جائز کے اندر بیشمار منافع و مصالح اور حرام کے اندر بے شمار مفاسد و نقصانات ہیں اور بالفرض کسی کی سمجھ میں یہ مصالح اور مفاسد نہ بھی آئیں جب بھی حاکم مطلق کا حکم واجب العمل تو بہرحال ہے۔

نوٹ ۵:۔ فلہٗ ماسلف ... پچھلی رقموں کی واپسی پر شریعت اسلام کسی کو مجبور نہیں کرتی ۔

نوٹ ۶:۔ معاملت سود گناہ کبیرہ ہے اور کبیرہ کی سزا جہنم ہے۔

(۲)، پ۳ س ۲۔ آیت ۲۷۶ یَمۡحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرۡبِی الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰہُ

اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ

لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیۡمٍ (۲۷۶)

کسی کفر کرنے والے گنہگار کو دوست نہیں رکھتا۔

(۳) آیت ۲۷۸۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوۡا مَا بَقِیَ

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو کچھ سود کا بقایا

مِنَ الرِّبٰۤوا اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ (۲۷۸)

ہے اسے چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو۔

نوٹ ۱:۔ یعنی حرمت سود کے نزول حکم سے قبل جو رقم سود کی تم ٹھہرا چکے ہو اس کو وصول کر لینا اب جائز نہیں اُسے چھوڑ دو۔

(۴) آیت ۲۷۹۔ فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا فَاۡذَنُوۡا بِحَرۡبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ

لیکن تم نے ایسا نہ کیا تو خبردار ہو جاؤ جنگ کے لئے اللہ اور اس

رَسُوۡلِہٖ ۚ وَاِنۡ تُبۡتُمۡ فَلَکُمۡ رُءُوۡسُ اَمۡوَالِکُمۡ ۚ

کے رسول کی طرف سے اگر تم توبہ کر لوگے تو تمہارے اصل اموال تمہارے ہی ہیں۔ نہ تم

لَا تَظۡلِمُوۡنَ وَلَا تُظۡلَمُوۡنَ (۲۷۹)

(کسی پر) ظلم کروگے نہ تم پر (کسی کا) ظلم ہوگا۔

نوٹ ۱:۔ یعنی تم پہ باغیوں اور مرتدوں کی طرح جہاد کیا جائیگا .... اتنی شدید تہدید قرآن مجید میں کسی دوسری معصیت کے لئے نہیں آئی ہے۔

(۵) آیت ۲۸۰۔ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ

اور اگر تنگدست ہے تو اس کیلئے آسودہ حالی تک مہلت ہے اور اگر

وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۲۸۰)

معاف کردو تو تمہارے حق میں (اور) بہتر ہے۔ اگر تم علم رکھتے ہو۔

تفسیری نوٹ:۔ عقائد اسلامی کی طرح قوانین اسلامی کی بھی پوری قدر اس وقت ہوتی ہے جب ان کے مقابلہ میں اپنے کو مہذب اور ترقی یافتہ کہلانے والی قوموں کے قوانین رکھے جائیں ...... دوسری قوموں کے قوانین قرضداروں کے حق میں سرتاسر ظالمانہ ہیں۔ رومی قانون ROMAN LAW میں مدیون کو قتل کیا جاسکتا تھا ...... اسلامی نظام معاشیات کی بنیاد مادیات سے کہیں بڑھ کر انسانیت و روحانیت و تقوی الہی پر رکھی ہے اور یہ خصوصیت اسے دنیا کے قدیم و جدید سارے معاشی نظاموں سے ممتاز کئے ہوئے ہے۔ (ماجد)

(۶) پ۴ س ۳۔ آیت ۱۳۰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا

اے ایمان والو سود کئی کئی حصہ بڑھا کر نہ کھاؤ اور

مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ (۱۳۰)

اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاجاؤ۔

نوٹ:۔ ...... یہ مطلب نہیں کہ سود مرکب نہ لو اور سود مفرد لے سکتے ہو ...... (ماجد)

(۷) پ۶ س ۴۔ آیت ۱۶۱ منزل ۱ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ

اور (اس سبب سے بھی کہ) وہ سود لیتے تھے حالانکہ انہیں اس کی ممانعت

اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ (۱۶۱)

کردی گئی تھی اور (اس سبب سے بھی کہ) وہ دوسروں کا مال ناحق کھا لیتے تھے۔

نوٹ:۔ توریت میں ممانعت سود کے اس طرح کے احکام آج تک لکھے چلے آرہے ہیں۔ خروج ۲۲: ۲۵ "اگر تو میرے لوگوں میں سے جس کسی کو جو تیرے آگے محتاج ہے

کچھ قرض دیوے تو اس سے بیاجیوں کی طرح سلوک مت کرا ور سود مت لے "

احبار ۲۵: ۳۵- ۲۶- ۲۷ (تفسیر ماجدی میں شائد سہواً باب اور آیت غلط لکھی ہے صحیح نمبران یہ ہیں۔ احبار ۲۵ : ۳۶ - ۳۷)

تو اس سے سود اور نفع مت لے اپنے خدا سے ڈر تاکہ تیرا بھائی تیرے ساتھ" زندگانی بسر کرے تو اسے سود پر روپیہ قرض مت دے نہ اسے نفع کیلئے کھانا کھلا "۔

(۸) پ ۲۱ س ۳۰- آیت ۳۹ منزل ۵ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِىٓ اَمْوَالِ النَّاسِ

اور جو چیز تم اس غرض سے دو گے کہ لوگوں کے مال میں پہنچکر زیادہ

فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ

ہوجائے سووہ اللہ کے آگے نہیں بڑھتی اور تم جو صدقہ دو گے جس سے اللہ کی رضا طلب

وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ (۳۹)

کرتے ہو گے تو ایسے ہی لوگ عنقریب بڑھاتے رہیں گے۔

نوٹ ۱:۔ .... آیت میں تخاطب سودخوار کی طرف بالکل نہیں ...... بعض مفسرین نے نکتہ یہ لکھا ہے کہ وہ ملعون قابل خطاب بھی نہیں ...... (ماجد)

نوٹ ۲:۔ یعنی سود بیاج سے گو ظاہر مال بڑھتا دکھائی دیتا ہے لیکن حقیقت میں گھٹ رہا ہے جیسے کسی آدمی کا بدن ورم سے پھول جائے وہ بیماری یا موت ہے۔ اور زکوٰۃ نکالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مال کم ہوگا فی الحقیقت وہ بڑھتا ہے جیسے کسی مریض کا بدن مسہل و تنقیہ سے گھٹتا دکھائی دے مگر انجام اس کا صحت ہو۔ سود اور زکوٰۃ کا حال بھی انجام کے اعتبار سے ایسا ہی سمجھ لو۔

(شیخ الہند)

باب ۷۱

سفارش

پ۵ س ۴۔ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ
آیت - ۸۵
جو کوئی اچھی سفارش کرے گا اس کو اس میں سے حصہ ملے گا اور
مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۭ
جو کوئی بری سفارش کرے گا اس پر اس میں سے بار رہے گا اور اللہ
وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا (۸۵)
ہر چیز پر طاقت رکھنے والا ہے۔

تفسیر: نمبر۱۔ یعنی جو کوئی عمل خیر میں بطریق مشروع ساعی ہوگا اسے اس کا اجر مل کر رہے گا۔ کہ وہ کسی درجہ میں سبب بنا عمل خیر کا۔

نمبر ۲۔ بری سفارش کے تحت میں علاوہ عمل بد کے وہ عمل خیر بھی آجاتے ہیں جو غیر مشروع طریق پر کیے جائیں۔ (ماجد)

باب ۷۲

شراب

(۱) پ۲ س ۲۔ يَسْــَٔـلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ
آیت ۲۱۹
(لوگ) آپ سے شراب اور قمار کی بابت دریافت کرتے ہیں آپ کہہ دیجیے کہ ان میں
مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْـمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۭ
بڑا گناہ ہے اور لوگوں کیلئے فائدے بھی ہیں اور ان کا گناہ ان کے فائدوں سے کہیں بڑھا ہوا ہے۔

تفسیر۔ نمبر ۱..... شراب اور جوا جس طرح آج فرنگی تہذیب میں جائز ہی نہیں بلکہ عین اس تہذیب کا جزو بنے ہوئے ہیں۔ اور دلیل عزت و شرافت ہیں ـــ اسی طرح قدیم عربی تہذیب کا بھی جزو تھے اور لوازم شائستگی میں سے سمجھے جاتے تھے ...... یہ شغلے سارے روئے زمین پر پھیلے ہوئے تھے...... اسرائیلی اور مسیحی تہذیبیں تک جو شرفِ رسالت کے تعلق سے مشرف تھیں ان کی روک تھام نہ کر سکی تھیں۔ شریعت اسلامی ہی دنیا کا وہ قانون ہے جس نے آکر انکی قطعی حرمت کا اعلان کیا۔

نمبر ۲۔ یہ آیت سلسلہ حرمت کی سب سے پہلی آیت ہے ـ قطعی حکم بعد کو نازل ہوا۔

نمبر ۳۔ اثم ـ کا لفظ ہر ایسے فعل کیلئے آتا ہے جو نیکی کی راہ سے روکاوٹ پیدا کرنیوالا ہو...... اثم کا اطلاق کسی عمل پر خود اسے حرام قرار دینے کے لئے کافی ہے ۔ چہ جائیکہ جب اس پر تاکید بھی کبیر کے ساتھ موجود ہو ـــ اثم کبیر ہی سے فقہا نے نکالا ہے کہ شراب کی مقدار قلیل بھی حرام ہے۔

نمبر ۴۔ فقہا نے کہا اور بالکل صحیح کہا ہے کہ حرمتِ خمر پر دوسری آیتیں اس سے صریح تر نہ موجود ہوتیں جب بھی خود یہ آیت حرمت کیلئے کافی تھی ـــ یہ فخر تاریخ میں اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے اپنے ایک اشارے سے ...... ان خبائث کا خاتمہ ہی کر دیا ...... اُمّت کی نظر میں بحیثیت مجموعی لفظ "شرابی" اور لفظ "جواری" دونوں کو انتہائی تحقیر و ذلّت کا لقب ٹھہرادیا ...... اس نے اپنے پیروؤں کو جہاں تک ان اخلاقی نجاستوں کا تعلق ہے پاکیزگی اور ستھرائی کے اس بلند مقام پر پہونچا دیا جہاں تک باوجود علم و فضل، فہم و دانش کے بلند بانگ دعوؤں کے آج تک نہ کوئی TEMPERANCE ASSOCIATION پہونچا سکی ہے نہ کوئی PROHIBITIONIST۔

نمبر ۵۔ سر ولیم میور اپنے نہیں بیگانے ہیں ۔ معتقد نہیں منتقد ہیں۔ باوجود اس کے لکھتے ہیں "اسلام فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ ترکِ میکشی کرانے میں جیسا وہ کامیاب ہوا ہے کوئی اور

مذہب نہیں ہوا ہے" (لائف آف محمدؐ۔ صفحہ ۵۲۱)

نمبر ۶۔ انیسویں صدی کے ربع آخر میں لندن میں چرچ کانگریس کے ایک اجلاس کے موقعہ پر ایک ممتاز پادری اسحٰق ٹیلر نے کہا تھا "دنیا میں السداد مے نوشی کی سب سے بڑی انجمن خود اسلام ہے برخلاف اسکے ہماری یورپین تجارت کے قدم جہاں جہاں پہنچتے جاتے ہیں مے نوشی و بدکاری اور لوگوں کی اخلاقی پستی بڑھتی ہی جاتی ہے"

نمبر ۷۔ ..... امریکہ کے مشہور کارکن "گربہ پا جانسن" (PUSSYFOOT JOHNSON) نے تو اپنی سرگرمیوں کی دھوم ساری دنیائے متمدن میں مچادی تھی اور بڑے بڑے ڈاکٹر او ماہرین سائنس شراب کے نقصانات پر بیانات اور اعداد برابر شائع کرتے ہی رہتے ہیں لیکن ان ساری سرگرم کوششوں کے باوجود خود ان ہی لوگوں کو یہ اقرار ہے کہ شراب کو قطعی حرام کئے بغیر کوئی چارہ نہیں" [انسائکلو پیڈیا برٹانیکا جلد ۲۶ صفحہ ۵۹۰ طبع یازدھم]

نمبر ۸۔ قمار بازی ـــــ اس باب میں قانونِ اسلام سے باغی اور منحرف ہو کر یورپ اپنے ہاتھوں اپنا جو حال کر رہا ہے وہ عالم آشکار ہے ..... مالی ابتری کا اندازہ اس سے کیجئے کہ یورپ کی پہلی جنگِ عظیم سے قبل اکیلے ملک انگلستان سے متعلق تخمینہ ہے کہ کم از کم دس کروڑ پاؤنڈ سالانہ کی رقم اپنے مالکوں کے قبضہ سے نکل کر جواریوں کے ہاتھ میں پہونچتی رہتی تھی ۔

[انسائکلو پیڈیا آف ریلیجن ۔ جلد ۶ ۔ صفحہ ۱۶۴]

نمبر ۹۔ اسی انسائکلو پیڈیا کے صفحہ ۱۶۵ پر یہ ہے کہ "قانون اس میں کمی پیدا کرنے کی اپنی والی سب ہی کوشش کر رہا ہے بجز اسے قطعی ممنوع کرنے کی ناممکن کوشش کے" یہ حوصلہ اسلام ہی کا تھا کہ اس نے عقلائے فرنگ کی اس ناممکن کوشش کو اپنے حدود میں ممکن ہی نہیں واقع کر کے دکھا دیا۔ (ماجد)

(۲) پ ۷ س ۵ ۔ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ
آیت ۹۰

اے ایمان والو شراب اور جوا اور بت اور پانسے تو بس نری گندی باتیں

وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (۹۰)

ھیں شیطٰن کے کام سو اس سے بچے رہو تاکہ فلاح پاؤ۔

آیت ۹۱۔ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ

شیطٰن تو بس یہی چاہتا ہے تمہارے آپس میں دشمنی اور کینہ شراب اور

وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

جوئے کے ذریعہ سے ڈال دے اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے سو اب بھی تم باز

وَعَنِ الصَّلٰوةِ ج فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (۹۱)

آؤگے۔

تفسیر۔ نمبر۱۔ بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں فطرتِ انسانی اور طبیعت بشری سے کچھ نہ کچھ لگاؤ ہوتا ہے لیکن یہ چاروں چیزیں تو ایسی ہیں کہ انسان ان کی جانب تمامتر خارجی موثرات ہی کے اثر سے آتا ہے اور یہ بالکل ہی شیطٰن کی تحریک کا نتیجہ ہوتی ہیں۔

۲۔ مفسر زمخشری نے لکھا ہے کہ حرمت خمر و میسر کے متعدد طریقے قرآن نے اس آیت میں جمع کر دیئے :۔

(۱) آیت کی ابتدا کلمۂ حصر انما سے کی ہے۔ یعنی ان چیزوں کی بس یہی کل حقیقت ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں۔

(۲) ان دونوں چیزوں کا ذکر انصاب و ازلام جیسی مسلّم گندی چیزوں کے ساتھ کیا۔

(۳) انہیں رجس قرار دیا۔

(۴) انہیں عمل شیطٰن ٹھہرایا۔

(۵) صاف صاف ان سے اجتناب کا حکم دیا۔

(۶) ان سے احتراز کو موجب فلاح بتلایا۔

(۷) انکی دینی اور دنیوی مضرتوں کا ذکر کیا۔

نمبر۳۔ حرمتِ خمر پر........ یہی ایک آیت کافی ہے.... اول تو لفظ رجس موجود ہے جو خود تحریم کا مقتضی ہے اور پھر فاجتنبوہ کا صیغۂ امر ہے۔

نمبر۴:۔ شراب اور قمار دونوں کے مضر اثرات شر و فساد کی شکل میں روزمرہ کے مشاہدے ہیں.... جاہلیت عرب کے مہذب باشندے ان دونوں بلاؤں میں بُری طرح مبتلا تھے۔ ٹھیک اسی طرح جیسے آج جاہلیت فرنگ کی مہذب آبادی پر بھی دونوں بلائیں بُری طرح مسلط ہیں۔

نمبر۵۔ خمر کے اصل معنیٰ اگرچہ صرف شراب انگوری کے تھے لیکن بعد کو یہ لفظ ہر قسم کی نشہ آور شراب کیلئے استعمال ہونے لگا۔

نمبر۶۔ شراب کے سلسلہ میں یہ یاد رہے کہ جس طرح اس کا پینا ناجائز ہے اسی طرح اُس کا بنانا، اس کا بیچنا، اس کے کاروبار میں حصہ لینا اس سے کسی طرح نفع اٹھانا، یہ سب ناجائز ہے...... معاصی میں جیسے اخروی مضرتیں ہیں ـــ دنیوی تباہیاں بھی بہت ہیں۔

نمبر۷ ـــ اصحاب نبی جو آیت کے مخاطب اولین تھے اسے سنتے ہی پکار اٹھے" ہم باز آگئے ـــ ہم باز آ گئے ـــ" کیسا ڈسپلن تھا بارگاہ نبوت کا اور کیسی زبردست اصلاحی قوت تھی عرب کے اسی اُمّی حکیم کی کہ دم کے دم میں بڑے بڑے پرانے اور عمر بھر کے شرابیوں جواریوں کو پاکباز متقی بلکہ پاکبازوں اور صالحین کا سردار بنا دیا ـــ سچ کہا ہے اکبر الہ آبادی نے ـــ

" خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے + کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا۔

نمبر۸ ـــ فَهَلْ اَنْتُم مُّنْتَهُوْن ـــ حرمتِ شراب اور قمار کی تاکید در تاکید اوپر سے چلی آ رہی تھی اب اس فقرہ نے اسے اور موکد کر کے گویا شدتِ ممانعت پر مہر لگا دی۔

نمبر۹ ۔ علامہ زمخشری نے ایک سوال یہاں یہ پیدا کیا ہے کہ پہلی آیت میں خمر اور میسر کا ذکر انصاب اور ازلام کے ساتھ کیا ہے اور دوسری آیت میں تنہا ان ہی دو کا ذکر کیوں کیا ہے ؟ اور خود ہی اس کا جواب یہ دیا ہے کہ آیت میں خطاب مسلمانوں سے ہے اور ان ہی کو شراب اور قمار سے روکنا مقصود ہے ـــ پہلی آیت میں چاروں

منکرات کا ذکر ایک ساتھ اس امر کے اظہار کے لئے اور مسلمانوں کو شراب اور قمار سے مزید نفرت دلانے کے لیے تھا کہ یہ ایسے اعمال ہیں جن کا ارتکاب اہلِ جاہلیت و مشرکین ہی کرسکتے ہیں (ماجد)

باب ۷۳

شیطٰن

(۱) پ ۵ س ۴۔۔۔ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
آیت ۱۱۹ اور جو کوئی اللہ کو چھوڑ کر شیطٰن کو اپنا دوست بنائے گا

فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا (۱۱۹)

وہ یقیناً کھلے ہوئے نقصان میں رہے گا۔

آیت ۱۲۰ ۔ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ

شیطٰن ان سے وعدے ہی کرتا اور ہوس ہی دلاتا رہتا ہے اور شیطٰن

اِلَّا غُرُوْرًا (۱۲۰)

اُن سے وعدہ صرف فریب کی راہ سے کرتا ہے۔

تفسیر۔ (۱) شیطٰن کا دوست بنانا یہی ہے کہ احکام شریعت کو چھوڑ کر خود ساختہ طور طریقوں کو اختیار کیا جائے۔ اور مخلوق کے چلائے ہوئے رسم و رواج کو دلیل راہ بنایا جائے

(۲) شیطانی وعدے مثلاً یہ کہ حشر و نشر ۔۔۔ حساب کتاب کوئی چیز نہیں ۔۔۔

جو کچھ ہے یہی مادّی دنیا ہے — عقلِ جزوی ہی سب سے بڑا معیار اور آخری معیار ہے — وحیِ الٰہی محض وہم ہے مادّے کی قوتیں اور قوانین ہی سب کچھ ہیں — ان کے اوپر کوئی مشیتِ اعلیٰ حاکم نہیں، وقس علیٰ ہذا۔

(۳) یُمَنِّیھِم — یعنی شیطانی جذبات۔ مثلاً یہ کہ فحش کاری میں کوئی عیب اور ہرج نہیں، شراب صحت کیلئے ضروری ہے۔ قانونِ حجاب ترقی کی راہ میں حائل ہے۔

(ماجد)

(۲) پ ۲۲ س ۳۴۔ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ

آیت ۲۰

اور واقعی ابلیس نے اپنا گمان ان لوگوں کے بارہ میں صحیح پایا چنانچہ یہ

إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ (۲۰)

لوگ اسی کی راہ پر ہوئے بجز ایمان والوں کے گروہ کے۔

تفسیر:۔ گمان یہ کہ میں بنی آدم میں سے بہتوں کو محض سبز باغ دکھا کے گمراہ کر ڈالوں گا اور اپنے پیچھے لگا لوں گا۔

(۳) پ ۲۲ س ۳۴۔ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ

آیت ۲۱

اور اس کا جو تسلط ان لوگوں پر ہے وہ تو بس اسی لئے ہی ہے کہ ہم معلوم

مَن يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ

کر لیں ان لوگوں کو جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ان لوگوں سے الگ جو اس کی طرف

عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ (۲۱) ع

سے شک میں ہیں اور آپ کا پروردگار ہر چیز کا نگراں ہے۔

تفسیر:۔ لِنَعْلَمَ:۔ یعنی ہم ظاہری طور پر بھی معلوم کر لیں۔ ان واقعات تکوینی سے مقصود ابتلاء و امتحان ہی تھا کہ مومن و کافر متعین ہو جائیں یعنی شیطان کے مسلط کرنے کی غایت تکوینی میں یہ ہے کہ مخلص و منافق کا امتیاز ہو جائے (ماجد)

باب ۴۷

صلح

(۱) پ ۵ س ۴ - وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا
آیت ۱۲۸ — اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے زیادتی یا بے التفاتی کا اندیشہ
أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا
ہو تو اس میں ان کے لئے کوئی مضائقہ نہیں کہ دونوں آپس میں ایک خاص طریقہ پر صلح
صُلْحًا ۚ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۗ وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ ۚ
کریں صلح (بہرحال) بہتر ہے اور طبیعتوں میں تو بخل ہوتا ہی ہے اور اگر تم حسن سلوک
وَإِنْ تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ
رکھو اور تقویٰ اختیار کئے رہو تو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ بیشک اس کی پوری
خَبِيرًا (۱۲۸)
خبر رکھتا ہے۔

تفسیر:- (۱) ...... خطاب شوہروں سے ہے ..... تُحْسِنُوا۔ شوہر جب بیوی سے حسن سلوک کا خوگر ہو جائے گا تو اس سے اس کی بھی توقع نہیں رکھیگا کہ وہ اپنے حق سے دستبردار ہو جائے۔ وَتَتَّقُوا۔ اور جب تقویٰ اختیار کرے گا تو نشوز و اعراض خود ہی کافور ہو جائیں گے۔

(۲) قرآن مجید میں جہاں جہاں حسن معاشرت زوجین کا ذکر آیا ہے ...... ایک جامع لفظ تقویٰ کا لایا گیا ہے اور اس خانگی حسن معاشرت کو تقویٰ ہی کی ایک اہم فرد قرار دیا گیا ہے اور حق یہ ہے کہ اس سے بہتر اور موثر تر تدبیر کوئی اور ہے ہی نہیں "

(ماجد)

(۲) پ۲۶ س ۴۹۔ آیت ۱۰ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ

بیشک مسلمان (آپس میں) بھائی ہی بھائی ہیں سو اپنے دو بھائیوں

اَخَوَيْكُمْ ج وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ع (۱۰)

کے درمیان اصلاح کردیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔

تفسیر۔ ملاحظہ ہو باب ۹۲ حسن سلوک شمارہ ۳ صفحہ ۲۳۴۔

نوٹ۔ صلح ۔ اصلاح کے تعلق میں مزید آیات کریمہ کا حوالہ حسب ذیل ہے۔

(۱) پ۵ س ۴۔ آیت ۳۵ ۔ ۹۰ (۲) پ۵ س ۴۔ آیت ۱۱۴۔ (۳) پ۵ س ۴ ۔

آیت ۱۲۹ ۔ (۴) پ۱۰ س ۸ ۔ آیت ۶۱ (۵) پ۲۵ س ۴۲ ۔ ۴۰ (۶) پ۲۶ س ۴۹ ۔ آیت ۹۔

باب ۷۵۔

عبرت

(۱) پ۴ س ۳۔ آیت ۱۳۷ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ لا فَسِيْرُوْا

یقیناً تم سے قبل (مختلف) طریقے گذر چکے ہیں سو تم روئے زمین پر چلو پھرو اور

فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ (۱۳۷)

دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا ہے۔

تفسیر۔ (۱) سُنَنٌ .... ساری گذشتہ امتوں اور قوموں کی طرف جامع اشارہ

ان الفاظ میں آگیا۔

(۲) سیروا۔ فانظروا .... سرکش جاہل قوموں سے عبرت حاصل کرتا ہے ....

خواہ جس ذریعہ سے بھی حاصل ہو۔ سیاحت سے۔ تاریخ سے .... (۳) المکذبین۔

یعنی دین حق کو جھٹلانے والی قوموں اور امتوں کا۔ (ماجد)

(۴) دنیا میں نکلو۔ اور خدا کی زمین کی سیر کرو۔ اس کے ہر گوشے میں تم دیکھو گے کہ برباد شدہ قوموں کے آثار۔ اجڑی ہوئی آبادی کے کھنڈر اور سر بفلک محلوں کی گری ہوئی دیواریں زبان حال سے اپنا افسانۂ عبرت سنا رہی ہیں (آزاد)

(۲) پ ۷ س ۶ ۔ آیت ۶ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ
کیا انھوں نے دیکھا نہیں کہ ہم ان کے قبل کتنی جماعتوں کو ہلاک کر چکے
مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ
ہیں جنھیں ہم نے روئے زمین پر وہ قوت دے رکھی تھی جو تمھیں نہیں دی ہے اور
عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ
ہم نے ان پر خوب کثرت سے بارش برسائی اور ہم نے ان کے نیچے نہریں بہائیں پھر ہم
فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ
نے انھیں ان کے گناہوں کے باعث ہلاک کر ڈالا اور ہم نے ان کے بعد دوسری
قَرْنًا اٰخَرِيْنَ (۶)
جماعتوں کو پیدا کر دیا۔

تفسیر۔ (۱)...... اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ کوئی قوم اگر سرکشی کے مرض میں مبتلا ہے تو اس کی ظاہری خوشحالی اور مادی فارغ البالی اُسے ہلاکت کے انجام سے نہیں روک سکتی۔ (ماجد)

(۲) اس حقیقت کی طرف اشارہ کہ گذشتہ قوموں کی سرگزشتوں میں تمہارے لئے درس عبرت ہے...... (آزاد)

(۳) پ ۷ س ۶ ۔ آیت ۱۱۔
قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ (۱۱)
آپ کہیے کہ زمین پر چلو پھرو پھر دیکھ لو کہ تکذیب کرنیوالوں کا کیا انجام ہوا۔

تفسیر:۔ اس میں تعلیم و ترغیب ہے اس کی کہ انسان پچھلی تباہ شدہ قوموں کے حالات سے عبرت و نصیحت حاصل کرے اور بڑی بڑی مہذب و با اقبال سلطنتوں کے آثار اور مٹے ہوئے کھنڈروں سے سبق لے ۔۔۔۔ نقطہ نظر صحیح اور توحیدی ہو جائے تو مسلمان طالب علم کے لئے جغرافیہ۔ تاریخ۔ اور اثریات ان سارے علوم کا مطالعہ عبادت بن سکتا ہے ..... سفر ہر جائز غرض کیلئے مباح ہے۔ اور عبرت پذیری کی غرض سے واجب۔ (ماجد)

(۴) پ ۸ س ۷۔ آیت ۴ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا

اور کتنی ہی بستیاں ہیں کہ ہم نے انہیں تباہ کر دیا اور ان پر ہمارا عذاب

أَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ (۴)

رات کو پہونچا یا دوپہر کو آرام میں تھے۔

تفسیر:۔ (۱) قیلولہ کہتے ہیں دوپہر میں آرام کرنے کو۔ قائل۔ قیلولہ کرنے والا۔

(۲) دونوں وقتوں کی تصریح اس لئے کی گئی کہ یہی دو وقت عموماً غفلت و بے فکری کے ہوتے ہیں (ماجد)

(۵) پ ۱۰ س ۹۔ آیت ۸۲ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا جَزَآءً

سو تھوڑے دن ہنس لیں اور پھر (آخرت میں) بہت دن روتے رہیں۔

بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (۸۲)

ان کاموں کے بدلہ میں جو وہ کرتے رہتے ہیں۔

تفسیر:۔ قلیل میں اشارہ اس دنیا کی عارضی حیثیت کی جانب ہے اور کثیر میں آخرت کے دوام کی جانب (ماجد)

(۶) پ ۱۷۔ س ۲۲۔ آیت ۴۵:۔

فَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ

غرض کتنی ہی بستیاں ہیں جنہیں ہم نے ہلاک کر ڈالا جو نا فرمان تھیں سو وہ اپنی

خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ (۴۵)

چھتوں پر گری پڑی ہیں اور کتنے ہی بے کار کنویں اور بہت سے قلعی چونے کے محل!

(۷) پ۱۷ س ۲۲- اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ
آیت ۴۶

سو کیا یہ لوگ زمین پر چلے پھرے نہیں کہ ان کے دل ایسے ہو جاتے جن سے

يَّعْقِلُوْنَ بِهَاۤ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ

یہ سمجھنے لگتے یا کان ایسے ہو جاتے جن سے یہ سننے لگتے اصل یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہو جایا

وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِىْ فِى الصُّدُوْرِ (۴۶)

کرتی ہیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہو جایا کرتے ہیں۔

تفسیر۔ (۱) جغرافیہ۔ تاریخ۔ اثریات (آرکیالوجی) کا علم محض علم وفن کی حیثیت سے نہیں بلکہ عبرت پذیری کی غرض سے پڑھا جائے تو داخل عبادت ہے۔

(۲) سبق عبرت و موعظت حاصل کرنے کی جگہ دل ہے۔ ارشاد یہ ہو رہا ہے کہ ان نہ سمجھنے والوں کے دل ہی اندھے ہو گئے ہیں۔ ظاہری آنکھوں سے دیکھتے سب کچھ ہیں گزشتہ برباد شدہ قوموں کے حالات اور ان کی تہذیب و تمدن بھی لیکن سبق ان سے کچھ نہیں حاصل کرتے۔ (ماجد)

(۸) پ۲۲ س ۳۴- لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِىْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ
آیت ۱۵

سبا (والوں) کے لئے ان کے وطن (رہی) میں نشان موجود تھا۔ (دو

يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۬ؕ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ

قطاریں تھیں) باغ (کی) داہنے (اور) بائیں کھاؤ اپنے پروردگار کا (دیا ہوا) رزق اور اس

طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ (۱۵)

کا شکر کرو عمدہ شہر اور مغفرت والا پروردگار۔

تفسیر۔ (۱) یہ ملک سبا وہی ہے جو عرب کے جنوب میں اب علاقہ یمن کہلاتا ہے۔

(۲) یعنی علاقہ میں دو طرفہ باغات کا سلسلہ متصل چلا گیا تھا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ ان باغوں کی وسعت ۳۰۰ میل مربع کی تھی اور یہ سارا رقبہ خوشبودار درختوں اور طرح طرح کے لذیذ میووں اور پھلوں سے بھرا ہوا تھا۔

(۳) گویا انہی دنیوی نعمتوں کا اجتماع تھا اور مطالبہ صرف ادائے حقوق کا تھا۔

(۹) پ ۲۲ س ۳۴۔ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ
آیت ۱۶
سو انہوں نے سرتابی کی سو ہم نے ان پر بند کا سیلاب چھوڑ دیا اور ہم نے ان
بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ
کے دو رویہ باغوں کے عوض دو باغ اور دیئے جو بدمزہ پھل جھاؤ اور قدرے
مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ (۱۶)
قلیل بیری والے تھے۔

تفسیر (۱) یعنی کفر و شرک اور کثرت معاصی میں پڑ گئے اور ناصحین کی کچھ نہ سنی۔

(۲) سد مارب۔ ایک مشہور تاریخی بند ہے جو پہاڑوں کے پانی کے ذخیرہ کے لئے بنایا گیا تھا۔ مارب ملک سبا کا دارالسلطنت تھا۔ موجودہ شہر صنعاء سے کوئی ۶۰ میل مشرق میں ...... قوم سبا ایک بڑی متمدن قوم تھی۔ اس کا یہ کئی میل کا لانبا چوڑا بند سبا کے انجینیروں کی فنکاری کا اعلیٰ نمونہ تھا۔ یہ عظیم الشان بند ظہور اسلام سے کچھ قبل ٹوٹا ہے تخمیناً ۵۴۲ء میں ....

(۳) یعنی وہ پُرفضا باغات مٹ مٹا کر اب جنگلی خودرو جھاڑ جھنکار باقی رہ گئے۔

(۱۰) پ ۲۲ س ۳۴۔ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ (۱۷)
آیت ۱۷
انہیں ہم نے یہ سزا ان کی ناسپاسی کے سبب دی اور ہم ایسی سزا بڑے ناسپاس ہی کو دیا کرتے ہیں۔

تفسیر:۔ ظاہر ہوتا ہے کہ طاعت کو دنیوی نعمت کے حصول اور معصیت کو اس کے زوال میں دخل ہے۔ (تھانوی)

نوٹ ۱:۔ آیات مندرجہ بالا کے بعد مزید دو آیات میں بھی اسی مضمون کا سلسلہ جاری ہے۔ لیکن ان آیات کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔ البتہ ان کی تفسیر کے بعض اہم امور کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"بہ سلسلہ تفسیر آیت ۱۸ - ۱۹":۔

(۱) اہل سبا ایک بڑی تاجر قوم تھی۔ بحری تجارت ہمیشہ بیشمار دولت کا سبب بن جاتی ہے۔ یہ لوگ بحری راستہ سے ہندوستان اور درمیانی ملکوں سے تجارتی سامان لاتے تھے اور پھر یمن سے سمندر کے کنارے کنارے ملک شام کو لے جاتے تھے .....

(۲) معلوم ہوتا ہے کہ آج کل کی ریلوں اور جہازوں کی طرح ان لوگوں کے تجارتی قافلے بھی دن رات مسلسل چلا کرتے تھے اور کہ راستے بالکل محفوظ اور بے خطر ہو گئے تھے۔

(۳) طرح طرح کی نافرمانیاں کیں ..... کچھ ہلاک ہو گئے اور جو بچے رہے ان کے بھی سامان تنعم چھن گئے۔ بحیثیت مجموعی سب کی حالت قابل عبرت رہ گئی۔

(۴) روایتوں میں آتا ہے کہ انصار مدینہ یعنی قبائل اوس و خزرج انھیں اہل سبا کی اولاد میں سے تھے۔ (ماجد)

نوٹ:۔ میرے شمار کے مطابق اس عنوان کے تحت کم و بیش ۱۶۵ آیات ہیں منجملہ ان کے صرف چند آیات سطور مندرجہ بالا میں تحریر کی گئی ہیں۔

۵

باب ۷۶

عزت

(۱) پ۳ س ۳- قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ
آیت ۲۶
آپ کہئے اے سارے ملکوں کے مالک تو جسے چاہے حکومت دیدے اور
وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ
جس سے چاہے حکومت چھین لے تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت
مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۲۶)
دے تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی ہے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

تفسیر (۱)..... حقیقت ہمیشہ سے اپنی جگہ پر قائم ہے اس وقت اس کا نظارہ پوری قوت و شدت کے ساتھ مسولینی (آمر اٹلی) و ہٹلر (آمر جرمنی) کے انجام سے کرا دیا گیا ہے۔ (ماجد)

نوٹ:- تفسیر مندرجہ بالا بادشاہی کے سلسلہ میں تحریر ہوئی ہے۔ لیکن بلحاظ نتیجہ عزت کے سلسلہ میں بھی تحریر کرنا مناسب خیال کیا گیا۔

(۲) پ۲۲ س ۳۵- مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا ؕ
آیت ۱۰
جو شخص عزت حاصل کرنا چاہے تو تمام تر عزت اللہ ہی کے لئے ہے۔

تفسیر:- چنانچہ جو اس سے جس درجہ کا تعلق رکھتا ہے اسی مناسبت سے خود بھی اپنے حسب ظرف عزت حاصل کر سکتا ہے..... آیت طالبان عزت وجاہ منکرین حق کے رد میں ہے۔

(ماجد)

(۳) پ۲۶ س ۴۹- ...... اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ
آیت ۱۳
بیشک تم میں سے پرہیزگار تو اللہ کے نزدیک معزز ہے۔

تفسیر:۔ یعنی اللہ کے ہاں شرف۔ فضیلت۔ و مقبولیت تمامتر ذاتی پرہیزگاری ہے۔ نہ کہ فخر نسلی و قومی و آبائی۔ نہ کسی کے برہمن اور چھتری ہونے میں اس کی عزت۔ نہ کسی کے چمار پاسی ہریجن ہونے میں ذلت۔ اسلام نے انسانی آبادی کی تقسیم صرف دو ہی طبقوں میں رکھی ہے متقی و غیر متقی۔ اس کے علاوہ اس کے ہاں حقیقی تقسیم نہ امیر و غریب کی ہے نہ نسلی شریف و نسلی رذیل کی نہ گورے اور کالے کی بلکہ صرف متقی اور غیر متقی کی۔

(ماجدی)

باب ۷۷

عفو۔ درگذر

(۱) پ ۴ س ۳۔ آیت ۱۳۳ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا

اور مغفرت کی طرف جو تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے دوڑو اور جنت

السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ (۱۳۳)

کی طرف (دوڑو) جس کا عرض سارے آسمان اور زمین ہیں اور جو پرہیزگاروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔

آیت ۱۳۴۔ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ

یہ وہ لوگ ہیں جو فراغت اور تنگی (دونوں) میں خرچ کرتے ہیں اور

الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (۱۳۴)

غصہ کے ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں سے درگذر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

تفسیر:۔ ا۔ اسلام محض ایک سلبی حقیقت کا نام نہیں محض گناہوں سے بچنا کافی نہیں بلکہ مسلمانوں کو حکم اس کا بھی ملا ہے کہ اسلام کے ایجابی پہلو کا بھی پورا حق ادا کریں نیکیوں

کی جانب لپکیں اور اس طرح جنت کو حاصل کر کے ہیں جو رضاء الہٰی کا محل اور ظہور رحمت کامل کا مقام ہے۔

(۲) آرنلڈ وغیرہ فرنگی فاضلوں نے کہا ہے کہ عرب جیسی تند خو۔ جنگجو۔ جدل پیشہ قوم کے سامنے حلم وضبط، صلح و آشتی کے ایسے معیار پیش کرنا اور پھر اس تعلیم کو کامیاب بنانا بجائے خود ایک اعجاز ہے۔

(۳) العافین عن الناس یعنی لوگوں کے قصوروں اور خطاؤں کو معاف بھی کر دیتے ہیں، یہی نہیں کہ باوجود قدرت واستطاعت خطا وار سے انتقام نہیں لیتے بلکہ اسے معاف بھی کر دیتے ہیں۔

(۴) محسنین کا درجہ کاظمین وعافین دونوں سے بلند تر ہے یعنی عفو سے بھی آگے بڑھ کر یہ اور حسن سلوک سے پیش آتے ہیں۔

(۵) اخلاقی تعلیم کے موقع پر قرآن نے اکثر تدریج کو پیش نظر رکھا ہے اور اس کی بہترین مثال یہ آیت ہے (ماجد)

نوٹ:۔ ملاحظہ ہو باب ۷۹ غصہ شمار نمبر۔ ا

(۲) پ۶ س ۴۔ إِنْ تُبْدُوا خَيْرًا أَوْ تُخْفُوهُ أَوْ تَعْفُوا عَنْ سُوءٍ
آیت ۱۴۹ تم کسی بھلائی کو ظاہر کر دیا چھپاؤ یا کسی برائی سے درگذر کر جاؤ تو اللہ تو
فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيرًا (۱۴۹)

(بہر صورت) بڑا معاف کرنے والا ہے۔ بڑا قدرت والا ہے۔

تفسیر۔(۱) انسان اپنے نفس کو ٹٹولے تو نظر آئے کہ کسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے یا اس پر مال خرچ کرنے سے کہیں زیادہ شاق نفس پر یہ گذرتا ہے کہ کوئی ہمیں دکھ پہونچائے اور ہم اس سے درگذر کر جائیں۔ اور انتقام نہ لیں۔ اس لیے فعل خیر سے الگ اور ممتاز کر کے اس وصف چشم پوشی اور عدم انتقام کو بیان کیا ہے۔

(۲) اخلاقی حیثیت سے یہ تین مرتبے الگ الگ ہیں۔

(الف) اِنْ تُبْدُوا خَیرًا۔ پہلا درجہ تو یہ کہ انسان نے نیکی کی ساتھ ہی وہ اس کا اظہار و اعلان بھی کر دیتا ہے ...... نیکی یہ بھی ہوئی مگر ہلکے قسم کی

(ب) اَوْ تخفوہُ :۔ اونچا مرتبہ یہ ہے کہ نیکی کرے ...... داد و صلہ کی پرواہ ہی نہ کرے ...... مقصود تمامتر رضاء الٰہی رکھے۔

(ج) تعفوا عن سُوءٍ۔ تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ انسان کو ناگواریاں پیش آئیں اور وہ انہیں نظر انداز کر جائے ...... بدلہ نہ لیا جائے۔ یہ نفس کیلئے بہت ہی شاق ہے .... عفواً، اس صفت کو لاکر یہ یاد دلادیا کہ درگذر کی صفت تو صفات کمالیہ الٰہیہ میں سے ہے۔ کیا خوب ہو جو بندہ بھی اپنے کو اسی رنگ میں رنگ لے۔ قدیراً۔ یہ لفظ لاکر ادھر اشارہ کر دیا کہ بندہ بیچارہ انتقام لے ہی کیا سکتا ہے۔ انتقام پر قدرت کامل تو اللہ ہی کو حاصل ہے اور وہ اس کمال قدرت کے باوجود عفو و درگذر سے کام لیتا رہتا ہے بندوں کو عفو و درگذر کی راہ پر لانے کا کتنا موثر و حکیمانہ طریقہ یہ ہے ...... (ماجد)

(۳) پ ۹ س ۷۔ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ آیت ۱۹۹

درگذر اختیار کیجئے اور نیک کام کا حکم دیتے رہیئے اور

عَنِ الْجٰهِلِيْنَ (۱۹۹)

جاہلوں سے کنارہ کش ہو جایا کیجئے۔

تفسیر۔ (۱) آیت سے محققین نے طرح طرح کے سبق حاصل کئے ہیں تحصیل علم اعراض اہل ظلم اور ترک مجادلہ سفہاء وغیرہ کے۔

(۲) (حضرت) جعفر صادقؒ سے منقول ہے کہ اس سے زیادہ کوئی آیت اخلاق کی جامع نہیں ہے۔

(۳) (حضرت) تھانوی نے فرمایا کہ آیت میں لوگوں کے ساتھ تسامح اور شفقت کے برتاؤ کی اور جاہلوں کے ساتھ حلم سے پیش آنے کی تعلیم ہے۔ (ماجد)

(۴) پ ۱۸ وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُّؤْتُوْآ
س ۲۴-آیت ۲۲
اور جو لوگ تم میں بزرگی اور وسعت والے ہیں وہ قرابت والوں کو اور
أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ
مسکینوں کو اور ہجرت فی سبیل اللہ کرنے والوں کو دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں چاہیئے کہ
وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ
معاف کرتے رہیں اور درگذر کرتے رہیں کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف کرتا ہے
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۲۲)
بیشک اللہ بڑا مغفرت والا ہے بڑا رحمت والا ہے۔

(۵) پ ۲۵ س ۴۲- آیت ۴۳ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (۴۳)
اور جو شخص صبر کرے اور معاف کر دے۔ یہ البتہ بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

تفسیر:- انتقام کی بھی جائز حدود کے اندر پوری اجازت اسلام میں ہے لیکن اولیٰ وافضل معاف ہی کر دینا ہے فطرت بشری کی کیسی ٹھیک ٹھیک اور پوری رعایت ہماری شریعت میں موجود ہے۔ (ماجد)

نوٹ:- باب ہذا کے تحت کم و بیش ۱۳-۱۴- آیات ہیں منجملہ ان کے صرف ۵- آیات مندرجہ بالا اس مجموعہ میں شامل کی گئی ہیں۔

باب ۷۸

علم

(۱) پ ۱۶ س ۲۰- آیت ۱۱۴ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا (۱۱۴)
اور آپ کہتے کہ اے میرے پروردگار بڑھا دے میرے علم کو۔

تفسیر:۔ ...... اس میں علم قرآن کی تحصیل۔ حفظ۔ فہم سب ہی کچھ آگیا....
علم حاصل کے یاد رہنے کی اور غیر حاصل کے حصول کی اور جو حاصل ہونے والا نہیں ہے اس میں عدم حصول کے خیر سمجھنے کی اور سب علوم میں خوش فہمی کی یہ سب دعائیں داخل ہیں۔ (ماجد)

(۲) پ ۲۲ س ۳۵۔ ...... اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا
آیت ۲۸
اللہ سے ڈرتے تو بس وہی بندے ہیں جو علم والے ہیں۔

تفسیر:۔ ...... فقہاء مفسرین نے کہا ہے کہ آیت دلیل ہے فضیلت علم پر اور اس پر کہ اللہ سے خشیت و تقویٰ اسی راہ سے حاصل ہوتا ہے۔ (ماجد)

(۳) پ ۲۸ س ۵۸۔ ...... وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ط
آیت ۱۱۔
اور ان کے جنہیں علم عطا ہوا ہے درجہ بلند کرے گا۔

تفسیر:۔ ...... وعدہ درجات عالی ...... صرف اہل ایمان اور اہل علم کے لئے۔ ان کے غایت خلوص و غایت خشیت کی بنا پر مخصوص رہ گیا..... (ماجد)

"در فضیلت علم"

بنی آدم از علم یابد کمال ... نہ از حشمت و جاہ و مال و منال
چو شمع از پئی علم باید گداخت ... کہ بے علم نتواں خدا را شناخت
خردمند باشد طلبگار علم ... کہ گرم است پیوستہ بازار علم
کسے را کہ شد در ازل بختیار ... طلب کردن علم کرد اختیار
طلب کردن علم شد بر تو فرض ... دگر واجب است از پیش قطع ارض
برو دامن علم گیر استوار ... کہ علمت رساند بدار القرار
میا موز جز علم گر عاقلے ... کہ بے علم بودن بود غافلے
ترا علم در دین و دنیا تمام ... کہ کار تو از علم گیرد نظام

(از سعدی شیرازیؒ)

باب ۷۹

غصہ

(۱) پ ۴ س ۳۔ وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ جَنَّۃٍ
آیت ۱۳۳، منزل ۱

اور مغفرت جو تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے، دوڑو اور جنت کی طرف

عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ (۱۳۳)

(دوڑو) جس کا عرض سارے آسمان اور زمین ہیں اور جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

آیت ۱۳۴۔ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ

یہ وہ لوگ ہیں جو فراغت اور تنگی (دونوں) میں خرچ کرتے ہیں

وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰہُ

اور غصہ کے ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان

یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (۱۳۴)

کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

تفسیر۔ نوٹ ۱:۔ الکٰظمین الغیظ، کظم کہتے ہیں غصہ کے ضبط کر جانے کو، تو یہ لوگ وہ ہوئے جو غصہ سے مغلوب نہیں ہو جاتے بلکہ اس سے مقابلہ کر کے اسے زیر کر لیتے ہیں اور اپنے اوپر قابو رکھتے ہیں ...... مدح اس کی نہیں آئی ہے کہ غصہ سرے سے آتا ہی نہ ہو بلکہ اس کی آئی ہے کہ اسے قابو میں رکھا جائے اور عقل جذبات کے اوپر حاکم ہے ...... غصہ مطلق صورت میں ہرگز ممنوع نہیں ...... حدیث کہ قدرت نفاذ کے باوجود جو شخص اپنے غصہ کو روک لیجائے اللہ اس کا قلب امن و ایمان سے بریز کر دے گا ......

نوٹ ۲:۔ العافین عن الناس، ...... یہی نہیں کہ باوجود قدرت و استطاعت خطاوار سے انتقام نہیں لیتے بلکہ اسے معاف بھی کر دیتے ہیں یہ درجہ کاظمین الغیظ سے بلند تر ہے ...

محسنین کا درجہ کاظمین و عافین دونوں سے بلند تر ہے ...... تینوں مقامات فضیلت
کے ہیں لیکن یہ تیسرا مقام فاضل ترین ہے۔

محدث بیہقی نے سیدنا حضرت حسینؓ بن علیؓ سے متعلق روایت نقل کی ہے کہ آپ کو
ایک جاریہ وضو کرا رہی تھی کہ لوٹا اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر آپ پر گر پڑا۔ غصہ آنا امر طبعی تھا جاریہ
نے فوراً الفاظ قرآنی الکاظمین الغیظ اپنی زبان سے ادا کئے آپ کا غصہ دور ہو گیا پھر جاریہ
نے العافین عن الناس پڑھا آپ نے فرمایا میں نے معاف کیا اب جاریہ کی زبان پر واللہ
یحب المحسنین آیا۔ آپ نے فرمایا میں نے تجھے آزاد کر دیا (روح)

آرنلڈ وغیرہ فرنگی فاضلوں نے کہا ہے کہ عرب جیسی تندخو جنگجو جدل پیشہ قوم کے
سامنے حلم۔ ضبط۔ صلح و آشتی کے ایسے معیار پیش کرنا اور پھر اس تعلیم کو کامیاب
بنانا بجائے خود ایک اعجاز ہے۔ (ماجد)

آیت ۱۵۹۔ فَبِمَا رَحۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنتَ لَهُمۡ ۚ وَلَوۡ كُنتَ
پھر یہ اللہ کی رحمت ہی کے سبب سے ہے کہ آپ ان کے ساتھ نرم رہے
فَظًّا غَلِيظَ الۡقَلۡبِ لَانفَضُّوا مِنۡ حَوۡلِكَ ۖ فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ
اور اگر آپ تندخو سخت طبع ہوتے تو لوگ آپ کے پاس سے منتشر ہو گئے ہوتے سو آپ ان سے
وَاسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ وَشَاوِرۡهُمۡ فِي الۡأَمۡرِ ۖ فَإِذَا عَزَمۡتَ
درگذر کیجئے اور ان کے لئے استغفار کر دیجئے اور ان سے معاملات میں مشورہ لیتے رہیے لیکن
فَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَوَكِّلِينَ (۱۵۹)
جب آپ پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ پر بھروسہ رکھئے۔ بیشک اللہ ان سے محبت رکھتا ہے جو اس پر بھروسہ
رکھتے ہیں۔

(۳) پ ۲۵۔ س ۴۲۔ آیت ۳۶ فَمَآ أُوتِيتُم مِّن شَيۡءٍ فَمَتَاعُ الۡحَيَوٰةِ الدُّنۡيَا ۖ
غرض جو کچھ بھی تم کو دیا گیا ہے وہ دنیوی زندگی کے برتنے کیلئے ہے اور اللہ

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ج (۳۶)
کے پاس جو کچھ ہے وہ بہتر ہی ہے اور پائدارتر بھی وہ ان لوگوں کیلئے ہے جو ایمان والے ہیں اور
اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

آیت ۳۷۔ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ
اور جو کبیرہ گناہوں اور بیحیائیوں سے بچے رہتے ہیں اور جب انہیں
وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ج (۳۷)
غصہ آتا ہے تو معاف کردیتے ہیں۔

باب ۸۰

غیبت

۱۔ پ ۶ س ۴۔ لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ
آیت ۱۴۸
اللہ منہ پھوڑ کر برائی کرنے کو (کسی کے لئے بھی) پسند نہیں کرتا سوا مظلوم کے
ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا (۱۴۸)
اور اللہ تو ہے ہی خوب سننے والا خوب جاننے والا۔

تفسیر:۔ آیت نے اخلاق کی اصطلاح میں غیبت و بدگوئی کو اور قانون کی زبان میں ہتک عزت کو بالکل ناجائز قرار دے دیا ہے ...... پس پشت بھی کسی کے عیب کی تشہیر آگئی اور اس کے روبرو تلخ کلامی بھی ...... سَمِيْعًا ۔ یہ یقین رکھے کہ اللہ تو سننے والا ہے ہی۔ عَلِيْمًا ۔ یہ صفت لاکر ظالم و مظلوم دونوں کو یاد دلا دیا ہے کہ کوئی زبان سے نکالے یا نہ نکالے اللہ پر تو ہر ظلم کی نوعیت و حقیقت عیاں ہی ہے۔

(ماجد)

۲۔ پ ۲۶ س ۴۹۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ز
آیت ۱۲

اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں

اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ

اور ٹوہ میں مت لگے رہو اور کوئی کسی کی غیبت نہ کیا کرے۔

اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ

کیا تم میں سے کوئی اس کو گوارا کرلے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے ضرور ہی تمہیں

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ (۱۲)

کراہت آتی ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنیوالا ہے بڑا مہربان ہے۔

تفسیر:۔ ۱۔ کسی کی عدم موجودگی میں اس کا یا اس کی کسی چیز کا ذکر اس طرح کرنا جو اسے ناگوار ہو عام اس سے کہ وہ صحیح ہے یا غلط یہی غیبت ہے اور اسی کو قرآن مجید نے اس شدو مد سے روکا ہے ...... قرآن مجید کی ان اخلاقی اور معاشرتی ہدایتوں پر عمل کرنا اگر ہم لوگ سیکھ جائیں تو آج دنیا میں بھی ایک حد تک جنت کا مزہ آنے لگے۔

۲۔ جتنی زیادہ کسی کے دل میں خشیت الٰہی موجود ہوگی اُسی قدر اس کے لئے ہر ترغیب شیطانی و نفسانی کے مقابلہ میں صبر و ضبط سے کام لینا اور ثابت قدم رہنا آسان رہیگا۔

(ماجد)

باب ۸۱

غَيْب

۱۔ پ ۱ س ۲۔ ...... الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ ....
آیت ۳

جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔

تفسیر:- ۱- غیب، لغت میں شہود کی ضد ہے۔ ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو نظر سے چھپی ہوئی ہو یا مشاہدہ اور تجربہ سے باہر ہو۔

۲- آیت میں الغیب سے مراد آئمہ تفسیر نے وہ عالم لیا ہے جو حواس اور عقل سے ماوراء ہے۔ اور جس کی بابت جو کچھ بھی علم ہوتا ہے وہ حضرات انبیاء کے توسط سے مثلاً حوال حشر و نشر، حور و ملائک، جنت و دوزخ وغیرہ ..... غیب پر ایمان لانا آیت میں متقین کی سب سے پہلی علامت بیان کی گئی ہے ...... (ماجد)

۲- پ ۴ س ۳- .... وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ
آیت ۱۷۹
اور نہ اللہ تعالےٰ تمہیں غیب پر مطلع کرنیوالا ہے البتہ اللہ جس
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ص ......
کو چاہتا ہے اپنے رسولوں میں سے انتخاب کر لیتا ہے۔

تفسیر:- آیت نص ہے عقیدہ باطنیہ کے مقابلہ میں جو علم غیب کا اثبات علاوہ رسول کے اپنے امام کے لیے بھی کرتے ہیں۔ (ماجد)

۳- پ ۷ س ۶- قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ
آیت ۵۰
آپ کہدیجئے کہ میں تم سے یہ تو نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور
وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ ....
نہ میں غیب جانتا ہوں۔

۴- پ ۹ س ۷- .... وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ
آیت ۱۸۸
اور اگر میں غیب کو جانتا رہتا تو (اپنے لیے) بہت سے
مِنَ الْخَيْرِ ۚ ......
نفع حاصل کر لیتا۔

تفسیر:- لیکن چونکہ میرا علم کامل و محیط نہیں اس لئے نفع تکوینی کے بہت سے مواقع

ہاتھ سے جاتے ہی رہتے ہیں۔ مرشد تھانوی نے فرمایا کہ یہ نص ہے اس باب میں کہ قدرت مستقل اور علم محیط مقبولین سے بھی منفی ہیں۔ اور جہلا اپنے مشائخ سے کس کس طرح اس کا گمان رکھتے ہیں۔ (ماجد)

۵۔ پ ۲۲ س ۳۴۔ آیت ۱۴ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ

پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم جاری کر دیا تو کسی چیز نے ان کی موت کا پتہ

إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ ۖ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ

نہ بتایا بجز ایک زمینی کیڑے کے کہ وہ سلیمان کے عصا کو کھاتا تھا سو جب وہ گر پڑے تب جنات

أَن لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ (۱۴)

پر حقیقت ظاہر ہوئی کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اس ذلت کی مصیبت میں نہ رہتے۔

تفسیر:۔ روایت میں آتا ہے کہ جب سلیمان علیہ السلام کو اپنی موت کا قرب محسوس ہوا تو آپ تخت پر عصا کی ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور اس ہیئت میں انفکاک روح ہو گیا۔ اور ایک طویل مدت تک اسی وضع پر بیٹھے رہے جنات آپ کو بیٹھا ہوا دیکھ کر آپ کو زندہ سمجھے اور قریب آنے کی کسی کو ہمت نہ ہوئی بدستور اپنے اپنے کام میں لگے رہے۔ جب عصا میں گھن لگ لیا عصا گرا اور آپ کا جسم بھی اس وضع پر قائم نہ رہ سکا اور جنات کو اپنے غیب دانی کی حقیقت خوب روشن ہو کر رہی۔ دابۃ الارض سے مراد دیمک ہے یا لکڑی کا کوئی اور کیڑا (ماجد)

نوٹ:۔ اس غیب کے عنوان کے تحت کم وبیش ۳۴۔۳۵۔ آیات ہیں منجملہ ان کے صرف پانچ آیات درج کی گئی ہیں۔

باب ۸۲

قول وفعل میں یکسانیت

پ ۲۸ س ۶۱ - آیت ۲-۳ - منزل ۷

یَآ اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (۲)

اے ایمان والو ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔

کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (۳)

اللہ کے نزدیک یہ بات بہت ناراضی کی ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔

نوٹ ۱:- اسلام ہر مسلمان کو عملی انسان سیرت کا پختہ اور کردار کا مضبوط اور مجاہد بنانا چاہتا ہے۔ اور نفاق بلکہ شائبہ نفاق سے بھی دور رکھنا چاہتا ہے۔ اسی لئے وہ قول وعمل کی مطابقت پر شدت سے مصر رہا۔

نوٹ ۲:...... واعظ اور داعی کے لئے باعمل ہونا اور زیادہ ضروری ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ بے عمل یا ضعیف العمل کے لئے دعوت و وعظ ناجائز ہے۔ (ماجد)

باب ۸۳

گفتار

(۱) پ۱ س ۲:- وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ ۸۳
آیت ۸۳

اور لوگوں سے (بالعموم) بھلی بات کہنا۔

نوٹ ۱:- یہ ارشاد باری عز اسمہٗ میثاق بنی اسرائیل کے سلسلہ میں ہے۔

نوٹ ۲:- یعنی عام طور پر لوگوں سے حسن گفتار کو قائم رکھو۔ بات چیت میں اچھی طرح

پیش آتے رہنا ادنیٰ فریضہ انسانیت ہے۔ اس لئے یہ حکم عام ہے۔...... یہ حکم ہے ہی
خاص شریعت محمدی کا حکم۔ (ماجد)

(۲) پ۴ س۴۔ ......وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (۸)
آیت ۸
اور ان سے ہمدردی کی بات کہو۔

(۳) پ۵ س۴۔ ......وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا (۶۳)
آیت ۶۳
اور انہیں ان کے باب میں موثر بات کہتے رہیئے۔

(۴) پ۶ س۴۔ لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ
آیت ۱۴۸
اللہ منہ پھوڑ برائی کرنے کو (کسی کے لئے بھی) پسند نہیں کرتا

اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ

سوا مظلوم کے۔

(۵) پ۱۵ س۱۷۔ ...... وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا (۲۳)
آیت ۲۳
اور ان سے ادب کے ساتھ بات چیت کرنا۔

نوٹ:۔ بہ تعلق والدین۔ کہ مخاطبت و گفتگو میں ان کے ادب و عظمت کا لحاظ رکھا جائے۔

(۶) پ۱۵ س۱۷۔ وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ
آیت ۵۳۔ بنی اسرائیل
منزل ۴
اور آپ کہیئے میرے بندوں سے کہ ایسی بات کہا کریں جو بہتر ہو
الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ
بیشک شیطان لوگوں میں فساد ڈلواتا ہے۔ بیشک شیطان تو انسان
كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا (۵۳)
کا صریح دشمن ہے ہی۔

نوٹ:۔ ...... آیت میں اس کی تعلیم ہے کہ غیروں سے مناظرہ مجادلہ میں
حتی الامکان سب و شتم اور خشونت سے احتراز چاہیئے۔ کاش ہمارے مولوی صاحبان اور

لیڈر صاحبان کی اکثریت اس تعلیم پر غور کرتی !

نوٹ ۲:- ...... شیطان تو مومنین مطیعین کی زبان سے ایسے پرخشونت الفاظ نکلوانے کی پوری کوشش کرے گا جو دلوں کو قبول حق سے اور دور کر دیں اور غیروں میں عداوت اور فسادات اور زیادہ پیدا کر دیں۔ (ماجد)

(۷) پ ۱۶ س ۲۰ ۔ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا ....
آیت ۴۴ ۔ منزل ۴
پھر اس سے گفتگو نرم کرنا ۔

نوٹ:- .... محققین نے کہا ہے کہ آیت کے اندر اخلاق کا بہت بڑا سبق موجود ہے کہ باوجود اس کے کہ فرعون کے دمرود کا ذکر ہو چکا ہے اس پر بھی حضرت موسیٰ جیسے مقبول و برگزیدہ بندہ کو حکم اسی کا ملتا ہے کہ اس سے لطف و ملائمت ہی سے پیش آئیں ۔ (ماجد)

(۸) پ ۱۹ س ۲۵ ۔ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ
آیت ۶۳ ۔ منزل ۴
اور بندے رحمٰن کے وہ لوگ ہیں کہ چلتے ہیں زمین پر آہستہ اور جس وقت
اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (۶۳)
کہ بات کرتے ہیں ان سے جاہل کہتے ہیں سلام ۔ (ترجمہ رفیع)

(۹) پ ۲۱ س ۲۹ ۔ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ز
آیت ۴۶ ۔ منزل ۵
اور تم اہل کتاب سے مباحثہ مت کرو بجز مہذب طریقہ کے ۔

(۱۰) پ ۲۱ س ۳۱ ۔ .... وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ
آیت ۱۹ ۔ منزل ۵
اور اپنی آواز کو پست رکھ بیشک سب سے
الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ (۱۹) ع
بری آواز گدھے کی ہوتی ہے ۔

نوٹ:- .... اخلاق و آداب کے جزئیات تک کی تعلیم ہماری شریعت دیتی ہے (ماجد)

(۱۱) پ ۲۲ س ۳۳- یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا (۷۰)
آیت ۷۰
اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور راستی کی بات کہو۔

تفسیر:- (۱) زندگی کے ہر شعبہ میں خوف خدا کو بطور حال اپنے اوپر طاری کرلو۔خطاب ایمان والوں سے ہے۔

(۲) افراط تفریط سے الگ اور عدل و اعتدال کے مطابق بات جچی تلی اور پکی منہ سے نکالو...... زبان ...... اگر قابو میں آگئی تو انسان گناہوں کی کتنی بڑی تعداد سے بچ سکتا ہے۔ (ماجد)

(۱۲) پ ۲۶ س ۴۹- یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ
آیت ۲- منزل ۶
صَوْتِ النَّبِیِّ.........
اے ایمان والو! اپنی آواز کو پیغمبر کی آواز سے بلند نہ کیا کرو۔

نوٹ:- یہ ارشاد حق سبحانہٗ تعالیٰ آنحضرت صلعم کی ذات مبارک کے سلسلہ میں ہے، اس موقع پر اس لئے تحریر کیا گیا تاکہ بزرگوں کے ادب کی اہمیت واضح ہو۔

باب ۸۴

گھر سلامتی کا

"دارالسّلام"

(۱) پ ۸- س ۶- آیت ۱۲۶- ۱۲۷-
وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِیْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ
اور یہی تیرے پروردگار کا سیدھا راستہ ہے ہم نے آیتوں کو خوب کھول کر بیان

لِقَوۡمٍ یَّذَّکَّرُوۡنَ (۱۲۶)

کر دیا ہے ان لوگوں کے لئے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

آیت ۱۲۷۔ لَهُمۡ دَارُ السَّلٰمِ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ وَهُوَ وَلِيُّهُمۡ

ان کے واسطے سلامتی کا گھر ہے ان کے پروردگار کے پاس اور وہی ان کا

بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ (۱۲۷)

دوست ہے بسبب اس کے کہ جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں۔

تفسیر:۔ (۱) هٰذَا۔ یعنی دین اسلام۔

(۲) آیتیں مفصل ہیں تو سب ہی کے لئے البتہ نفع ان سے وہی لوگ حاصل کریں گے جن کے دلوں میں نصیحت و ہدایت کی طلب ہے۔

(۳) دارالسلام۔ وہ مکان جو ہر قسم کے آفات سے محفوظ ہو اور ظاہر ہے کہ وہ جنت ہے۔ (ماجد)

(۴) پ۱۱ س۱۰۔ آیت ۲۵ وَاللّٰهُ يَدۡعُوۡۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ

اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔

تفسیر:۔ (۱) اللہ اپنے بندوں کو بلاتا ہے اپنے انہیں احکام و ہدایات کے ذریعہ سے۔

(۲) سلامتی کا گھر یعنی اس فانی وناپائیدار دنیا کے برعکس ہمیشہ قائم اور سلامت رہنے والا گھر مراد جنت ہے۔

(۳) عارفین نے لکھا ہے کہ آیت میں مومنین کیلئے تو عبرت ہے کہ شہنشاہ خود بلا رہا ہے اور غلام حاضری میں توقف کر رہے ہیں اور منکرین کے لئے سرزنش ہے کہ وہ کیسی دعوت و لغمت سے محروم رہے جا رہے ہیں اور دنیا پرستوں کے لئے تازیانہ عبرت ہے کہ وہ کیسی پست و حقیر چیزوں کے پھیر میں پڑے ہوئے ہیں اور عاشقوں کے لئے بشارت ہے کہ ان کے حق میں اشارے خلوت خاص کے ہو رہے ہیں۔

باب ۸۵

گھر آخرت کا

(۱) پ۹ س ۷ .... وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ط
آیت ۱۶۹
اور آخرت ہی کا گھر ان لوگوں کے حق میں بہتر ہے جو ڈرتے

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۱۶۹)

رہتے ہیں سو کیا وہ عقل سے کام ہی نہیں لیتے۔

تفسیر:۔ (۱) ......عقل سے ذرا بھی کام لیں تو حقائق ان پر خود روشن ہو کر رہیں۔(۲) الذین یتقون۔یعنی جو لوگ اللہ سے تقویٰ اور خشیت اختیار کئے رہتے ہیں اور عقائد کفر و اعمال فسق سے پرہیز کئے رہتے ہیں۔ (ماجد)

(۲) پ۱۴ س ۱۶۔ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ط
آیت ۳۰۔
جن لوگوں نے نیکی کی ان کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور عالم

وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ (۳۰)

آخرت تو اور (زیادہ) بہتر ہے اور اہل تقویٰ کا وہ گھر واقعی اچھا ہے۔

(۳) پ۲۰ س ۲۸۔ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ
آیت ۸۳
یہ عالم آخرت تو ہم انہیں لوگوں کے لئے خاص کر دیتے

لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ

ہیں جو زمین پر نہ بڑا بننا چاہتے ہیں نہ فساد کرنا اور انجام (نیک) تو متقیوں ہی کا

لِلْمُتَّقِيْنَ (۸۳)

ہے۔ (حصہ)

تفسیر: عُلُوًّا۔ مراد معصیت نفسانی لی گئی ہے۔ اور فساد سے گناہ متعدی .....

(۲) یریدون کے لانے میں اشارہ ہے کہ عزم معصیت بھی معصیت ہے گو معصیت پر دسترس نہ ہو۔۔۔۔

(۳) یہ آیت قرآن کی ان آیات میں سے ہے جن میں چند مختصر الفاظ کے اندر گہرے اصول اور پورے پورے قانون بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اور اس قابل ہے کہ ہر پڑھا لکھا شخص اپنے اپنے کمرہ میں اس کا کتبہ لگا کر ٹانگ دے کہ ہر وقت پیش نظر رہے۔

(۴) خلیفہ عمر بن عبدالعزیز اموی جنھیں پانچواں خلیفہ راشد سمجھا گیا ہے ان کی بابت تاریخوں میں درج ہے کہ نزع کے وقت یہی آیت زبان پر تھی۔ (ماجد)

(۴) پ ۲۱ س ۲۹ - آیت ۶۴ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ

اور یہ دنیوی زندگی بجز کھیل تماشہ کے کچھ ہے ہی نہیں اور عالم آخرت

الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (۶۴)

ہی اصل زندگی ہے کاش انھیں (اس کا) علم ہوتا۔

تفسیر:- انسان اگر اس عالم کے عارضی ناپائیدار ہونے اور اس عالم کے مستقل و پائیدار ہونے کو مستحضر رکھے تو زندگی کا نقشہ ہی سراسر بدل جائے۔ (ماجد)

باب ۸۶

گھر (بیت النبی) حضرت رسول اکرم صلعم

پ ۲۲ س ۳۳ - آیت ۵۳ منزل ۵ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ

اے ایمان والو نبی کے گھروں میں مت جایا کرو بجز اس وقت کے جب

اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ

تمہیں کھانے کیلئے (آنیکی) اجازت دی جائے (اور جب بھی) ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر

اِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ

نہ رہو، البتہ جب تم کو بلایا جائے تب جایا کرو۔ پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو

لِحَدِيثٍ ط اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنكُمْ ز

اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو اس بات سے نبی کو ناگواری ہوتی ہے سو وہ تمہارا لحاظ

وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ط........ (۵۳)

کرتے ہیں اور اللہ صاف صاف بات کہنے سے (کسی کا) لحاظ نہیں کرتا۔

ترجمہ تھانوی :- اے ایمان والو نبی کے گھروں میں (بے بلائے) مت جایا کرو مگر جس وقت تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو۔ لیکن جب تم کو بلایا جائے (کہ کھانا تیار ہے) تب جایا کرو پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو اس بات سے نبی کو ناگواری ہوتی ہے سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں۔

نوٹ ۱:..... فقہا نے تصریح کر دی ہے کہ نزول آیت آداب نبوی میں سے ہے مگر حکم عام ہے ..... یہ تصریح علماء سرکار نبوی کے ساتھ خاص نہیں یعنی اس قسم کی جو بات کسی کو گراں و ناگوار ہو وہ جائز نہیں..... گھر میں کسی کے بھی بے اذن نہ جانا چاہئے..... اسی طرح کسی کے گھر میں بے ضرورت اور خلاف اذن دیر تک بیٹھے رہنا جائز نہیں۔

اِنیٰ کے معنی وقت کے ہیں۔ اور ناظرہ وہ ہے جس کا دل کھانے کی طرف اٹکا رہے۔ (ماجد)

لغت۔ اِنَا (کھانے وغیرہ کا) پکنا۔ (قاموس)

ترجمہ شیخ الہند۔ اِلیٰ طعامٍ غیر نٰظرین انٰہ :۔ کھانے کیواسطے نہ راہ دیکھنے والے اس کے پکنے کی۔

تفسیر:۔ جب تک بلائیں نہیں پہلے سے جا کر نہ بیٹھو کہ وہاں بیٹھ کر انتظار کرنا پڑے اور گھر والوں کے کام کاج میں ہرج واقع ہو۔

باب ۸۷

گھروں میں داخلہ (بالعموم)

(۱) پ ۱۸ س ۲۴۔ آیت ۲۷ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ
اے ایمان والو تم اپنے (خاص) گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل
بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ
مت ہو جب تک کہ اجازت حاصل نہ کر لو اور ان کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو تمہارے حق
خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (۲۷)
میں یہی بہتر ہے تاکہ تم خیال رکھو۔

(۱) پہلے ان گھروں میں رہنے والوں کو سلام کر کے ان سے اجازت لو کہ ہم اندر آئیں؟ یہ مسئلہ استیذان کا مردانہ اور زنانہ سب گھروں کے لئے ہے۔

(۲) استیذان واجب ہے اور تقدیم سلام سنت ہے۔

(۳) اپنے جس گھر میں یقیناً بجز منکوحہ یا مملوکہ شرعی کے کوئی نہ ہو وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ ورنہ وہ بیوت بھی حکم میں "غیر بیوتکم" کے ہو جائیں گے۔

(۴) جو مکان خلوت و آرام کے لئے مخصوص ہو۔ گو مردانہ ہی ہو..... استیذان کی حاجت ہوگی۔

(۵) ایک گھر کے اندر جب کئی درجے ہوں تو ہر درجہ جس میں کوئی مستقل رہتا ہو ایک ایک مستقل گھر کے حکم میں ہے۔ اور اس میں جانے کیلئے اذن شرط ہے۔ (ماجد)

(۲) پ ۱۸ س ۲۴- آیت ۲۸۔
فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى
پھر اگر ان میں تمہیں کوئی (آدمی) نہ معلوم ہو تو بھی ان میں نہ داخل ہو جب تک

يُؤْذَنَ لَكُمْ ج وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ط وَاللّٰهُ

تم کو اجازت نہ مل جائے اور اگر تم سے کہدیا جائے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ آیا کرو یہی تمہارے حق میں

بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ (۲۸)

پاکیزہ تر ہے اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے۔

(۱) (جس گھر میں کوئی آدمی نہ ہو) تو اجازت کسی ایسے شخص کی طرف سے جو اجازت دینے کا اختیار رکھتا ہو۔

(۲) (لوٹ آیا کرو) نہ یہ کہ اسے ناگوار محسوس کرکے وہاں لڑنا جھگڑنا شروع کردو۔

(۳) اَزْکٰی سے مراد ہے کہ بلا تکرار واپسی میں صفائی و طہارت زائد ہے۔

(۴) بما تعملون علیم :- کہ اگر اس نے بربنائے تکبر و تحقیر اجازت نہیں دی تو بھی ہم ہی جانتے ہیں۔ اور اگر واقعی کوئی عذر تھا تو اس سے بھی ہم واقف ہیں۔ (ماجد)

(۳) پ ۱۸ س ۲۴ ر ۴ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ
آیت ۲۹

تم پر کوئی گناہ اس میں نہیں ہے کہ تم ان مکانات میں داخل ہو جاؤ

مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا

(جن میں) کوئی رہتا نہ ہو (اور) ان میں تمہارا کچھ مال ہو اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے

تَكْتُمُوْنَ (۲۹)

ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔

تفسیر:- (۱) یہ حکم ان مکانات کا ہے جس میں کسی شخص خاص کا سکونت نہ رکھنا متعین ہو۔ اور دلالۃً وہاں جانے کی عام اجازت ہو مثلاً دکان۔ مدرسہ۔ حمام۔ کارخانہ۔ خانقاہ وغیرہ ایسی عمارتوں میں جانے کے لئے اجازت خاص کی ضرورت نہیں لیکن جن کو اجازت نہ ہو ان کو ایسی عمارتوں میں بھی جانا جائز نہ ہوگا۔

(۲) متاع لکم :- مراد کاروبار اور نفع کا سامان ہے۔

(۴) پ ۱۸ س ۲۴۔ آیت ۵۸ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ

اے ایمان والو تمہارے مملوکوں کو اور تم میں جو (لڑکے) حد بلوغ کو

أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ط

نہیں پہونچے ہیں ان کو تم سے تین وقتوں میں اجازت لینا چاہیئے (ایک) نماز صبح سے

مِّن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ

پہلے (دوسرے) جب دوپہر کو اپنے کپڑے اُتار دیا کرتے ہو اور (تیسرے)

وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ط قف ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ ط لَيْسَ عَلَيْكُمْ

بعد نماز عشا یہ تین وقت تمہارے پردے کے ہیں ان (اوقات) کے سوا تم پر

وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ ط ....

کوئی الزام نہیں ہے اور نہ ان پر۔

تفسیر۔ (۱) عام آنے جانے والوں۔ عاقلوں، بالغوں۔ آزادوں کے واسطے حکم اوپر گذر چکا ہے کہ گھروں میں جب آئیں اجازت لے کر آئیں۔ اب حکم مل رہا ہے مملوکوں کیلئے غلاموں اور کنیزوں کیلئے...... نیز نابالغ بچوں کیلئے...... ان کے باب میں حکم الگ نازل ہو رہا ہے۔ اللہ اللہ۔ مسلمان کے گھر کی اندرونی راحت کا اہتمام کس درجہ مدنظر ہے۔ کیسے کیسے جزئیات تک کے احکام اس غرض کے لئے صادر ہو رہے ہیں۔ (ماجد)

(۵) پ ۱۸ س ۲۴۔ آیت ۵۹ وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا

اور جب تم میں کے لڑکے بلوغ کو پہونچ جائیں تو انھیں بھی اجازت لینا

كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ط

چاہیئے جیسا کہ ان کے اگلے لوگ اجازت لے چکے ہیں۔

(۶) پ ۱۸ س ۲۴۔ آیت ۶۱ ...... فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ

پھر جب تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے لوگوں کو سلام کر لیا کرو جو

تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ

دعا کے طور پر اللہ کی طرف سے (مقرر) ہے بابرکت (اور) عمدہ چیز۔

باب ۸۸

گواہی بندگان باہمدگر

(۱) پ۳ س ۲۔ .... وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا
آیت ۲۸۳

اور گواہی کو مت چھپاؤ اور جو کوئی اُسے چھپائے گا اس کا

فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ (۲۸۳) ع

قلب گنہگار ہوگا اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ اس کا بڑا جاننے والا ہے۔

تفسیر:۔ (۱) ...... کتمان شہادت شدید ترین گناہ ہے۔

(۲) یہ ادائے شہادت کا حکم عام ہے یہ تمام معاملات قانونی کیلئے ......

صرف معاملہ رہن کیساتھ مخصوص نہیں ..... شہادت چھپانے کی ساری صورتیں اس ممانعت کے اندر آجاتی ہیں۔ مثلاً ادائے شہادت سے گریز کرنا یا شہادت میں واقعات صحیح نہ بیان کرنا۔

(۳) کتمان خواہ جزئی ہو یا کلی۔

(۴) ادائے شہادت چونکہ واجب ہے۔ فقہانے اس پر اجرت لینا ناجائز قرار دیا ہے البتہ آمدورفت اور خوراک پر جو صرف ہو اس کا بقدر واقعی وصول کرنا جائز ہے۔ (ماجد)

(۲) پ۵ س ۴۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ
آیت ۱۳۵

اے ایمان والو انصاف پر خوب قائم رہنے والے اور اللہ کے لئے

شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ

گواہی دینے والے رہو چاہے وہ تمہارے یا (تمہارے) والدین اور عزیزوں

اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا

کے خلاف ہی ہو وہ امیر ہو یا مفلس اللہ (بہرحال) دونوں سے زیادہ حقدار ہے

الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

تو خواہش نفس کی پیروی نہ کرنا کہ (حق سے) ہٹ جاؤ اور اگر تم کجی کروگے یا پہلوتہی

كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (۱۳۵)

کروگے تو جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے خوب خبردار ہے۔

تفسیر: (۱) یعنی مروت و رعایت نہ خود اپنی کرو نہ اپنے کسی بزرگ کی نہ کسی عزیز کی بلکہ صرف اللہ کی اور حق و صداقت کی۔ قرآن مجید پر عامل مسلمان۔ حلفیہ شہادت کا ذکر نہیں۔ بلا حلف بھی کبھی جھوٹی گواہی کا مرتکب ہو سکتا ہے؟ حکم عام ہے ہر قسم کی گواہی کے لئے صرف مالی اور عدالتی معاملات کی حد تک محدود نہیں .....

(۲) ..... جھوٹی گواہی کے محرک عموماً دو ہی ہوتے ہیں۔ فریق اگر امیر ہے تو اس کا دباؤ۔ لحاظ۔ مروت اور اگر غریب ہے تو اس کے ساتھ جذبہ ہمدردی۔ یہاں دونوں کی جڑ کاٹ دی ہے۔ اور بتایا ہے کہ دونوں صورتوں میں جتنا تمہارا تعلق اس کے ساتھ ہے اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر اللہ کا تعلق اس کے ساتھ ہے۔

(۳) تاکید ہے کہ شہادت بالکل واقعہ کے مطابق ہونا چاہیے۔ شاہد کے ذاتی رجحانات کا دخل بھی نہ آنے پائے۔

(۴) اِنْ تَلْوٗا۔ یعنی شہادت دی جائے لیکن بددیانتی خیانت اور اینچ پیچ کے ساتھ۔ تُعْرِضُوْا۔ یعنی سرے سے شہادت ہی نہ دی جائے۔

(ماجد)

(۳) پ ۲۹ س ۷۰۔ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ بِشَهٰدٰتِهِمۡ قَآئِمُوۡنَ ۙ﴿۳۳﴾
آیت ۳۳
اور جو لوگ اپنی گواہیوں کے ادا کرنے والے ہیں۔

آیت ۳۴۔ (ترجمہ) اور جو لوگ اپنی نمازوں کی پابندی رکھتے ہیں۔

آیت ۳۵۔ اُولٰٓئِكَ فِیۡ جَنّٰتٍ مُّكۡرَمُوۡنَ ﴿۳۵﴾
یہی لوگ بہشتوں میں عزت سے داخل ہوں گے۔

باب ۸۹

لغو

(۱) پ ۱۸ س ۲۳۔ قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡنَ هُمۡ فِیۡ صَلَاتِهِمۡ
آیت ۱-۲-۳-
یقیناً وہ مومنین فلاح پا گئے جو اپنی نمازیں خشوع رکھنے والے ہیں اور
خٰشِعُوۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ﴿۳﴾
جو لغو (بات) سے برکنار رہنے والے ہیں۔

تفسیر:۔ ا۔ لغو کہتے ہیں ہر اس حرکت کو جو عبث۔ بے حاصل۔ لا یعنی ہو۔۔۔۔ مسلمان کی شان یہ نہیں کہ ایک لحہ بھی کسی غیر مفید بات کی طرف توجہ کرے۔ سیر و تفریح یشاغل نشاط جس حد تک صحت جسم اور انبساط قلب کے لئے ضروری ہیں ظاہر ہے کہ ان کا شمار لغو میں نہیں۔ لغو کا ادنیٰ درجہ مباح ہے مگر ترک اس کا اولیٰ اور موجب مدح ہے لغو کا اعلیٰ درجہ معصیت ہے اور اس کا ترک واجب۔۔۔۔۔ لغویات سے اجتناب صلوٰۃ کی عین تکمیل کرنے والا ہے۔ (ماجد)

(۲) پ ۱۹ س ۲۵۔ وَاِذَا مَرُّوۡا بِاللَّغۡوِ مَرُّوۡا كِرَامًا ﴿۷۲﴾
آیت ۷۲
اور جب وہ لغو شغلوں کے پاس سے گذرتے ہیں تو شرافت کے ساتھ گذر جاتے ہیں۔

تفسیر۔ یعنی نظریں نیچی کئے ہوئے سلامت روی کے ساتھ ان بیہودگیوں سے گذر جاتے ہیں۔ نہ ان لایعنی مشاغل کی طرف مشغول ہوتے ہیں نہ عاصیوں کی طرح تحقیر کرکے اپنا کبر ظاہر کرتے ہیں .... ہمارے زمانے کے میلے ٹھیلے مختلف بازیوں کے جمگھٹے ناچ رنگ کی محفلیں تھیٹر سینما وغیرہ سب اس کے تحت میں داخل ہیں۔ (ماجد)

(۴۳) پ۲۰ س ۲۸۔ آیت ۵۵ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ
اور جب کوئی لغویات سنتے ہیں تو اُسے ٹال جاتے ہیں اور کہدیتے
اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِى الْجٰهِلِيْنَ (۵۵)
ہیں کہ ہمارے عمل ہمارے لئے اور تمہارے عمل تمہارے لئے تم پر سلام ہو ہم بے سمجھ لوگوں سے (تعلقات) نہیں چاہتے۔

باب ۹۰

"لهو الحديث"

اللہ سے غافل کرنے والی باتیں

پ۲۱ س ۳۱ آیت ۶ منزل ۵ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ
اور کوئی انسان ایسا بھی ہے جو اللہ سے غافل کرنے والی باتیں خرید
لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ
کرتا ہے تاکہ اللہ کی راہ سے بے سمجھے بوجھے دوسروں کو گمراہ کرے اور اس راہ کی ہنسی اڑائے ایسے
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (۶)
ہی لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

تفسیر۔ نوٹ ۱ لهو الحديث۔ مراد اس سے عموماً غناء (موسیقی) سمجھی گئی ہے۔

.... گانا اور اس سے مشابہ چیزیں۔ ہر بیکار غیر مفید شغل اس کے تحت میں داخل ہے۔

.... خصوصًا جو قوالی کی محفلیں مسجدوں خانقاہوں میں مجمع فساق کے ساتھ ہوا کرتی ہیں ——

وہ تو اور زیادہ قابل ملامت ہیں۔

نوٹ ۲: یشتری:۔ کے لفظی معنی خرید کرنے کے ہیں۔ مراد ہے اختیار کرنا۔ خریدار ہونا خواستگار ہونا۔ راغب ہونا۔

نوٹ ۳: بغیر علم:۔ یعنی نفس پرستی .... اور ہر علمی سند سے خالی۔

نوٹ ۴: سبیل اللہ:۔ سے مراد اللہ کا دین ہے۔ یا کتاب اللہ کی تلاوت .....

سینما۔ تھیٹر۔ پکچر گیلری وغیرہ نیز ادبیات افسانہ و شعر کا وہ بہت بڑا ذخیرہ جو آج "آرٹ" کے بڑے پُرفخر کارنامہ کی حیثیت سے پیش کیا جا رہا ہے ..... عذاب کا اصل ظہور تو آخرت ہی میں ہوگا۔ لیکن دنیا میں بھی ایک طرح اس کا ظہور مشاہدہ ہے، بھانڈ۔ نقال گوییے۔ میراثی۔ کسبیاں پچنیے غرض تمام طبقہ لھو الحدیث سے تعلق رکھنے والے دنیا میں بھی کیسے حقیر و رسوا رہتے ہیں تا آنکہ معاشرہ مسخ ہو کر خود ہی ان کے رنگ میں رنگ جائے اور خود ہی فسق پیشہ بن جائے۔ (ماجد)

باب ۹۱

مقروض (مدیون)

(۱) پ ۳ س ۲۔ آیت ۲۸۰ — وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ

اور اگر تنگدست ہے تو اس کیلئے آسودہ حالی تک مہلت ہے اور اگر معاف

وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۲۸۰)

کر دو تو تمہارے حق میں (اور) بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

تفسیر:۔ (۱) مدیون یا قرضدار اگر وقت پر تنگدست ہے تو اُسے اُسی وقت تک کے لئے مہلت دیدی جائے جب تک وہ ادا کرنے کے قابل ہوجائے۔

(۲) اَن تصدقوا۔ یعنی نادار مدیون کو اپنا مطالبہ بالکل معاف ہی کردو۔

(۳) عقائد اسلامی کی طرح قوانین اسلامی کی بھی پوری قدر اُس وقت ہوتی ہے جب ان کے مقابلہ میں اپنے کو مہذب اور ترقی یافتہ کہلانے والی قوموں کے قوانین رکھے جائیں۔ خود اس قرض کے معاملہ میں دوسری قوموں کے قانون قرضداروں کے حق میں سرتاسر ظالمانہ ہیں۔ رومی قانون ROMAN LAW میں مدیون کو قتل تک کیا جاسکتا تھا..... (ماجد)

نوٹ:۔ پ۱۰ س ۹۔ آیت ۶۰۔ میں بھی قرضدار کا ذکر ہے۔ اور یہ آیت نیز اس کی تفسیر باب ۲۱۔ زکوٰۃ صفحہ ۱۰۸ کے سلسلہ میں تحریر کی گئی ہے۔

باب ۹۲

مشورہ

(۱) پ۴ س ۳۔ آیت ۱۵۹۔ منزل ۱ آل عمران:۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا

پھر یہ اللہ کی رحمت ہی کے سبب سے ہے کہ آپ ان کے ساتھ نرم رہے، اور اگر

غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ

آپ تندخو، سخت طبع ہوتے تو لوگ آپ کے پاس سے منتشر ہوگئے ہوتے سو آپ ان

وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ

سے درگذر کیجئے اور ان کے لئے استغفار کردیجئے اور ان سے معاملات میں مشورہ لیتے رہیے

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾

لیکن جب آپ پختہ ارادہ کرلیں تو اللہ پر بھروسہ رکھئے بیشک اللہ ان سے محبت رکھتا ہے جو اس پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

تفسیر:۔ نوٹ ۱:۔ لھم۔ یعنی ان لوگوں کے ساتھ نرم رہے جو جنگ اُحد میں آپ کی نافرمانی کرکے مسلمانوں کی شکست وتفضیح کا سبب بنے تھے۔ نافرمان سپاہیوں کے ساتھ عین معرکہ جنگ میں خودرائی سے کام لینے والے سپاہیوں کے ساتھ شفقت وملاطفت کا معاملہ قائم رکھنا دنیا کی جنگی تاریخ میں شاذ اپنی نظیر آپ ہی ہو۔

نوٹ ۲:۔ حضور انور کے حلم وتحمل۔ نرمی وخوش خوئی۔ شفقت و ملاطفت کے واقعات سے تو حدیث وسیرت کی کتابیں بھری پڑی ہیں ...... اپنی ذات کے لئے آپ نے کسی سے انتقام نہیں لیا ...... لین پول نے کہا ہے کہ "ظلم محمدؐ کی سرشت ہی میں نہ تھا" اور بارسورتھ اسمتھ کا بیان ہے "انھوں نے عمر بھر کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا ...... کوئی مصافحہ کرتا تو نہ وہ اپنا ہاتھ الگ کرنے میں سبقت کرتے نہ از خود اس سے الگ ہوتے۔ گفتگو بہت نرم وشیریں کرتے" اور ہسٹوریننس آف دی ورلڈ میں ہے "پیمبر کا میلان طبع ہمیشہ نرمی ہی کی جانب رہتا۔"

نوٹ ۳:۔ ..... مشورہ کی بڑی فضیلتیں حدیث میں آئی ہیں اور ظاہر ہے کہ مشورہ کا حکم جب رسول صاحب وحی کو مل رہا ہے تو دوسروں کے لئے اس کی احتیاج کتنی زائد رہے گی .....

نوٹ ۴:۔ یعنی جب کسی امر میں مشورہ ہوئے تو بس اب تذبذب تامل کو دخل نہ دیجئے اور بلا تکلف وتوقف اللہ کے بھروسہ پر عمل اسی پختہ عزم پر کرنے لگئے ..... شخصیت واجتماعیت۔ فرویت ومشوریت کا یہ کیسا حکیمانہ امتزاج ہے۔ اس میں اشارہ اس طرف بھی ہوگیا کہ اعتماد کی چیز اللہ کی ذات ہے۔

نوٹ ۵:۔ اسی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ اس گئی گذری حالت میں بھی نظام شرعی سے اس قدر بعد کے بعد بھی مسلمانوں کو صبر و قناعت کی دولت لازوال حاصل ہے۔ اور خودکشی کے فیشن سے دنیائے اسلام ناواقف ہے۔ (ماجد)

(۲) پ ۲۵ س ۴۲۔ آیت ۳۸ الشوریٰ منزل ۶ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار کا حکم مانا اور نماز کی پابندی کی ان کا وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ (۳۸)

(یہ اہم) کام باہمی مشورہ سے ہوتا ہے اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں۔

نوٹ:۔ یہ سارے اوصاف مومنین صادقین کے بیان ہو رہے ہیں۔ انفرادی و اجتماعی دونوں قسم کی نیکیاں ان میں آگئیں۔

باہمی مشورہ کی اہمیت اسی سے ظاہر ہے کہ شوریٰ کا ذکر نماز و زکوٰۃ کے ساتھ فرمایا گیا ہے اجتماعی صورت میں اس حکم کی تعمیل کی صورت یہ ہے کہ حکومت، حکومت شوریٰ ہو۔ جیسی کہ خلفائے راشدین کی تھی ...... مشورہ صرف انہیں امور میں پسندیدہ ہے جو بجائے خود قابل مشورہ بھی ہوں اور جو چیزیں احکام قطعی میں داخل ہیں مثلاً نماز پنجگانہ .... وغیرہ سو ان میں مشورہ نہیں۔ (ماجد)

باب ۹۴

ناپ تول

(۱) پ ۸ س ۶۔ آیت ۱۵۳ ...... وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ج ....

اور ناپ تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کرو۔

تفسیر۔ دعا فریب کی ہر آمیزش سے پاک کہ کسی کا حق مار لیا یا اپنے ذمہ باقی رہنے دیا۔ اس بظاہر چھوٹی سی ہدایت کے اندر تجارتی اخلاق کے سارے ابواب آ گئے شخصی اخلاص کردار کی بلندی کے ساتھ ساتھ تجارتی کاروباری اخلاق کی بھی پاکیزگی مسلمان کے لیے لوازم میں سے ہے۔ (ماجد)

(۲) پ ۱۵ س ۱۷۔ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ
آیت ۳۵
اور جب ناپو تو، ناپ پوری پوری رکھا کرو اور وزن بھی صحیح ترازو سے

الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (۳۵)

کیا کرو یہی اچھا ہے اور (یہی) انجام کے لحاظ سے بھی بہتر ہے۔

تفسیر۔ (۱) ..... غرض یہ کہ تجارتی۔ معاشرتی قانونی زندگی کے ہر شعبہ اور معاملات باہمی کی ہر شاخ میں پوری طرح دیانت۔ امانت وصداقت کے اصول پر کاربند رہو

(۲) اسلام کچھ ریت رسم یا پوجا پاٹ کے قسم کے اعمال کا نام نہیں۔ سارے نظام زندگی کو قانون الٰہی کے سانچہ میں ڈھال لینے کے مرادف ہے۔ (ماجد)

(۳) پ ۲۷ س ۵۵۔ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ (۷)
آیت ۷۔
اور آسمانوں کو اسی نے اونچا کیا اور اسی نے ترازو وضع کر دی۔

آیت ۸۔ اَلَّا تَطْغَوْا فِى الْمِيْزَانِ (۸)

کہ تم تولنے میں گڑبڑ نہ کرو۔

آیت ۹۔ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ (۹)

اور وزن کو ٹھیک رکھو انصاف کے ساتھ اور تول کو گھٹاؤ مت۔

(۴) پ ۳۰۔ س ۸۳۔ آیت ۱۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ (۱)

بڑی خرابی ہے (ناپ تول میں) کمی کرنے والوں کی۔

آیت ۲- الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ (۲) صلے

کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیں پورا ہی لے لیں۔

آیت ۳- وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ (۳)

اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا دیں۔

آیت ۴- اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ (۴) لا

کیا انہیں اس کا یقین نہیں کہ وہ زندہ اٹھائے جائیں گے۔

آیت ۵- لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ (۵) لا

ایک بڑے "سخت" دن میں۔

آیت ۶- يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۶)

جس دن کہ (تمام) لوگ پروردگار کے روبرو کھڑے ہوں گے۔

تفسیر (۱) ..... تعلیم تجارتی اخلاق کی مل رہی ہے ..... آیت تجارتی اخلاق کی ایک بنیادی اور کلیدی آیت ہے ...... اور قرآن مجید کی اُن چند آیتوں میں سے جس کی مدح و توصیف مسیحی پادریوں نے بھی کی ہے۔

(۲) .... تجارتی دیانت و امانت اور کاروبار میں حسن معاملت کے سیاق میں حشر اور اس کی بازپرس کی یاد دہانی انہیں اور مؤکد بنانے کے لئے ہے .... (ماجد)

باب ۹۴

نصیحت کون حاصل کرتا ہے

(۱) پ ۳ س ۲- وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ (۲۶۹)
آیت ۲۶۹

اور نصیحت تو بس صاحبان فہم ہی قبول کرتے ہیں (ترجمہ ماجد)

اور نصیحت حاصل نہیں کرتے مگر وہی لوگ جو عقل و بصیرت رکھتے ہیں۔ (ترجمہ آزاد)

(۲) پ ۷ س ۶۔ اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ ط
آیت ۳۶

قبول تو بس وہی لوگ کرتے ہیں جو سنتے ہیں۔

(۳) پ ۱۳ س ۱۳۔ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ (۱۹)
آیت ۱۹ نصیحت تو بس اہل فہم ہی قبول کرتے ہیں۔

تفسیر۔ جو لوگ فہم خداداد سے کام ہی نہیں لیتے وہ محروم رہتے ہیں۔ (ماجد)

(۴) پ ۲۴ س ۴۰۔ وَمَا یَتَذَکَّرُ اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ (۱۳)
آیت ۱۳ اور نصیحت تو بس وہی قبول کرتا ہے جو (اللہ سے) رجوع کرتا رہتا ہے۔

تفسیر۔ پند و نصیحت کارگر اُسی کے حق میں ہوتی ہے جو حق تعالیٰ کی طرف قصد رجوع رکھتا ہو۔ غور و تامل اسی قصد رجوع سے پیدا ہوتا ہے اور وہی حق تعالیٰ تک پہونچا دیتا ہے۔ (ماجد)

باب ۹۵

والدین

(۱) پ ۱ س ۲۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ
آیت ۸۳ اور (وہ وقت یاد رکھو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ عبادت

اِلَّا اللّٰہَ قف وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ .... (۸۳)

نہ کرنا کسی کی بجز اللہ کے اور حسن سلوک سے پیش آنا (اپنے) ماں باپ سے ......

تفسیر۔ (۱) عہد۔ جب اس کا تعلق خداوند تعالیٰ سے ہوتا ہے محاورہ توریت میں حکم کے معنیٰ میں آتا ہے ...... بعض شارحین قرآن نے بھی یہاں لینے کو حکم دینے

کے معنی میں لیا ہے۔

(۲) اقتباس توریت (خروج ۲۰: ۱۲) تو اپنے ماں باپ کو عزت دے ۔۔۔

(استثنا ۵: ۱۲) اپنے باپ اور اپنی ماں کو عزت دے جیسا خداوند تیرے خدا نے فرمایا ہے (با جد)

(۳) اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم فرمانے کے بعد والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی خدمت بہت ضروری ہے۔ والدین کے ساتھ بھلائی کے یہ معنی ہیں کہ ایسی کوئی بات نہ کہے اور ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے انھیں ایذا ہو..... اگر والدین اپنی خدمت کیلئے نوافل چھوڑنے کا حکم دیں تو چھوڑ دے ..... جو طریقے احادیث سے ثابت ہیں یہ ہیں کہ تہ دل سے ان کے ساتھ محبت رکھے رفتار گفتار میں نشست و برخاست میں ادب لازم جانے ان کی شان میں تعظیم کے لفظ کہے ان کو راضی کرنے کی سعی کرتا رہے ..... ان کے مرنے کے بعد..... ان کے لئے فاتحہ۔ صدقات تلاوت قرآن سے ایصال ثواب کرے اللہ تعالیٰ سے ان کی مغفرت کی دعا کرے ہفتہ وار ان کی قبر کی زیارت کرے (فتح العزیز)

(۲) پ۲ س ۲۔ آیت ۲۱۵ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۖ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ

آپ سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں آپ کہدیجئے کہ جو کچھ تمہیں مال سے

خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ ......

خرچ کرنا ہے سو وہ حق ہے والدین کا ......

(۳) پ۵ س ۴۔ آیت ۳۶ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ

اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ کرو۔ اور حسن

بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ......

سلوک رکھو والدین کے ساتھ۔

تفسیر۔ مسلم شریف کی حدیث ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ

فرمایا اس کی ناک خاک آلود ہو حضرت ابو ہریرہ نے عرض کیا کس کی یا رسول اللہ فرمایا جس
نے بوڑھے ماں باپ پائے یا ان میں سے ایک کو پایا اور جنتی نہ ہو گیا۔ (نعیم)

(۴) پ۸ س ۶۔ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ
آیت ۱۵۲
آپ کہئے کہ آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں وہ چیزیں جو تم پر تمہارے
اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ج......
پروردگار نے حرام کی ہیں (یعنی یہ کہ) اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ اور ماں
ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (۱۵۲)
باپ کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہو...... اس سب کا اللہ نے تمہیں حکم دے رکھا ہے تاکہ
تم عقل سے کام لو۔

تفسیر۔ (۱)...عملی زندگی کی ہدایات..... سب سے پہلا حکم ماں باپ کی خدمت
کا ملتا ہے.....محض اطاعت کا نہیں اُن کے ساتھ حسن سلوک کا ہو رہا ہے۔ (ماجد)

(۵) پ۱۳ س ۱۳۔ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ
آیت ۲۳
ہمیشگی کے باغ جن میں وہ (خود بھی) داخل ہوں گے اور وہ (بھی) جو
اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ......
جنت کے لائق ہوں گے ان کے ماں باپوں میں سے اور ان کے میاں بیویوں میں سے اور
ان کی اولاد میں سے۔

تفسیر۔ ملاحظہ ہو باب ۴۹۔ اولاد۔ صفحہ ۱۹۳۔

یہ آیت کریمہ باب مذکور میں شامل ہے۔

(۶) پ۱۵ س ۱۷۔ آیت ۲۳۔
وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ
اور تیرے پروردگار نے حکم دے رکھا ہے کہ بجز اسی (ایک رب) کے اور کسی کی پرستش

إِحْسَانًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ

نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک رکھنا اگر وہ تیرے سامنے بڑھاپے کو پہونچ جائیں

كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا

ان دونوں میں ایک یا وہ دونوں تو تو ان سے ہوں بھی نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور

قَوْلًا كَرِيمًا (۲۳)

ان سے ادب کے ساتھ بات چیت کرنا۔

آیت ۲۴۔ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ

اور ان کے سامنے محبت سے انکسار کے ساتھ جھک کر رہنا اور کہتے رہنا

وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا (۲۴)

کہ اے میرے پروردگار ان پر رحمت فرما جیسا کہ انھوں نے مجھے بچپن میں پالا۔ پرورش کیا۔

تفسیر :۔ (۱) دنیا میں ..... ایسی ایسی ..... قومیں بھی گذری ہیں ..... کہ جب والدین بوڑھے ہو کر قوم کے لئے بیکار ..... ہوجاتے تھے تو سعادتمند صاحبزادے انھیں لے جا کر کسی سنسان پہاڑی وغیرہ پر چھوڑ آتے تھے کہ وہیں پڑے پڑے مرجائیں یا کسی جنگلی جانور کی غذا بن جائیں ..... بڑھاپے کا ذکر اس لئے فرمایا گیا کہ اسی سن میں والدین معذور ہو کر دوسروں کی خدمت کے محتاج ہوجاتے ہیں ..... حدیث نبوی میں ..... آیا ہے کہ بڑا بدقسمت ہے وہ شخص جو اپنے والدین کا بڑھاپا پائے اور پھر انھیں خوش کر کے ان کی دعاؤں سے اپنے کو جنت کا مستحق نہ بنالے ..... والدین کو قولاً فعلاً بڑی چھوٹی کسی قسم کی بھی اذیت پہنچانا جائز نہیں ..... والدین کے ساتھ عمل میں لطف و نرمی ..... قول میں ان کے ساتھ ادب اور تمیزداری کی تاکید ..... اور ..... مخاطبت و گفتگو میں ان کے ادب و عظمت کے لحاظ رکھنے کا حکم ..... (ماجد)

(۲) مسئلہ :۔ ماں باپ سے اس طرح کلام کرے جیسے غلام و خادم آقا سے کرتا

ہے ...... حدیث شریف میں ہے کہ والدین کی رضا میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور ان کی ناراضی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے۔ دوسری حدیث میں ہے والدین کا فرمانبردار جہنمی نہ ہوگا۔ اور ان کا نافرمان کچھ بھی عمل کرے گرفتار عذاب ہوگا۔ ایک اور حدیث میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ والدین کی نافرمانی سے بچو ...... (نعیم)

(۷) پ۸ س ۷ ...... وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ ج ....

آیت ۴۶ اور اعراف پر کچھ مرد ہوں گے کہ دونوں فریق کو ان کی پیشانیوں سے پہچانیں گے۔

تفسیر:۔ یہ کس طبقہ کے ہوں گے اس میں بہت اقوال ہیں ...... ایک قول یہ ہے کہ جو لوگ جہاد میں شہید ہوئے مگر ان کے والدین ان سے ناراض تھے وہ اعراف میں ٹھہرائے جائیں گے۔ ایک قول یہ ہے کہ جو لوگ ایسے ہیں کہ ان کے والدین میں سے ایک راضی ہو ایک ناراض وہ اعراف میں رکھے جائیں گے ان اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل اعراف کا مرتبہ اہل جنت سے کم ہے۔ (نعیم)

باب ۹۶

وعدہ

(۱) پ۲ س ۲ ...... وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا ج ......

آیت ۱۷۷ اور اپنے وعدوں کو پورا کرنیوالے جبکہ وعدہ کر چکے ہوں۔

تفسیر:۔ ...... مومن جھوٹا وعدہ کرنا ...... جانتا ہی نہیں (ماجد)

(۲) پ۱۵ س ۱۷ ...... وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ج إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا (۳۴)

آیت ۳۴ اور عہد کی پابندی رکھو بیشک عہد کی باز پرس ہوگی۔

تفسیر:۔ عہد کے تحت میں ہر قسم کے جائز وعدے اور معاہدے آگئے۔ (ماجد)

(۳) پ ۱۶ س ۱۹۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ز اِنَّهٗ كَانَ
آیت ۵۴
اور آپ (اس) کتاب میں اسمٰعیل کا (بھی) ذکر کیجئے وہ وعدے کے

صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا (۵۴)

(بڑے ہی) سچے تھے اور رسول تھے نبی تھے۔

تفسیر:۔ صادق الوعد۔ یعنی یہ صفت علاوہ دوسری صفات حسنہ کے آپ

پر خصوصیت سے غالب تھی۔ (ماجد)

باب ۹۷

وقت کی پابندی

(۱) پ ۴ س ۳۔ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ
آیت ۱۴۵
اور ممکن نہیں کسی کیلئے کہ وہ ایک میعاد مقرر بہ حکم خدا کے

كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ط

بغیر مر جائے۔

(۲) پ ۵ س ۴۔ .... اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
آیت ۱۰۳
بیشک نماز تو ایمان والوں پر پابندی وقت کے

كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (۱۰۳)

ساتھ فرض ہے۔

تفسیر:۔ یہاں نماز کی صفت یہ بیان ہوئی کہ علاوہ فرض ہونے ......

کے پابندی وقت کے لحاظ سے فرض ہے ..... سوا حالت معذوری کے اُسے وقت

سے ہٹا دینا جائز نہ ہوگا۔

(۳) پ ۷ س ۶۔ آیت ۲ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰٓی
وہ (اللہ) وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر ایک وقت
اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ (۲)
مقرر کیا اور معین وقت اسی کے علم میں ہے پھر بھی تم شک رکھتے ہو۔

(۴) پ ۸ س ۷۔ آیت ۳۴ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ
اور ہر امت کے لئے ایک میعاد معین ہے سو جب ان کی میعاد
لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ (۳۴)
معین آجاتی ہے تو وہ ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔

نوٹ:۔ مندرجہ بالا آیات کریمہ کی تلاوت سے واضح ہوگا کہ باری تعالیٰ عزاسمہٗ نے ہر کام کیلئے ایک وقت مقرر فرمایا ہے اور جب اس کام کا معین وقت آجاتا ہے تو اس میں ایک لمحہ کا بھی تاخیر یا تقدم نہیں ہوتا ہے۔ اس طرح عبادات کیلئے جو اوقات اور زمانہ مقرر کیا گیا ہے ان کا مقررہ اوقات اور زمانہ کے دوران ہی ادا ہونا ضروری ہے۔ نماز کی اقامت وقت کی پابندی کیساتھ روزے ماہ رمضان المبارک میں رکھنا حج ذی الحجہ کی ۹ تاریخ کو ادا کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ ان امور کے لحاظ سے ظاہر ہے کہ بندوں کے لئے وقت کی پابندی کس قدر ضروری ہے۔ سورج اپنے مقررہ اوقات میں طلوع و غروب ہوتا ہے۔ چاند مقررہ اوقات میں ہی اپنی منزلیں طے کرتا ہے پھل اور پھول مقررہ وقت اور موسم میں ہی پھلتے اور پھولتے ہیں۔ چرند و پرند بھی اوقات کے پابند ہیں

بلبلاں وقت گل آمد کہ بنالند از شوق
نہ کم از بلبل مستی تو بنال اے ہوشیار

ان حالات میں انسان ہی "جس کو اشرف مخلوقات ہونے کا لقب حاصل ہے" کیوں وقت

کا پابند نہ ہو۔ اور وہ کیوں راحت طلبی غفلت شعاری میں اپنے عزیز وقت کو
ضائع کرے اور اس کو یہ یاد نہ رہے کہ۔

"گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں"

باب ۹۸

ہمت

(۱) پ ۴ س ۳۔ آیت ۱۳۹ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ
اور نہ ہمت ہارو اور نہ غم کرو تم ہی غالب رہوگے
كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۱۳۹)
اگر تم مومن رہے۔

تفسیر: (۱) وعدۂ غلبہ کے لئے شرط ایمان پر ثبات کی لگی ہوئی ہے۔

(۲) یہ علو و غلبہ کا وعدہ ہر قسم کے علو و غلبہ کو حاوی ہے۔ خواہ وہ مادی ہو یا
روحانی۔ گو بیان پر نظر کر کے غلبہ مادی ہی اغلب ہے۔ (ماجد)

(۲) پ ۲۵ س ۴۲۔ آیت ۴۳ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ
اور جو شخص صبر کرے اور معاف کردے یہ البتہ بڑے
عَزْمِ الْاُمُوْرِ (۴۳)
ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

باب ۹۹

یتیم

(۱) پ ۴ س ۴ - آیت ۲ وَاٰتُوا الْیَتٰمٰۤی اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ

اور یتیموں کو ان کا مال پہونچادو اور پاکیزہ کو گندی چیز

بِالطَّیِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤی اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ

سے مت تبدیل کرو اور ان کا مال مت کھاؤ اپنے مال کے ساتھ بیشک

كَانَ حُوْبًا كَبِیْرًا (۲)

یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

تفسیر۔ (۱) ..... یتیموں کے بالغ ہونے پران کی جائداد ان کا سامان ان کے حوالہ کردو .... یہ ہرگز ضروری نہیں کہ یتیم اپنی جائداد کا مطالبہ کرے بھی۔

(۲) خطاب یتیموں کے اولیاء اور سرپرستوں سے ہے۔

(۳) ایسا نہ ہونے پائے کہ ان نابالغ یتیموں کی اچھی چیز نکال کر اپنے مال میں ملالی اور اپنی طرف کی کوئی گھٹیا چیز ان کے حصہ میں شامل کردی۔

(۴) ڈاکٹر رابرٹسن مسلم نہیں کافر ہیں اس پر بھی اس کے قائل ہیں کہ قرآن اور پیمبر نے یتیموں کے حقوق کے تحفظ کا بہترین انتظام کردیا ہے۔

(۲) پ ۴ س ۴ - آیت ۶

وَابْتَلُوا الْیَتٰمٰی حَتّٰۤی اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ

اور یتیموں کی جانچ کرتے رہو یہاں تک کہ وہ عمر نکاح کو پہنچ

مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا

جائیں تو اگر تم ان میں ہوشیاری دیکھ لو تو ان کے حوالہ ان کا مال کردو اور مال کو

تَأْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ؕ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا

جلد جلد اسراف سے اور اس خیال سے کہ یہ بڑے ہوجائیں گے مت کھا ڈالو۔

فَلْيَسْتَعْفِفْ ج وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ

بلکہ جو شخص خوشحال ہو وہ تو اپنے کو بالکل روکے رکھے البتہ جو شخص نادار ہو وہ

فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ؕ

مناسب مقدار میں کھا سکتا ہے اور جب ان کے مال ان کے حوالہ کرنے لگو تو ان پر

وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا (۶)

گواہ بھی کر لیا کرو اور اللہ حساب لینے والا کافی ہے۔

(۳) پ ۴ س ۴ - اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى
آیت ۱۰

بیشک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھا لیتے ہیں وہ بس اپنے پیٹ

ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ

میں آگ ہی بھرتے ہیں اور عنقریب وہ دہکتی ہوئی آگ میں

سَعِيْرًا (۱۰) ع

جھونکے جائیں گے۔

نوٹ :- قرآن حکیم میں یتیموں کے متعلق کم و بیش بیس۲۰ آیات ہیں منجملہ ان کے صرف ۳ آیات مجموعہ ہذا میں شامل کرنے پر اکتفا کی گئی ہے۔

ختم شد

(مطبوعہ عباسی لیتھو آرٹ پریس سابق فریرروڈ کراچی)

تجارتِ آخرت

دنیا میں جمع کردہ مال و دولت دوسروں کے کام آتی ہے ۔ مگر دینی اور رفاہی کاموں پر لگایا ہوا سرمایہ انسان کے اس وقت کام آتا ہے جب وہ خالی ہاتھ دوسری دنیا میں پہنچتا ہے اس لئے کچھ سرمایہ آخرت کے بنیک میں بھی محفوظ کرنے کی فکر و کوشش کرنی چاہیئے ۔ اور اس کی بہترین صورت تبلیغ دین پر خرچ کرنا ہے جس کے لئے انبیاء علیہم السلام بھیجے گئے اور جو ہر مسلمان پر فرض کفایہ ہے ۔ یہ اسی فرض کو بھلا دینے کا نتیجہ ہے کہ آج انسان اخلاقی آوارگی، ذہنی ارتداد، فکری انتشار اور لادینی اقدار کا شکار ہو رہا ہے ۔

ایسے وقت میں جبکہ شعائر اسلام مٹتے چلے جا رہے ہوں اور غیر ممالک سے انگریزی دینی ٹریچر مہیا کرنے کا شدید تقاضا ہو رہا ہو ۔ یہ فرض کفایہ، فرض عین ہو جاتا ہے، اور بقول حضرت مجدد الف ثانی رح ایسے لادینی دور میں دین کو رواج دینے کے لئے ایک کوڑی خرچ کرنا اللہ کی راہ میں لاکھوں روپے خرچ کرنے کے برابر ہے ۔

یہ ادارہ اسی فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی کے لئے قائم کیا گیا ہے ۔ تاکہ جو حضرات دنیوی مصروفیات کے باعث یہ دینی فریضہ ادا نہیں کر سکتے ۔ وہ اس ادارہ کے رکن بن کر گھر بیٹھے ٹریچر کے ذریعہ اندرون و بیرون ملک تبلیغ کر کے سرمایۂ آخرت جمع کر سکیں یا اس کے تبلیغی ماہنامہ "مجلہ" میں اشتہار دیکر بمصداق "ہم خرما و ہم ثواب" اپنی تجارت بڑھا سکیں ۔ یہ ادارہ مارچ ۱۹۶۵ء سے نہایت باقاعدگی کے ساتھ ہر ماہ ہزاروں کی تعداد میں دیدہ زیب اور دلنشین اردو ٹریچر نسلِ نو اور بیرونی ممالک میں مفت تقسیم کر رہا ہے ۔ اب بیرونی ممالک کے لئے انگریزی میں دینی ٹریچر شائع کیا جا رہا ہے ۔ یہ ادارہ کسی جماعت کا نقیب یا ترجمان نہیں ۔ اس کا مقصد خالصتاً للہ دین کی خدمت ہے اور اس کے لئے آپ کے تعاون کی ضرورت ہے ۔ تاکہ اسلام کا پیغام جاپان، کوریا، آسٹریلیا اور افریقہ وغیرہ تک پہنچایا جا سکے ۔

فارم رکنیت مفت طلب کریں

منشی عبدالرحمن خان منیجنگ ڈائرکٹر عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ رجسٹرڈ

چہلیک، ملتان شہر ——— فون نمبر ۲۶۷۵

غلط نامہ ثانی

غلط نامۂ اوّل کی طباعت کے بعد کُل کتاب کے از سرِ نو مطالعہ کے دوران مزید اغلاط نظر میں آئیں۔ نیز غلط نامہ اول میں بھی چند غلطیاں نظر سے گذریں۔ چنانچہ یہ غلط نامہ ثانی مجموعی طبع کرایا جا کر شامل کتاب ہے قارئینِ کرام سے درخواست ہے کہ کتاب کے مطالعہ کے قبل غلطیوں کی اصلاح کرلیں۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح یا اضافہ
	فہرست مضامین		
۱	کالم ۲ نمبر شمار ۳۳ کے بعد	۲۲۴	۳۴
	حرفِ آغاز		
۱۲	۱۸	ماخود	ماخوذ
"	۱۹	منجملہ ان سے	منجملہ ان کے
۱۳	۳	ذاتِ	ذَاتِ
۱۴	۱۹	بفہوار	بفحوار
۱۶	نوٹ ۱	نتایج کے	نتایج کی ہیں
۱۹	۳	منزل ۴ کے بعد	آیت ۱۱۷۔ اضافہ کیجئے
۲۰	۱۰		آیت ۱۲۳ - ۱۲۴
"	۱۱	جَمِيْعًا	جَمِيْعًا م
"	۱۲	يَاْتِيَنَكُم	يَأْتِيَنَّكُمْ
"	"	مِنِّي	مِّنِّيْ
۳۰	۱۶	لِيْ	لِّيْ
"	"	فَطَرَ	فَطَرَ النَّاسَ
"	۱۸	الدِّيْنُ	الدِّيْنُ
۳۱	سطر ۱۰ کے محاذ میں		(۲) کا اضافہ کیا جائے

حصہ اول کے غلط نامہ میں صفحہ ۱۵۷ کے بجائے صفحہ ۱۷۵ اور صفحہ ۲۶۶ کے بجائے صفحہ ۲۲۶ صحیح کر لیجئے۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح یا اضافہ
۳۱	۱۱	باب ۷ کے بعد	فصل ۳۔ اضافہ کیا جائے
۳۳	۱۴	قَلِیْلَ	قَلِیْلَ
۳۵	پہلی سطر کے بعد	عنوان اضافہ کیجئے	"نَعْمَاءِ الٰہی"
۳۶	۷	تمہارے پردر	تمہارے پردے کے ہیں
۳۸	۶	جَمَالُ	جَمَالُ
"	۱۶	فصدُ	قَصْدُ
۳۹	۱۶	الاضِ	الْاَرْضِ
۴۰	۹	والاکرام	وَالْاِکْرَامِ
۴۳	شعر	خبر کن	خبرے کن اے فلانُ
	اصل کتاب:۔		
۴	سطر ۲	رب العلمین کے بعد	نمبر آیت "۳۶" اضافہ کیجئے
"	"	والارض کے بعد	چھوٹا ص
"	۵	الحکیم کے بعد	نمبر آیت "۳۷"
۶	سطر ۱	س ۲۲	س ۲۱
"	"	یُسْئَلُوْنَ	یُسْئَلُوْنَ
۷	شمار نمبر ۱۰	وَالمغرا ب	وَالْمَغْرِبِ
۱۳	۱۰	وَالصلحین	وَالصّٰلِحِیْنَ
۱۶	۱۱	آیت کے جزو تبارک اللہ ربُّ العٰلمین کا ترجمہ نہیں لکھا ہے	ترجمہ: برکت سے بھرا ہوا ہے اللہ سارے جہانوں کا پروردگار
۱۹	شمار نمبر ۲۸	سُبْحَانَ	سُبْحٰنَ
۲۱	"	خَلَقَ	خَلَقَ
۲۲	شمار ۳ سطر ۱	بَرَاكَ	بَارَكَ
۳۲	۸	توفیق	توفیق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح یا اضافہ
۴۱	شمار (۱) تفسیر ۲ سطر ۲	آداب	ادب
۴۲	فصل ۸ شمار ۱	مَوْعِظَةٌ مِنْ	مَوْعِظَةٌ مِّنْ
۵۰	نوٹ ۲	جس سے دعا کی مقبولی	جن میں دعا کی مقبولی
۵۴	سطر ۴	حتی	حتّٰی
″	″ ۶	بریع	بریح
۵۶	آخری سطر	حیلہ باز	حیلہ ساز
۵۸	آیت پہلی سطر	وبالحق	بالحق
۶۰	شمار ۴ سطر ۳	عَنهُم	عَنْهُمْ
۷۶	سطر ۵	يُبصِرُونَ	يُبْصِرُوْنَ
۸۰	″ ۳	تراهم	تَرَاهُمْ
۸۶	باب ۱۵۔ تشریح سطر ۲	جیسے	جیسے
۹۱	تفسیر سطر ۴	کثافت۔ (بعض جلدوں میں	کثافت و غلاظت
″		دوسرا لفظ صاف نہیں ہے)	
۹۶	″ ۳	ذکریا	زکریا
۹۶	″ ۴	فی المحراب	فِی الْمِحْرَابِ
۹۷	″ ۷	کے محاذ میں	الف۔ طہارت جسمانی بہرطور ضروری ہے اضافہ کیجئے

۱۰۶ شمار نمبر ۴ ۔ نوٹ ۱۔ آیت نمبر ۲۲ کا مطلب سابقہ آیات کے لحاظ سے واضح ہوگا جو سہواً شامل نہیں ہوئی ہیں سابقہ آیات کریمہ مندرجہ ذیل ہیں۔ ان کا اضافہ کیا جائے۔ إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا (۱۹) إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا (۲۰) وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا (۲۱)

ترجمہ:۔ انسان بے ہمت پیدا ہوا ہے۔ کہ جب اسے تکلیف پہونچتی ہے تو جزع فزع کرنے لگتا ہے اور جب اسے خوشحالی ہوتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے۔ اسکے بعد آیت نمبر ۲۲۔ ۲۳ میں استثنا ہے کہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح یا اضافہ
			البتہ وہ نمازی (اس حکم میں داخل نہیں) جو اپنی نماز میں برابر لگے رہتے ہیں۔
۱۲۳	سطر ۳	مِسْكِينِ	مِسْكِيْنٍ
۱۲۴	" ۵	اِلے الَّيْلِ	اِلَى الَّيْلِ
۱۳۲	" ۱۱	موت اور روح کا منظر	موت اور قبض روح کا منظر
"	" ۱۷	وَالْتَفَّتِ	وَالْتَفَّتِ
۱۴۰	" ۱	اِلیٰ اَهْلِهِمْ	اِلیٰ اَهْلِهِمْ
۱۷۲	" ۲	اور اہ گیروں	اور راہ گیروں
۱۹۷	" ۱	۹	۹۸
۲۰۰	" ۴	آیت ۳۵ کے بعد	پ۲۴ س ۴۱۔ اضافہ کیجئے
۲۰۶	" ۴	مَثَلُ الَّذِی	مِثْلُ الَّذِی
۲۳۲	" ۸	خَلَقْنٰا	خَلَقْنَا
۲۳۴	(۱) آیت سطر ۲	تُحْسِنُوا و	تُحْسِنُوْا وَ
۲۶۵	سطر ۵	باب ۹۲	باب ۶۲
۲۷۷	تفسیر نوٹ ۱	الغیط	الغَیْظ
۲۹۰	سطر ۵	یَسْتَحِي	یَسْتَحْیِي
۲۹۴	" ۱	طَيِّبَةً	طَيِّبَةً
۳۰۰	" ۱	عَلَى اللّٰه ط	عَلَى اللّٰهِ ط
۳۰۲	" ۱	دعا	دغا
۳۱۲	(۳) سطر ۲	کھا لیتے میں	کھا لیتے ہیں
۱۷۳	آخری سطر	کبائر	اکابر

۴۸۶

إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ وقف وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا

اگر اچھے کام کروگے اپنے ہی لئے اچھائی کروگے اور اگر برائی کروگے تو بھی اپنے ہی حق میں

(یعنی خود ہی سزا بھگتوگے)

(۷ : ۱۷)

توشہ آخرت

(حصہ دوم)

مشتمل بہ مختصر معلومات مضامین قرآن حکیم

مرتبہ

محمد عبد الحمید صدیقی (اڈووکیٹ)

۱۵۰-اے-۲/ پی ای سی ایچ ایس

خالد بن ولید روڈ

کراچی ۲۹